اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے صد سالہ عرس
کے موقع پر خصوصی اشاعت

علامہ قاضی عبدالحق ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ
اور
تاریخ علمائے بھوئی گاڑ



تقدیم نگار

فضیلۃ الشیخ حضرت سید صابر حسین شاہ بخاری

گولڈ میڈلسٹ خلیفہ مجاز بریلی شریف

تذکرہ نگار

قاضی شہزادہ عرفان الحق نیر

فاضل جامعہ رضویہ انوار العلوم واہ کینٹ

ناشر

ادارہ اسلاف شناسی

برہان شریف ضلع اٹک پاکستان

علامہ قاضی عبدالحق ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ

اور

تاریخ علمائے بھوئی گاڑ

تقدیم نگار

فضیلۃ الشیخ حضرت سید صابر حسین شاہ بخاری (گولڈ میڈلسٹ)

خلیفہ مجاز بریلی شریف

تذکرہ نگار

قاضی شہزادہ عرفان الحق نیرؔ

فاضل جامعہ رضویہ انوار العلوم واہ کینٹ

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے صد سالہ عرس
کے موقع پر خصوصی اشاعت

علامہ قاضی عبدالحق ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ
اور
تاریخ علمائے بھوئی گاڑ



تقدیم نگار

فضیلۃ الشیخ حضرت سید صابر حسین شاہ بخاری

گولڈ میڈلسٹ، خلیفہ مجاز بریلی شریف

تذکرہ نگار

قاضی شہزادہ عرفان الحق نیر

فاضل جامعہ رضویہ انوار العلوم واہ کینٹ

ناشر

ادارہ اسلاف شناسی

برہان شریف ضلع اٹک پاکستان

ضابطہ

جملہ حقوق محفوظ ہیں

سلسلہ اشاعت نمبر 1

کتاب: علامہ قاضی عبدالحق ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ اور تاریخ علمائے بھوئی گاڑ

تذکرہ نگار: شہزادہ قاضی عرفان الحق نیر

تقدیم نگار: فضیلۃ الشیخ حضرت سید صابر حسین شاہ بخاری قادری

ترتیب وتدوین: ظفر محمود قریشی

صفحات: ۲۵۶

اشاعت باراول: ۱۴۴۰ھ/۲۰۱۹ء

قیمت: 350

برائے رابطہ

0315-5233776

ناشر: ادارہ اسلاف شناسی

برھان شریف ضلع اٹک پنجاب

پوسٹ کوڈ 43710

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ

علماء انبیاء کے وارث ہیں

(ابن ماجہ)

حُسنِ ترتیب

انتساب

بندہ اپنی اس عاجزانہ تالیف اور علمی کاوش کو

☆ مخدومۂ کائنات سیدۃ النساء العالمین ،شہزادیٔ رسول ، بانوے مرتضیٰ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی نسبتِ خاص

☆ اپنی والدہ ماجدہ، عالمہ، فاضلہ، قاریہ بی بی تاج میمونہ رحمۃ اللہ علیھا کے نام جن کی محبت شفقت اور آہِ سحر گاہی کا ثمر ہے کہ اس کتاب کو مرتب کرنے کے قابل ہوا

☆ اپنے نانا جی حضور خواجہ قاضی مفتی غلام یحییٰ ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہِ التفات اور والدِ گرامی ابوالحقائق حضرت علامہ قاضی عبدالحق ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ کی خصوصی تربیت

☆ اپنے تمام اساتذہ، مشائخ ،علمائے بھوئی گاڑ کی نگاہِ کرم

☆ مجذوبِ مست قلندر بابا سائیں نور خان رحمۃ اللہ علیہ کے دعائیہ کلمات

☆ اپنے محسن، مربی، استاذی المکرم حضرت مفکرِ ملت پیر عبد القادر مدظلہ العالی کی تربیت وشفقت

☆ چراغِ چشت سیدی ومرشدی حضور پیر سید عبدالحق شاہ دامت برکاتھم العالیہ کے فیضِ خاص

☆ رفیقۂ حیات، اپنی پیاری بیٹیوں اور اپنے بیٹے شہزادہ اُسامہ حسین ہاشمی اور تمام معاونین کے نام کرتا ہوں۔

جن کی دعائے برکت، تعاون کی بدولت میں اس کتاب کو مرتب کرنے کے قابل ہوا۔

''گر قبول آفتد، زہے عز وشرف''

حمدِ باری تعالیٰ جَلَّ جَلَالَہٗ

خالقِ کُل جہاں ، میرے پیارے خدا
ہے تجھی کو سزاوار حمد و ثناء

ذرّہ ذرّہ ہے دیتا گواہی تری
ہر جگہ ، ہر طرف ، تو ہی جلوہ نما

اِن ترستی بلکتی نگاہوں کو تُو
حُسنِ دائم! کبھی اپنا جلوہ دکھا

مِل گئی ہے اُنہیں جاوداں زندگی
عشق میں تیرے جو ہو گئے ہیں فنا

اپنی طاعت کے جذبے سے سرشار کر
دل کو عصیاں کی آلائشوں سے بچا

پنجۂ غیر سے ہم کو محفوظ رکھ
ہم ہیں بندے ترے ، ہم کو اپنا بنا

دور کر مشکلیں ، پوری کر حاجتیں
تُو ہے مشکل کشا ، تُو ہے حاجت روا

تیرے عاجز حسنؔ کی ہے تجھ سے دعا
سب کی بگڑی بنا مالکِ دو سرا

ڈاکٹر امام حسن الدین ہاشمی (امریکہ)

نعت شریف

اِنۡ نِلۡتَ یَا رَوۡحَ الصَّبَا اِلٰی اَرۡضِ الۡحُرَمۡ
اے بادِصبا! اگر تیرا گزر سر زمینِ حرم تک ہو

بَلِّغۡ سَلَامِیۡ رَوۡضَۃً فِیۡھَا النَّبِیُّ الۡمُحۡتَرَمۡ
تو میرا سلام اس روضہ کو پہنچا جس میں نبی محترم تشریف فرما ہیں

مَنۡ وَّجۡھُہٗ شَمۡسُ الضُّحٰی ، مَنۡ خَدُّ بَدۡرُ الدُّجٰی
وہ جن کا چہرۂ انور مہرِ نیم روز ہے اور جن کے رخسارِ تاباں ماہِ کامل

مَنۡ ذَاتُہٗ نُوۡرُ الۡھُدٰی مَنۡ کَفُّہٗ بَحۡرُ الۡھِمَمۡ
جن کی ذات نورِ ہدایت ہے، جن کی ہتھیلی سخاوت میں دریا

قُرۡاٰنُہٗ بُرۡھَانُنَا فَسۡخًا لِاَدۡیَانٍ مَّضَتۡ
ان کا (لایا ہوا) قرآن ہمارے لئے واضح دلیل ہے جس نے ماضی کے تمام دینوں کو منسوخ کردیا

اِذۡ جَآءَ نَا اَحۡکَامُہٗ کُلُّ الصُّحُفۡ صَارَ الۡعَدَمۡ
جب اُس کے احکام ہمارے پاس آئے تو (پچھلے) سارے صحیفے معدوم ہو گئے

اَکۡبَادُنَا مَجۡرُوۡحَۃٌ مِنۡ سَیۡفِ ھِجۡرِ الۡمُصۡطَفٰی
ہمارے جگر زخمی ہیں فراقِ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تلوار سے

طُوۡبٰی لِاَھۡلِ بَلۡدَۃٍ فِیۡھَا النَّبِیُّ الۡمُحۡتَشَمۡ
خوش نصیبی اُس شہر کے لوگوں کی ہے جس میں نبی محتشم ہیں

یَا لَیۡتَنِیۡ کُنۡتُ کَمَنۡ یَّتَّبِعۡ نَبِیًّا عَالِمًا
کاش میں اُس کی طرح ہوتا جو نبی کی پیروی علم کے ساتھ کرتا ہے

یَوۡمًا وَلَیۡلًا دَائِمًا وَارۡزُقۡ کَذَالِیۡ بِالۡکَرَمۡ

دن رات ہمیشہ (اے خدا) یہی صورت اپنے کرم سے عطا فرما

یَا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ اَنْتَ شَفِیْعُ الْمُذْنَبِیْن

اے رحمتِ عالم ! آپ گنہگاروں کے شفیع ہیں

اَکْرِمْ لَنَا یَوْمَ الْحَزِیْن فَضْلًا وَّالْکَرَمْ

ہمیں قیامت کے دن فضل و سخاوت اور کرم سے عزت بخشئے

یَا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ اَدْرِكْ لِزَیْنِ الْعَابِدِیْنَ

اے رحمتِ عالم زین العابدین کو سنبھالیے

مَحْبُوْسِ اَیْدِی الظَّالِمِیْن فِی الْمَوْکَبِ وَالْمُزْدَحَمْ

وہ ظالموں کے ہاتھوں میں گرفتار حیرانی و پریشانی میں ہے

(سید السادات سیدنا حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ)

منقبت سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا

پڑا ہوں در پہ تیرے مثلِ کاہ یا زہرا ملے فقیر کو خیراتِ جاہ یا زہرا
ہے مرتضیٰ تیرے شوہر، تو مصطفیٰ بابا زہے یہ اُوج و شرف ،عز و جاہ یا زہرا
ملے جو اسکی اجازت مجھے شریعت سے تو تیرا در ہو میری سجدہ گاہ یا زہرا
خدا کو میں نے سدا لاشریک مانا ہے خدا کے سامنے رہنا گواہ یا زہرا
ہیں جن کے نور سے اُمت کے روز و شب روشن حسن حسین تیرے مہر و ماہ یا زہرا
تیرے حسین کا کردار دیکھ کر اب تک پکارتے ہیں ملک واہ واہ یا زہرا
درود تجھ پہ ہو مصداقِ بِضْعَۃٌ مِنِّی سلام تجھ پہ ہو گیتی پناہ یا زہرا
ہیں تیری آل سے پیرانِ پیر محی الدین جو اولیاء کے ہوئے سربراہ یا زہرا
بھروں تو کیسے بھروں دم تیری غلامی کا بہت بڑی ہے تیری بارگاہ یا زہرا
کہاں تو ایک نجیبہ عفیفہ پاک نظر کہاں میں ایک اسیرِ گناہ یا زہرا
تو بادشاہِ دو عالم کی ایک شہزادی میں اک غریب تیری گرد راہ یا زہرا
اجڑ چکا ہوں غم زندگی کے ہاتھوں سے کھڑا ہوں در پہ بحالِ تباہ یا زہرا
ہوں معصیت کی سیاہی ملے ہوے منہ پر کسے دکھاؤں یہ روئے سیاہ یا زہرا
میں گو بُرا ہوں مگر تیرا وہ گھرانہ ہے کیا بُروں سے بھی جس نے نباہ یا زہرا
بھری ہیں در سے ہزاروں نے جھولیاں اپنی میری طرف بھی کرم کی نگاہ یا زہرا
نہ پھیر آج مجھے اپنے در سے تو خالی کہ تیرے بابا ہیں شاہوں کے شاہ یا زہرا
جیوں تو لے کے جیوں تیری دولتِ نسبت مروں تو لے کے مروں تیری چاہ یا زہرا
بروز حشر نہ پرسا ہو جب کوئی اسکا ملے نصیر کو تیری پناہ یا زہرا

شاعر ہفت زباں حضرت پیر سید نصیر الدین نصیر رحمۃ اللہ علیہ گولڑہ شریف

یاشفیع الوریٰ ﷺ

یَا نَبِیَ الْهُدٰی سَلَامٌ عَلَیْكَ	یَا شَفِیْعَ الْوَرٰی سَلَامٌ عَلَیْكَ
سَیِّدُ الْاَصْفِیَآءِ سَلَامٌ عَلَیْكَ	خَاتَمُ الْاَنْبِیَآءِ سَلَامٌ عَلَیْكَ
لَكَ اَهْلِیْ فِدَا سَلَامٌ عَلَیْكَ	جِئْتُ یَا مُصْطَفٰی سَلَامٌ عَلَیْكَ
اَفْضَلُ الْاَزْکِیَاءِ سَلَامٌ عَلَیْك	اَعْظَمُ الْخُلْقِ اَشْرَفُ الشُّرَفَآءِ
اَنْتَ شَمْسُ الضُّحٰی سَلَامٌ عَلَیْكَ	طَلَعَتْ مِنْكَ ظُلْمَةُ الظُّلْمَآءِ
اَنْتَ بَدْرُ الدُّجٰی سَلَامٌ عَلَیْكَ	اَحْمَدُ لَیْسَ مِثْلُكَ اَحَدًا
مَرْحَبَا مَرْحَبَا سَلَامٌ عَلَیْكَ	وَاجِبٌ حُبُّكَ عَلَی الْمَخْلُوْقِ
یَا حَبِیْبَ الْعُلٰی سَلَامٌ عَلَیْكَ	مَطْلَبِیْ یَا حَبِیْبِیْ لَیْسَ سِوَاكَ
اَنْتَ مَقْصُوْدُنَا سَلَامٌ عَلَیْكَ	مَقْصَدِیْ یَا حَبِیْبِیْ لَیْسَ سِوَاكَ
اِنَّكَ الْمُدَّعَا سَلَامٌ عَلَیْكَ	اِنَّكَ مَقْصَدِیْ وَ مَلْجَئِیْ
لَكَ رُوْحِیْ فِدَا سَلَامٌ عَلَیْكَ	سَیِّدِیْ یَا حَبِیْبِیْ مَوْلَائِیْ
صَاحِبَ الْاِهْتِدَآءِ سَلَامٌ عَلَیْكَ	مَهْبَطَ الْوَحِیْ مَنْزِلَ الْقُرْاٰنُ
مِنْهُمْ یَا مُصْطَفٰی سَلَامٌ عَلَیْكَ	هٰذَا قَوْلُ غُلَامِكَ الْعَشْقِیْ

صاحب البرکات سید شاہ برکت اللہ عشقی مارہروی علیہ الرحمہ

درودِ تاج شریف

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَاحِبِ التَّا جِ وَالْمِعرَا جِ وَالْبُرَاقِ وَالعَلَمْ ۝ دَافِعِ الْبَلَاءِ وَالْوَبَاءِ وَالْقَحْطِ وَالْمَرَضِ وَالْاَلَمِ ۝ اِسمُہٗ مَکْتُوْبٌ مَرْفُوْعٌ مَشْفُوْعٌ مَنْقُوْشٌ فِی اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ ۝ سَیِّدِ الْعَرَبِ وَ الْعَجَمِ ۝ جِسْمُہٗ مُقَدَّسٌ مُعَطَّرٌ مُطَھَّرٌ مُنَوَّرٌ فِی الْبَیْتِ وَالْحَرَمِ ۝ شَمْسِ الضُّحٰی بَدْرِ الدُّجٰی صَدْرِ العُلٰی نُوْرِ الْھُدٰی کَھْفِ الْوَرٰی مِصْبَاحِ الظُّلَمِ ط جَمِیْلِ الشِّیَمِ شَفِیْعِ الْاُمَمِ ط صَاحِبِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ ط وَاللّٰہُ عَاصِمُہٗ وَجِبْرِیْلُ خَادِمُہٗ وَالْبُرَاقُ مَرْکَبُہٗ وَالْمِعْرَاجُ سَفَرُہٗ وَسِدْرَۃُ الْمُنْتَھٰی مَقَامُہٗ وَقَابَ قَوسَیْنِ مَطْلُوْبُہٗ وَالْمَطْلُوْبُ مَقْصُوْدُ مَوْجُوْدُہٗ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ خَاتَمِ النَّبِیِّنَ شَفِیْعِ الْمُذْنِبِیْنَ اَنِیْسِ الْغَرِیْبِیْنَ رَحْمَۃٍ لِّلْعَالَمِیْنَ رَاحَۃِ الْعَاشِقِیْنَ مُرَادِ الْمُشْتَاقِیْنَ شَمْسِ الْعَارِفِیْنَ سِرَاجِ السَّالِکِیْنَ مِصْبَاحِ الْمُقَرَّبِیْنَ مُحِبِّ الْفُقَرَآءِ وَالْغُرَبَآءِ وَالْمَسَاکِیْنَ سَیِّدِ الثَّقَلَیْنِ نَبِیِّ الْحَرَمَیْنِ اِمَامِ الْقِبْلَتَیْنِ وَسِیْلَتِنَا فِی الدَّارَیْنِ صَاحِبِ قَابَ قَوْسَیْنِ مَحْبُوْبِ رَبِّ الْمَشْرِقَیْنِ وَ رَبِّ الْمَغْرِبَیْنِ جَدِّ الْحَسَنِ وَ الْحُسَیْنِ مَوْلَانَا وَمَوْلَی الثَّقَلَیْنِ اَبِی الْقَاسِمِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰہِ نُوْرٍ مِّنْ نُوْرِ اللّٰہِ ۝ یَآاَیُّھَا الْمُشْتَاقُوْنَ بِنُوْرِ جَمَالِہٖ صَلُّوْا عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۝

اظہارِ تشکر

پیشِ نظر کتاب ’’علامہ قاضی عبدالحق ہاشمی اور تاریخ علمائے بھوئی گاڑ‘‘ کی ترتیب وتدوین میں تمام معاونین کا شکرگزار ہوں۔

بندہ اپنے خاندان کی ان تمام شخصیات کا دل کی اتھاہ گہرائیوں سے شکرگزار ہے جن کی معاونت سے یہ کتاب مرتب کی جاسکی۔ ماہر رضویات پیر سید صابر حسین شاہ بخاری قادری (گولڈ میڈلسٹ) کا شکریہ الفاظ میں ادا نہیں ہوسکتا جنھوں نے قدم قدم پر میری رہنمائی فرمائی۔ علمائے کرام کے حالات مرتب کرنے میں مآخذ کی نہ صرف نشاندہی فرمائی بلکہ اپنی لائبریری سے بھرپور استفادہ کرنے کا موقع دیا۔ کتاب کی نوک پلک درست فرمائی، ابواب بندی کی اور نہایت خوب صورت پیرائے میں اس پر نہ صرف تقدیم رقم فرمائی بلکہ بندہ کی خواہش پر ساداتِ بھلڑ توپ بالخصوص مجذوب العصر حضرت سید عبداللہ شاہ کاظمی مشہدی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ الجامعہ علامہ مفتی محب النبی رحمۃ اللہ علیہ کے نہایت چہیتے شاگرد مولانا نورالٰہی انور چشتی صاحب کے احوال بھی مقالات کی صورت میں لکھ کر عنایت فرمائے۔ اللہ تعالیٰ شاہ صاحب کا سایہ تادیر سلامت رکھے آمین۔

میں شکرگزار ہوں ظفر محمود قریشی ساکن واہ کینٹ کا جنھوں نے حضرت شاہ صاحب کے حکم پر اور اپنے اسلاف سے محبت کی وجہ سے کتاب کی ترتیب وتدوین میں بھرپور تعاون کیا۔

راجا نور محمد نظامی کا شکرگزار ہوں کہ انھوں نے بھی اس سلسلے میں اپنی لائبریری سے راقم کو استفادہ کرنے کا موقع عنایت فرمایا۔ اللہ تعالیٰ انھیں مزید وسعتِ قلبی عطا فرمائے آمین۔

صاحبزادہ منیر عالم ہزاروی، عطاء الرحمن چودھری، صاحبزادہ سید ضمیر حسین شاہ کاظمی، پروفیسر عتیق الرحمن چغتائی، ڈاکٹر مختیار احمد اعوان، مفتی پیر ظہور اللہ ہاشمی، مولانا ابو الحسن محمد فیاض نقشبندی، پیرزادہ شبیر احمد نعمانی، قاضی شہزادہ سلطان ہاشمی، صاحبزادہ نیاز احمد نیازی، مولانا شہاب الدین احمد قریشی، پیر سید امجد حسین شاہ بخاری، پیر سید ظہور حسین شاہ بخاری، چودھری عرفات احمد طور عظیمی اور صاحبزادہ امین شہزادہ خضری کا دل کی اتھاہ گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ ان احباب نے میری اس کتاب کا مطالعہ فرمایا اور اپنی تقاریظ سے نوازا جس سے کتاب کی نہ صرف زیب و زینت میں اضافہ ہوا بلکہ اس کی اہمیت و افادیت بھی دوچند ہوگئی۔

صاحبزادہ پیر فیض الامین فاروقی سیالوی (مونیاں شریف گجرات) کا شکریہ ادا کرنے میں خوشی محسوس کرتا ہوں کہ آپ نے میرے مہربان قدردان فضیلۃ الشیخ سید صابر حسین شاہ بخاری قادری کے حکم پر اس کتاب کا قطعہ تاریخ اشاعت لکھ کر ارسال فرمایا۔

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل میرے تمام معاونین اور مخلصین کے علم و عمل میں برکتیں عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

شاد و آباد رہیں قدرداں میرے

غبارِ راہِ حجاز

قاضی شہزادہ عرفان الحق نیرؔ غفرلہ

تقدیم

ازقلم: فضیلۃ الشیخ سید

صابر حسین شاہ بخاری قادری (گولڈمیڈلسٹ)

خلیفہ مجاز بریلی شریف

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ النبی الکریم

علم سے انسان ملائک پر ہے افضل
علم سے انسان نے پائی ہے عظمت
علم سے پاتی ہیں قومیں سرفرازی
علم ہے اک لازوال آفاقی دولت
علم پر موقوف ہے عرفانِ باری
علم ہی سے کھلتے ہیں اسرارِ قدرت

(پیر فیض الامین فاروقی سیالوی)

معلمِ کائنات فخرِ موجودات خاتم الانبیاء حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر غارِ حرا میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے پہلی وحی لفظ ''اقراء'' ''پڑھ'' سے نازل ہوئی۔ اُمی لقب حضرت عالم ما کان وما یکون صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غارِ حرا سے نکل کر مکۃ المکرمہ اور مدینۃ المنورہ میں علم و عرفان کی روشنی ایسی پھیلائی کہ جہالت کے گھٹا ٹوپ اندھیرے دور ہوتے گئے اور ہر سو اُجالا ہوتا گیا۔

معلمِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علم کی ترویج واشاعت کے لیے مسجدِ نبوی میں ایک درس

گاہ ''صفہ'' قائم فرمائی۔ دور دراز شہروں سے لوگ یہاں آتے اور تعلیم وتربیت سے آراستہ ہو کر مُعلمِ اخلاق بن کر دنیا کے سامنے جاتے تھے۔ مُعلمِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے علم میں اضافے کی دعا کی ''رَبِّ زِدْنِي عِلْماً'' اے میرے رب میرے علم میں اضافہ فرما۔

علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔ علم کی اہمیت وفرضیت پر قرآنی آیات اور احادیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شاہد و ناطق ہیں۔ مُعلمِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تربیت یافتہ صحابہ کرام نے علم کی بھرپور ترویج واشاعت فرمائی۔ ان کے بعد تابعین، تبع تابعین اور سلف صالحین نے علم وعرفان کی ترویج واشاعت میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی۔

اکابرین اسلام نے علم کے حصول کے لیے دور دراز کے سفر اختیار کیے اور مصائب کا مردانہ وار مقابلہ کیا۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبد اللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے صرف ایک حدیث حاصل کرنے کے لیے ایک ماہ کی مسافت کا سفر کیا۔ حضرت سیدنا الشیخ عبدالقادر جیلانی غوثِ صمدانی رحمۃ اللہ علیہ کا حصولِ علم کے لیے سفر تو ایک ضرب المثل کی حیثیت رکھتا ہے۔ سلف صالحین نے علم وعرفان کی ترویج و اشاعت کے لیے گراں قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔ یہ لوگ علم کی شمع لے کر آگے بڑھتے رہے، روشنی کرتے رہے اس طرح اسلام پھیلتا گیا۔ مساجد، مدارس، اور خانقاہیں وجود میں آتی رہیں۔ قلم وقرطاس سے رشتہ مضبوط ہوتا گیا۔ احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کا نظارہ ہوتا رہا۔

مملکت خداداد پاکستان کے صوبہ پنجاب کے ضلع اٹک کی تحصیل حسن ابدال کا ایک قصبہ ''بھوئی شریف'' شاد وآباد ہے۔ یہ قصبہ اسلام آباد سے تقریباً پندرہ میل شمال میں تاریخی شہر ٹیکسلا سے پانچ میل کے فاصلے پر اور حسن ابدال شہر سے چھ میل کے فاصلے پر مشرق میں واقع ہے۔

عارفِ ربانی مولانا حافظ شیخ احمد ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۶۴ھ/ ۱۸۴۸ء) قافلۂ علم و عرفان کے ایک راہی تھے۔آپ (۱۲۲۵ھ/ ۱۸۱۰ء) میں بھوئی شریف آ گئے اور پھر یہاں ہی کے ہو کر رہ گئے۔آپ نے یہاں علم وعرفان کا ایک ایسا گلستان سجایا جس کی مہک اور خوشبو آج بھی محسوس کی جارہی ہے۔آپ خود یہاں اڑتیس (۳۸) سال تک مسندِ تدریس پر فائز رہے۔آپ کی اولاد امجاد میں سے مولانا خواجہ محمد شفیع ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ (م۱۲۹۱ھ/ ۱۸۷۵ء) اور مولانا امیر حمزہ ہاشمی علیہ الرحمہ (۱۳۲۹ھ/ ۱۹۱۱ء) آسمانِ علم وعرفان پر آفتاب و ماہتاب بن کر چمکے اور آپ کی مسندِ تدریس کو رونق بخشی۔اور بعدازاں ان کی اولاد امجاد نے بھوئی شریف کی علم وعرفان کی اس درس گاہ کو آباد کیے رکھا۔دور دراز سے علم کے پیاسے یہاں آتے اور سیراب ہو کر واپس جاتے اور سلسلہ رشد و ہدایت دنیا میں پھیلاتے رہے۔

الحمد للہ علی احسانہ۔۔۔۔۔۔ اولیاء کرام اور علماء کرام سے حُسنِ عقیدت اور ذوقِ مطالعہ وتحقیق مجھے ورثے میں ملا۔اس میں میرے والدین کریمین اور استاذی المکرم مولانا شوکت حیات (دندی، پنڈی گھیب) کا کردار فراموش نہیں کیا جاسکتا۔

بچپن میں ہی قرآن وحدیث اور علماء صوفیاء کی کتابیں پڑھنا میرا معمول تھا۔یوں قلم وقرطاس سے تعلق مضبوط ہوتا گیا۔ذوقِ مطالعہ بڑھتا گیا۔زمانۂ طالب علمی میں میرے بستہ میں درسی کتابوں کے علاوہ دینی ومذہبی کتابوں میں سے بھی ایک کتاب لازمی ہوتی تھی جسے یہ فقیر زیر مطالعہ رکھتا تھا۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جب فقیر تیسری جماعت کا طالب علم تھا تو نصابی کتابوں کے علاوہ میرے بستہ میں ایک کتاب ''مسلک اہل سنت'' بھی ہوتی تھی۔اگرچہ اب یہ کتاب بوسیدہ ہو چکی ہے اس کے ابتدائی اور آخری چند صفحات بھی پھٹ کر الگ ہو گئے لیکن

اسے آج بھی ''حرزِ جاں'' بنایا ہوا ہے۔اس کے سرِ ورق پر مصنف کا نام ''ابوالحقائق علامہ قاضی عبدالحق ہاشمی'' درج تھا۔آپ نے اس کتاب میں قرآن وحدیث اور سلف صالحین کے ارشادات کی روشنی میں اہلسنت کے مسلک کو بے غبار ثابت فرمایا ہے۔

اس کتاب کی زبان ایسی شائستہ اور عام فہم ہے کہ قاری کو اپنے حصار سے باہر نہیں جانے دیتی بلکہ اپنا اسیر بنا دیتی ہے۔فقیر جب بھی اس کتاب کا مطالعہ کرتا ہے تو مصنف کیلئے دل سے دعائیں نکلتی ہیں۔

زمانۂ طالب علمی ہی سے دل میں یہ آرزو بھی تھی کہ اے کاش اس عظیم مصنف کے احوال ملتے۔ان کی دیگر تصانیف سامنے آتیں۔تا کہ ان کے احوال وآثار اور ان کی دیگر کتابوں سے بھی مستفیض ہونے کی کوشش کی جاتی۔

۱۹۸۵ء میٹرک کے بعد ڈاکٹر صوفی عبدالقادر قادری رحمۃ اللہ علیہ حسن ابدال کی تحریک پر راقم کو جامعہ رضویہ انوارالعلوم واہ کینٹ میں علامہ پیر عبدالقادر صاحب ایم اے، ایل ایل بی کے ہاں ناظمِ اشاعت کی حیثیت سے کچھ عرصہ کام کرنے کا موقع ملا۔اس دوران وہاں شہزادہ قاضی عرفان الحق نیئر زیدہ مجدہ بھی میرے معاون بنے۔ہم دونوں جامعہ کے ترجمان ماہ نامہ ''فیضانِ مصطفیٰ'' کو ترتیب دیتے اور احسن انداز میں اس کی طباعت کر کے تقسیم کرتے تھے۔

قاضی عرفان الحق نیئرؔ ایک ہونہار اور قابل طالب علم تھے۔یہ زمانۂ طالب علمی ہی سے تقریر کرتے تھے۔اور تحریر بھی کرتے تھے۔نعت خواں بھی تھے۔فیضانِ مصطفیٰ کی اشاعت کے سلسلے ہم دونوں نے کئی سفر بھی اکٹھے کیے تھے۔ایک دن باتوں باتوں میں فقیر نے ان سے کتاب ''مسلکِ اہل سنت'' کے مُصنف کے بارے میں دریافت کیا تو آپ فرطِ

جذبات میں آ کر فرمانے لگے۔ ''یہ تو میرے قبلہ والد گرامی ہیں۔ اوران کی دیگر کتابیں بھی ہیں۔ یہ سن کر میری خوشی دیدنی تھی۔ فقیر نے ان سے کہا کہ آپ اپنے قبلہ والد گرامی کے سوانحی کوائف یکجا کریں تاکہ ان کے بارے میں کوئی مقالہ لکھ کر اس قوم کو ایک عظیم مصنف کی حیات و خدمات سے آگاہ کیا جا سکے۔ چونکہ اس وقت آپ طالب علم تھے اور تعلیمی منازل طے کر رہے تھے۔ اپنی تعلیمی مصروفیات کی وجہ سے اس جانب کوئی توجہ نہ دے سکے لیکن فقیر انہیں برابر یاد دہانی کراتا رہا اور آپ مجھے یقین دہانی کراتے رہے۔

رحمتِ حق بہانہ می جوید

فقیر کی یاد دہانی اور انکی یقین دہانی بالآخر کام آ گئی۔ آپ نے بیداری کا ثبوت دیا اور طویل عرصہ بعد اپنے قبلہ والد گرامی رحمۃ اللہ علیہ کی حیات و خدمات اور بھوئی گاڑ کے دیگر علمائے کرام کے مختصر حالات بھی مرتب فرما دیئے۔ کتاب سے پہلے صاحبِ کتاب کی حیات پر ایک نظر ڈالتے ہیں۔

قاضی شہزادہ عرفان الحق نیرؔ زیدہ مجدہ ابن ابو الحقائق علامہ قاضی عبدالحق حنفی چشتی ہاشمی علیہ الرحمہ ۲۶ اپریل ۱۹۶۷ء میں قطبال (اٹک) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم و تربیت والدین سے حاصل کی۔ ۱۹۸۳ء میں گورنمنٹ ہائی سکول قطبال سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ جامعہ رضویہ انوار العلوم واہ کینٹ سے ادیب عربی، فاضل عربی اور دورۂ حدیث کے بعد ۱۹۹۰ء میں سند فراغت حاصل کی۔

آپ کے اساتذہ کرام میں والد گرامی کے علاوہ شیخ الحدیث علامہ پیر سید محمد زبیر شاہ رحمۃ اللہ علیہ، شیخ الحدیث علامہ عبدالرزاق چشتی رحمۃ اللہ علیہ علامہ قاضی عبداللطیف صاحب، علامہ مفتی محمد نعمان رحمۃ اللہ علیہ، علامہ احمد نثار صاحب، قاضی محمد عارف صاحب، علامہ پیر عبدالقادر

صاحب، علامہ قاضی عبدالوحید صاحب علامہ مفتی سردار علی خان صاحب کے اسمائے گرامی نمایاں ہیں۔

جامعہ رضویہ میں تعلیم کے دوران آپ نے مختلف علمی ادبی سرگرمیوں میں نمایاں حصہ لیا۔ ماہ نامہ ''فیضانِ مصطفیٰ'' کی اشاعت میں مثل سایہ میرے ساتھ رہے پھر تقریر اور تحریر کے میدان میں قدم رکھا اور کامیابی حاصل کی۔ تقریبات میں نعت خوانی کی۔ بعد میں خود بھی نعت شریف لکھی اور خوب لکھی۔ ۱۹۹۳ء میں پیشہ تدریسی سے منسلک ہوئے۔ پہلے گورنمنٹ ہائی سکول باہتر بعد ازاں گورنمنٹ ہائیر سیکنڈری سکول حسن ابدال میں تدریسی فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

۱۹۹۵ء میں شیخ الحدیث علامہ مفتی مولانا محب النبی ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ کی نواسی کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئے۔ آپ کی اولاد میں ایک بیٹا اور دو بیٹیاں ہیں۔
اللہ تعالیٰ ان سب کے علم وعمل میں برکتیں عطا فرماتے۔ آمین ثم آمین

آپ ہنس مکھ، ملنسار اور خوش اخلاق انسان ہیں۔ جس نے آپ سے ایک بار ملاقات کی وہ آپ سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا اور اس نے آپ سے بار بار ملاقات کی۔ آپ کی آرزو تھی کہ زندگی میں حج بیت اللہ اور بارگاہ رسالت مآب علیہ السلام میں حاضری کی سعادت کسی نہ کسی طرح حاصل ہو جائے۔

آپ کی اس آرزو کی تکمیل کچھ یوں ہوئی کہ ۲۰۰۵ء میں آپ اپنی والدہ ماجدہ، بھائی جان، بھابھی صاحبہ اور دیگر اعزہ کے ساتھ گروپ کی صورت میں حج بیت اللہ کی سعادت سے بہرہ ور ہوئے اور مدینہ منورہ میں بارگاہ رسالت مآب علیہ السلام میں حاضری کی سعادت سے ہمکنار ہوئے۔ یہاں ایک ایمان افروز واقعہ پیش آیا جو یہاں پیش کرنا ازحد

ضروری ہے:

''جنت البقیع میں حضرت سیدہ طاہرہ حلیمہ سعدیہ حفظہا اللہ کے مزار پُرانوار کے قریب افریقہ کے ایک شافعی شیخ طریقت نے جوں ہی آپ کو دیکھا تو بس دیکھتے ہی رہ گئے ہاتھ اُٹھائے اور آپکو مخاطب کر کے یوں دعا فرمائی:

''اَنْتَ مُحِبُّ النَّبِیِّ وَمُحِبُّ الْاَوْلِیَآء'' ماشاءاللہ۔۔۔ماشاءاللہ

قاضی عرفان الحق نیّرؔ صاحب زیدہ مجدہ نے بیداری کا ثبوت دیا۔ اپنے قبلہ والد گرامی ابوالحقائق علامہ قاضی عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کی حیات وخدمات کونہایت خوبصورت انداز میں سامنے لائے ہیں۔ ان کی اولاد امجاد کا تعارف پیش فرمایا ہے۔ ان کی تصانیف کے نام دیئے ہیں اور ہر تصنیف کا مختصر تعارف بھی دیا ہے تاکہ مستقبل کے محققین کو ان پر کام کرنے میں آسانی رہے بلکہ آپ کی تمام تصانیف کو از سرنوئ آب وتاب سے شائع کرنے کی ضرورت ہے۔ آپ کی ہر کتاب اپنے موضوع پر لاجواب وبے مثال ہے۔

فاضل تذکرہ نگار نے نہ صرف اپنے والد گرامی کے احوال بلکہ بھوئی گاڑ کے تمام علمائے کرام کا تعارف بھی پیش فرمایا ہے۔ ان کے سوانحی وتاریخی کوائف محفوظ کیے ہیں۔ فیض یافتگان بھوئی گاڑ کے احوال پر بھی قلم اٹھایا ہے۔ ان میں عالم، صوفی، مصنف، محقق، مجاہد، مدرس اور سبھی ارباب بصیرت شامل ہیں۔ تحریک ختم نبوت، تحریک ناموس رسالت، تحریک نفاذ نظام مصطفیٰ، تحریک اصلاح معاشرہ میں ان کا کردار ہمیشہ نمایاں رہا۔

اللہ اللہ کتنے عظیم تھے وہ لوگ:

ان کے سینوں میں تھی یادِ کبریا کی روشنی
دل میں عشق صاحبِ قرآن رکھتے تھے وہ لوگ

خانقاہوں ،مدرسوں کے رہنے والے تھے مگر
دشمن و ہمدرد کی پہچان رکھتے تھے وہ لوگ
بت کدے لرزاں تھے ان کی ہیبت وتکبیر سے
ہر نفس میں تھی سینکڑوں طوفان رکھتے تھے وہ لوگ
جو نبی کے بے ادب تھے نام کے ایمان دار
دشمنی ان سے علی الاعلان رکھتے تھے وہ لوگ

(طارق سلطان پوری)

خطۂ بھوئی گاڑ ہمیشہ علم وادب کا گہوارہ رہا ہے۔حضرت مولانا حافظ شیخ احمد ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۶۴ھ/ ۱۸۴۷ء) کی اولادامجاداس خطہ میں ''مینارۂ نور'' بن کر سامنے آئی ،انکی نورانی کرنیں دُور دور تک پہنچیں۔خطہ بھوئی کے علماء کرام کے علاوہ فاضل تذکرہ نگار نے اہلِ بیت اطہاراورساداتِ کرام سے حُسنِ عقیدت رکھتے ہوئے گردونواح کے ساداتِ کرام ساداتِ بھوئی،ساداتِ سلطان پور،ساداتِ قطبال اور ساداتِ برھان شریف کے مختصر احوال بھی کتاب کی زینت بنائے ہیں۔

پیش نظر مقالہ میں ۸۴ (چوراسی) ایسے مشاہیر علمائے کرام کے نام پیش کیے گئے ہیں جو بھوئی گاڑ کے علمائے کرام سے فیض یافتہ ہیں۔بھوئی گاڑ کی سرزمین کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ یہاں قبلۂ عالم سلطان العلماء پیر سید مہر علی شاہ گیلانی گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے فاضلِ اجل علامہ محمد شفیع ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیے تھے۔اسی طرح مولانا قاضی امیر حمزہ،مولانا احمد الدین،مولانا عبد النبی،مولانا محب النبی،مولانا فرید الدین اور علامہ محمد غوث رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ میں بھی مشاہیر علمائے کرام کے نام شامل ہیں۔

فاضل تذکرہ نگار نے اس کتاب میں ایسے علماء کا تذکرہ بھی شامل کیا ہے جو اس میخانہ کے ساقی نہ رہے اور ''راہ ورسم منزل ہا'' سے ہٹ گئے تھے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو سلف صالحین کی راہ پر گامزن رکھے اور استقامت عطا فرمائے۔آمین ثم آمین۔

کتاب میں بھوئی گاڑ کی سماجی اور مذہبی تنظیموں کی فہرست بھی دے دی گئی ہے جن سے اصلاح معاشرہ میں علمائے بھوئی گاڑ کا کردار بھی سامنے آجاتا ہے۔تذکرہ نگار نے خود بھی ''مجلس اوراق مقدسہ'' احاطہ کے نام سے ایک تنظیم قائم کر رکھی ہے۔جس کے تحت قرآن پاک کے شہید اوراق اور دیگر اوراقِ مقدسہ کو نہایت ادب واحترام سے ایک کنواں میں دفن کیا جاتا ہے۔یہ ایک اچھی کاوش ہے، ماشاءاللہ۔

شہزادہ قاضی عرفان الحق نیرؔ زیدہ مجدہ کی توجہ فقیر اس جانب بھی مبذول کراتا ہے کہ آپ اپنے گردونواح میں اپنے اسلاف کی ان کتابوں کو محفوظ کرنے میں بھی ہماری مدد فرمائیں جو ضائع ہورہی ہیں یا پھر نادر و نایاب کتابوں کے تاجران کی اولاد سے اونے پونے داموں میں خرید کر انہیں یہاں سے دُور دراز منتقل کر رہے ہیں۔اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے اسلاف کا سچا ترجمان بنائے۔آمین

ہمیں مومن بنا اسلاف کا قلب ونظر دِے دِے
دلِ بیمار کو عشق محمد ﷺ کا اثر دِے دِے

فاضل مُصنف نے اپنے مطبوعہ غیر مطبوعہ مقالات ومضامین کو بھی اس کتاب میں شامل کر کے قارئین کی ضیافت طبع کا سامان کیا ہے اور انہیں محفوظ کر دیا ہے۔آخر میں اپنے قبلہ والد گرامی ابوالحقائق علامہ قاضی عبدالحق ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور کتاب ''خزینۃ المشائخ'' سے سرکار دو عالم علیہ السلام ، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ، حضرت عثمان

ذوالنورین رضی اللہ عنہ، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، حضرت امام غزالی، حضرت معروف کرخی، حضرت شفیق بلخی، حضرت سعدی شیرازی، حضرت خواجہ حسن بصری، حضرت داتا گنج علی ہجویری، حضرت خواجہ فریدالدین گنج شکر، حضرت غوث الاعظم، شیخ عبدالقادر جیلانی، حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی، حضرت شمس تبریزی اور خواجہ پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے ''کلمات مقدسہ'' کا انتخاب ''سلک مروارید'' کی طرح پیش فرمایا ہے۔ ماشاء اللہ! ان کلمات مقدسہ کا ہر قاری حرزِ جاں بنائے تو دنیا وآخرت سنور سکتی ہے۔

''اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ'' ''ذِكْرُ الأَنْبِيَاءِ مِنَ الْعِبَادَةِ ، وَذِكْرُ الصَّالِحِينَ كَفَّارَةُ الذُّنُوبِ''

علماء انبیاء کے وارث ہیں۔ انبیاء کا ذکر عبادت ہے صالحین کا تذکرہ گناہوں کا کفارہ ہے۔

عندہ ذکر الصالحین تنزل الرحمتہ۔

صالحین کا ذکر ہو تو رحمت کی بارش برستی ہے۔

پیش نظر کتاب میں علماء وصوفیاء کا تذکرہ جمیل ہے جو یقیناً قارئین کے لیے باعث رحمت ہے علماء کی شان ارفع واعلیٰ ہے۔ ضرورت ہے کہ ان کے تذکار مرتب کیے جائیں اور عام کیے جائیں اور قلم وقرطاس سے ان کی محبت کی تشہیر کی جائے۔ فاضل تذکرہ نگار نے اسی جانب اپنا قدم بڑھایا ہے اور خطۂ بھوئی کے علماء ومشائخ کا ایک تذکرہ جمیل سامنے لائے ہیں۔

فاضل مصنف کی یہ پہلی تحقیقی کاوش ہے۔ نقش اول ہے، امید ہے آپ خوب سے خوب تر کی تلاش جاری وساری رکھیں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل ''مصنف کے علم وعمل میں برکتیں عطا فرمائے اور اس کتاب کو شہرتِ عام

اور بقائے دوام بخشے۔ اوراس کے معاونین وقارئین پر بھی اپنا فضل وکرم فرمائے۔

آمین ثم آمین بجاسید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ واصحابہ اجمعین۔

دعا گوودعاجو

گدائے کوئے مدینہ شریف،

سید صابر حسین شاہ بخاری قادری

ادارہ فروغ افکار رضا ختم نبوت اکیڈمی بُرھان شریف ضلع اٹک

۲۰ محرم الحرام ۱۴۴۰ھ بروز پیر بمطابق یکم اکتوبر ۲۰۱۸ء بوقت ظہر

قطعہ سال اشاعت

"ذکرشہ عبدالحق"

۱۴۴۰

حضرتِ عرفانُ الحق ہیں ایک مردِ خوش ادا
پیکرِ ادراک و دانش صاحبِ فہم و ذکا
خوب تھے پدرِ گرامی اِن کے قاضی عبدالحق
اُمتِ خیر الوریٰ کے ایک مخلص راہ نما
سیرت و احوال کا ان کے یہ نادر تذکرہ
عُمدہ کاوش سے دیا ترتیب اس کو مرحبا
نظرِ استحسان سے دیکھیں گے اس کو اہلِ ذوق
مستفیض اس سے یقیناً ہوں گے سب شیخ و فتا
اس کی تاریخِ اشاعت یوں کہو فیض الامین
قابلِ صد آفریں ہے یہ کتاب خوش نُما

2018ء

ازقلم

صاحبزادہ پیرفیض الامین فاروقی سیالوی ایم اے

مونیاشریف ضلع گجرات

۱۰دسمبر ۲۰۱۸ء

سُخنِ اوّلین

ازقلم: قاضی شہزادہ عرفان الحق نیرؔ

راقم الحروف کا تعلق بھوئی گاڑ کے عظیم خانوادے سے ہے یہ ان بزرگوں کی خصوصی مہربانی، شفقت اور نگاہ کرم ہے کہ مجھ جیسا ادنیٰ سا انسان نہ صرف اپنے والدگرامی ابو الحقائق علامہ قاضی عبدالحق ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ بلکہ ہاشمی خانوادے کے تمام علماء وصوفیاء کی تاریخ و تذکرہ مرتب کر کے پیش کر رہا ہے۔ میرے لئے یہ اعزاز کیا کم ہے کہ والدگرامی، ناناجی حضور اپنے خاندان اور علماء ومشائخ اور بھوئی گاڑ کے باسیوں کی تاریخ وتذکرہ مرتب کر رہا ہوں جو آنے والے لوگوں کیلئے مینارہ نور اور تاریخ دانوں کیلئے دلچسپی کا باعث بنے گی۔ بندہ نے اپنی سی کوشش کی ہے اُمید ہے اسے قدر سے دیکھا جائے گا۔

کتاب علامہ قاضی عبدالحق ہاشمی اور تاریخ علمائے بھوئی گاڑ کی جمع وتدوین میں تمام معاونین اپنے خاندان کے اکابر علماء ومشائخ اور بالخصوص ماہرِعلومِ رضویات فضیلۃ الشیخ سید صابر حسین شاہ بخاری قادری (گولڈ میڈلسٹ)، ماہرِ تعلیم کالم نگار عطاء الرحمن چوہدری اور کتاب دوست' کتاب شناس راجا نور محمد نظامی کا شکرگزار ہوں کہ انہوں نے اپنے کتب خانے کے دروازے میرے لئے کھلے رکھے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام کو اجرِ عظیم عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اور اہل بیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اولیاء امت وعلمائے بھوئی گاڑ کے صدقے اس کتاب کو دورحاضر میں شائع ہونے والی کتب میں سے بہترین اضافہ اور قارئین کی دلچسپی اور علماء ومشائخ کیلئے انمول خزانہ بنائے۔

(آمین ثم آمین بجاہِ طٰہٰ ویٰسین صلی اللہ علیہ والہٖ واصحابہٖ اجمعین)

سلسلۂ چشتیہ دارم من زفضل ذوالجلال

پیشو اورہنما و پیرمن شاہ عبدالحق

غُبارِ راہ حجاز

قاضی شہزادہ عرفان الحق نیئرؔ مدینہ ٹاؤن احاطہ ٹیکسلا ضلع راولپنڈی

0308-5265776,0315-5233776

تقريظات

فیضِ نسبت

مولانا صاحبزادہ منیر عالم ہزاروی

مدرس جامعہ رضویہ انوار العلوم واہ کینٹ

تحریر و تقریر، وعظ و تبلیغ اور تصنیف و تالیف ایسے ذرائع ہیں جس کے ذریعے دوسروں تک پیغام مدعا اور مفید معلومات پہنچانے کا کام کیا جاتا ہے۔

حضور رحمت عالم، جان کائنات، وجہ وجود اولین و آخرین حضرت محمد مصطفی علیہ السلام کو ''جوامع الکلم'' یعنی انتہائی فصاحت و بلاغت کے گفتگو کا معجزہ عنائت فرمایا گیا اور آپکی تھوڑی سے گفتگو میں الفاظ و معانی اور مطالب کے خزینے موجود ہوتے تھے۔ آپ گفتگو فرماتے تو انکی سننے والوں کا یہ عالم سوچ و فکر میں موجود اور محسوس ہوتا تھا کہ ان کے سروں پر پرندوں نے گھونسلے بنا رکھے ہیں۔ آپ کی زبان اور گفتگو میں اتنی چاشنی کے باوجود آپکو ایک ایسی کتاب عطا کی گئی جو آج تک ''قرآن حکیم'' کی شکل میں ضخیم کتابی شکل میں ہمارے پاس تیس پاروں، ۱۱۴ سورتوں، ہزاروں آیات اور متعدد رکوعات کی شکل میں موجود ہے۔

حضور رحمت عالم علیہ السلام کے فرامین کتابی شکل میں صحاح ستہ اور دیگر متعدد کتب احادیث کی شکل میں موجود ہو کر یہ بتا رہے ہیں کہ تصنیف و تالیف اور جمع و تدوین کا عمل ایک مسلمہ امر ہے جو شروع دن انسانی فوز و فلاح کیلئے بنیادی کردار ادا کرتا چلا آیا ہے۔ رحمت عالم علیہ السلام کی سیرت طیبہ کو مختلف ادوار میں مرتب کرنا بھی اسکی ایک زندہ مثال ہے۔

ہمارے اسلاف اور بزرگان دین کی زندگی کے واقعات خلفائے راشدین کے صدکارہائے نمایاں کا آئمہ فقہ و تصوف اور بندگان خدا کے تذکار کا ایک وسیع سلسلہ بھی اسکی ایک روشن اور زندہ مثال ہے۔ اس طریق تصنیف و تالیف کے سلسلے کی روشن کڑی ایک

کتاب کا مسودہ میرے ہاتھ میں ہے جس کو ''حیات ابوالحقائق حضرت علامہ قاضی عبدالحق ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ و تاریخ علمائے بھوئی گاڑ'' کا نام دیا گیا ہے۔ جس میں بہت سے ایسے حقائق معلومات اور مستند معلومات کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ جسے میں سمجھتا ہوں کہ ''افادہ عوام'' کیلئے انتہائی اہم ہے۔

چونکہ ''بھوئی گاڑ'' کا نام زبان پر آتے ہی انسان ماضی قریب کی ایک نابغہ عصر شخصیت، علمی روحانی اور فکری صفات سے مالا مال، فاتح قادیان، لاڈلہ شاہ جیلاں حضرت خواجہ پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ گولڑوی کا ذکر خیر زبان پر جاری ہو جاتا ہے۔ چونکہ حضور اعلیٰ نے اسی خانوادے سے اکتساب علم کیا تھا اور اس خطہ زمین کو عرش کا ہم پایہ بنایا۔ مگر آپکے فرزند ارجمند حضرت قبلہ بابو جی کے اس قصبے میں آنے نے بھی خوب رنگ جمایا۔ یہ بات بھی تاریخ کا حصہ ہے کہ مرزا کے جواب میں حضور اعلیٰ نے جو خط لکھا اُس پر برصغیر کے جن 20 علماء کے دستخط موجود تھے ان چار کا تعلق بھوئی گاڑ سے تھا۔

اگرچہ مؤلف کا مقصود اپنے عظیم باپ حضرت قاضی عبدالحق ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح اور حیات کے مختلف پہلوؤں کا ذکر تھا مگر دیانت علمی اور انصاف کا مظاہرہ کرتے ہوئے انہوں نے ان تمام ہستیوں کا ذکر ضروری سمجھا جو مختلف ادوار میں ''بھوئی گاڑ'' کی سرزمین پر علمی اور روحانی فیض لٹاتی رہیں۔

''بھوئی گاڑ'' کے نام اور تاریخ کے حوالے سے بھی مختلف معلومات فاضل مؤلف نے بڑی خوبصورتی سے ترتیب دیں مگر اُس کے خوبصورت محل وقوع اور باغات کی زمین کی تصویر کشی بھی ایک خاص چاشنی اور دلچسپی کے ساتھ کی گئی ہے۔ راولپنڈی، اٹک اور ہری پور ہزارہ کے سنگم کی اصطلاح خوب جچتی ہے۔

فاضل مؤلف نے اپنے نانا کا ذکر بھی بڑے حسین پیرائے میں کیا جوان کے ذوق اور انداز کا پتہ دیتا ہے اور اپنے والد گرامی کے ذکر کو مختلف ادوار میں تقسیم کر کے مختلف ہستیوں کے تعلق کا ذکر بھی کتاب میں ایک خاص حسن پیدا کیا ہے۔ یقیناً ہر اصل بیٹا اپنے پدری تعلق کو اپنا اعزاز سمجھتا ہے مگر ابو الحقائق حضرت قاضی عبد الحق ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ جیسا مشفق مہربان اور ہمہ صفت موصوف باپ یقیناً ایک بیٹے کیلئے بھی اعزاز اور فخر کا باعث ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ فاضل مؤلف حضرت علامہ قاضی شہزادہ عرفان الحق نیرؔ اس ''کارمرداں'' پر خصوصی حوصلہ افزائی اور داد تحسین کے مستحق ہیں۔ یاد رہے کہ قاضی صاحب موصوف اگر چہ متعدد شعبہ ہائے زندگی سے وابستہ ہیں اور ساتھ ہی ساتھ وہ گورنمنٹ ہائیر سیکنڈری سکول حسن ابدال میں ایک عرصہ سے تعلیم و تعلم کی دنیا سے وابستہ ہیں۔

مگر اس موقع پر ان کے عظیم والد گرامی کی روح سکون محسوس کر رہی ہوگی کہ میں نے اپنے لخت جگر اور نور نظر قلندرانہ اور مردانہ صفات کے حامل مرد حق آگاہ، مفکر ملت حضرت علامہ پیر عبد القادر صاحب مدظلہ العالی کے سپرد کیا تھا۔ جنہوں نے ''مس خام'' کو ''کندن'' بنانے کا کام کر دکھایا۔

مؤلف جو صرف علوم ظاہری و باطنی کے راہی اور درس نظامی کے فاضل ہیں اور یہ اعزاز انہوں نے ''جامعہ رضویہ انوار العلوم واہ کینٹ'' سے حاصل کیا ہے۔ جس کا ذکر انہوں نے کتاب کے اندر بالتر وتیح و بالوضاحت کیا ہے۔ سچ کہا تھا اکبر الہ آبادی نے:

''کتاب صرف حرف سکھاتی ہے اور آدمی آدمی بناتے ہیں''

قاضی صاحب موصوف کچھ عرصہ جامعہ رضویہ انوار العلوم واہ کینٹ کے شعبۂ نشر و اشاعت سے بھی منسلک رہے ہیں۔

آخر میں قارئین سے گزارش ہے کہ اس کتاب سے ضرور استفادہ کریں تاکہ ہم اپنے روشن تاریخ سے آگاہی حاصل کرسکیں اور اپنی نوجوان نسل کو بزرگان دین کے صدرہائے نمایاں سے روشناس کراسکیں۔

اللہ تعالیٰ فاضل موصوف کی اس علمی کاوش کو قبول فرمائے اور جامعہ رضویہ انوار العلوم کا فیضان اِسی طرح جاری وساری رہے۔

☆☆☆☆☆

سرزمینِ علماء

عطاء الرحمن چوہدری (کالم نگار)

ڈائریکٹر آئیڈیل سکول سسٹم ٹیکسلا واہ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد فاعوذ باللہ من الشطین الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

اللہ رب العالمین نے انسانیت کی فلاح و نجات کیلئے کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام علیہ السلام کو اس فانی دنیا میں مبعوث فرمایا۔ انبیاء کرام علیہ السلام کو مبعوث فرمانے کا ایک خاص مقصد یہ تھا کہ آدم علیہ السلام کی نسل کو گمراہی شرکت وضلالت اور بدی کے تاریک اندھیروں سے نکال کر اشرف المخلوقات کے منصب کے ساتھ ساتھ اللہ کے نائب کا شایان شان عہدہ کا اہل بھی بنایا جائے۔ انسان کو اس فانی دنیا کی حقیقی آگاہی کا شعور وادراک بتایا جائے۔

انبیاء کرام علیہ السلام اور اولیائے عظام رحمۃ اللہ کو حقیقی معنوں میں تمام انسانوں سے اعلیٰ کردار و اخلاق سے مزین کر کے اس دنیا میں بھیجا۔ تمام انسانوں کے اخلاق و کردار اور اعمال میں فرق پایا جاتا ہے۔ مگر انبیاء کرام علیہ السلام اور اولیائے عظام رحمۃ اللہ کے اخلاق و کردار اور اعمال اللہ کے حکم کے عین مطابق ہوتے ہیں۔

اولیاء کرام کا اصل کارنامہ یہ ہے کہ اُنھوں نے وہ دعوت دی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجموعہ کمالات، جمال مجسم، حسن سراپا، پیکر خوبی و زیبائی، رحمت عالم رسول کریم علیہ السلام نے طائف کے بازاروں میں بدر وحنین کے ریگزاروں اور عرب کے صحراؤں میں دی۔

ان فاقہ مست فقیروں کی دعوت نے پورے کے پورے اجتماعی انسان کو اندر سے

بدل ڈالا اوران میں انسانیت کا ایک ہی رنگ مسجد سے لیکر بازار تک، مدرسہ سے لیکر عدالت تک اور گھروں سے لیکر تجارت کدوں تک چھا گیا ان کی تعلیمات نے قوموں کے ذہن بدل ڈالے، ضیافت کی رو بدل دی انداز بیان بدل دیئے عادات واطوال تبدیل ہوئے، رسوم و رواج بدل دیئے، آقا اور غلام کے درمیان امتیاز بدل ڈالا، خیر وشر کے معیارات تبدیل ہوگئے، حرام وحلال میں تمیز سکھا دی، اخلاقی قدروں کو عین اسلام کے مطابق کر دیا، دستور قانون بدل دیئے جنگ وصلح کے اسباب بدل دیئے، درحقیقت جو معراج انسانیت کو محسن انسانیت علیہ السلام کے ہاتھوں عطا ہوئی، اُسکی تکمیل کا سلسلہ اولیاء کرام اور علمائے کرام نے بطریق احسن نبھایا۔

جب اللہ تعالیٰ نے اپنے محب، اپنے حبیب، سید المرسلین، سید الصادقین، سید العاطفین، صاحب خلق اور رحمۃ العالمین، نبی کریم، روف الرحیم علیہ السلام پر نبوت کے خاتمے کا اعلان فرمایا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، اولیاء کرام اور علمائے دین کو یہ فریضہ سونپا گیا کہ وہ پیغمبر اسلام خاتم النبین کے دیئے گئے پیغام کو ہر دور کے فرعون کے دربار میں پیش کریں اور اُن سب کا یک نکاتی درس اور مدعا ایک ہی تھا، مگر انداز بیاں اور زمانہ الگ الگ تھا۔

ہر معاشرے میں شر کے عناصر اور بدی کی قوتیں پنپتی اور پروان چڑھتی ہیں۔ مگر کامیابی اصل حق کو ہی حاصل ہوتی ہے۔ سرور عجم ہاشمی لقب مولائے یثرب سرکار دو جہاں باعثِ تقوین کائنات کا فرمان ہے علماء انبیاء کے وارث ہیں۔ نبی کریم علیہ السلام کے دور سے لیکر اب تک علمائے حق نے اشاعت اسلام اور سماج کی سدھار میں کلیدی کردار ادا کیا ہے۔ اسی طرح بھوئی گاڑ ضلع اٹک کے علمائے کرام کے روشن کردار کو برادرم صاحبزادہ عرفان الحق نیّرؔ جو کہ ہمہ جہت صفات کی حامل شخصیت ہیں اُنھوں نے حرمت قلم کی پاسداری کرتے ہوئے

نئی نسل کو اپنے اسلاف کی گذشتہ دو صدیوں پہ محیط دینی، علمی، مذہبی، سماجی وطبی تاریخ اور اپنے خاندان کی شاندار روایات کو دوام بخشنے والے صاحبان علم و دانش کی خدمات کو علمائے بھوئی گاڑ کے نام سے مرتب کیا ہے اس گوہر مقصود کو کتابی شکل میں لانے پر وہ مبارکباد کے مستحق ہیں۔

نعت سرکار دو عالم علیہ السلام سے تعلق ہے تیرا
نیرؔ تیرے الفاظ روشن اور بیاں آراستہ

مصنف جو کہ بذاتِ خود ایک ماہر تعلیم کے ساتھ ساتھ نعت گو شاعر بھی ہیں اور ان پر اللہ رب العزت کی اس سے بڑی عنائیت اور کیا ہوسکتی ہے کہ اُس ذات کریم نے اپنے اس بندہ کی قلم کا رُخ اپنے محبوب صاحب لوح قلم، وجہ باران کرم، باعث فخر صادقاں موجب ناز عارفاں، روح ارض وسما، مالک کوثر تسنیم مہر درخشاں و ماہِ فروزاں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حرمت وتوصیف کی جانب موڑ رکھا ہے اور علمی شخصیت ہونے کے ناطے اس کتاب کے ذریعے نئی نسل کو علم وآگاہی کا راستہ دکھایا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص علم کے راستہ پر چلتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُسکے لئے جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے اور یہی علم عمل کا امام ہے۔

مصنف نے اپنی کتاب علمائے بھوئی گاڑ کے ذریعے اپنے قارئین کو جنت کے راستے پر چلنے کیلئے اُن جید علماء اور نیک لوگوں کے تذکرہ سے نوازا ہے جنہوں نے سادہ زندگی اختیار کر کے اپنے علم عمل کے ذریعے اپنے رب کو راضی کیا۔

اللہ رب العزت سے دعا گو ہوں کہ وہ اپنے محبوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے صدقے قافلہ حسان کے شہوار اور بھوئی گاڑ کی علمی دنیا کے قطبی ستارہ صاحبزادہ عرفان الحق

نیئرؔ کی اس خوبصورت علمی و تحقیقی کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول کرتے ہوئے اس خاندان پر اپنے خصوصی فیوض وبرکات کی برسات فرمائے۔

آمین ثم آمین

دعا گو احقر خاکسار

عطاءالرحمن چوہدری ٹیکسلا

آوازِ ضمیر

مولانا سید ضمیر حسین شاہ کاظمی

فاضل جامعہ رضویہ انوار العلوم واہ کینٹ
لیکچرار ڈی ویسٹرن انٹرنیشنل سکول اینڈ کالج ترنول اسلام آباد

اسلاف کی امانتوں کے امین ، پیکر اخلاص و وفا ، فاضلِ جلیل قاضی شہزادہ علامہ عرفان الحق نیرؔ جامعہ رضویہ انوار العلوم آفیسرز کالونی واہ کینٹ کا ایک چمکتا ستارہ ہیں۔

گلستان غوثِ اعظم جامعہ رضویہ انوار العلوم اہلسنت کی عظیم علمی ،فکری اور روحانی درسگاہ ہے۔اپنے قیام ۱۹۷۳ء سے لیکر تا حال ۲۰۱۸ء تک دینی علوم کی ترویج واشاعت مقام مصطفی کے تحفظ ، نظام مصطفی کے نفاذ ، دہشت گردی کے خاتمے امن کے پرچار اور فروغِ عشق مصطفی ﷺ میں اپنا مثالی کردار ادا کر رہی ہے۔

جامعہ کے روح رواں ، قافلہ سالارِ عشق ، پاسبانِ مسلک رضا، مفکر ملت ، پیر طریقت ، رہبر شریعت حضرت علامہ پیر عبد القادر صاحب ،آپ کے صاحبزادگان جگر گوشۂ مفکر ملت علامہ پیر محمود احمد عباسی قادری صاحب وارثِ مشن مفکر ملت صاحبزادہ عثمان علی عباسی قادری صاحب اور پیر صاحب کے دستِ راست سفیر جامعہ رضویہ انوار العلوم ،مخدوم اہلسنت الحاج محمد سلیم خان صاحب ادارہ کی تعمیر وترقی میں شبانہ روز مصروفِ عمل ہیں۔

تقریباً نصف صدی پر محیط اس ادارے کے فیضان سے سینکڑوں علماء وحفاظ بہرہ مند ہوئے جو ملک و بیرون ملک مختلف شعبہ ہائے زندگی میں اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔مختلف شعبہ ہائے زندگی میں کارہائے نمایاں سرانجام دینے کے ساتھ ساتھ جامعہ کے فاضلین علماء کرام نے تصنیف وتالیف کے میدان میں نہ صرف اپنے جوہر دکھائے ہیں

بلکہ اپنے ادارے کا نام بھی روشن کیا ہے۔

علماء وفضلاء کی اس صف میں علامہ قاضی شہزادہ عرفان الحق نیئرؔ بھی ایک ابھرتا ہوا ستارہ ہیں۔آپ نے 1990ء میں جامعہ سے دینی علوم کی تکمیل پر سندِ فراغت حاصل کی۔ آپ حسن ابدال موضع بھوئی گاڑ کے ایک ممتاز علمی روحانی خاندان کے چشم و چراغ ہیں۔ علاقہ بھوئی گاڑ کے علماء کرام و مشائخ عظام کی دینی خدمات ایک مسلمہ حقیقت ہیں، جہاں سے برصغیر پاک و ہند کی ممتاز شخصیت نے اکتسابِ فیض کیا۔جن میں سے کچھ عظیم ہستیوں کا ذکر کرنا میں اپنے لئے باعث فخر اور باعثِ سعادت سمجھتا ہوں۔

۱۔ غوثِ زماں فاتح قادیانیت پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑہ شریف

۲۔ پیر طریقت حضرت خواجہ احمد میروی صاحب میرا شریف

۳۔ پیر طریقت پیر خواجہ محمد فاضل شاہ صاحب گڑھی شریف

۴۔ حضرت مولانا قاضی عبدالرحیم صاحب سالک آباد شریف

علامہ قاضی شہزادہ عرفان الحق نیئرؔ صاحب بھوئی گاڑ کی علمی شخصیات اور ان سے اکتساب فیض حاصل کرنے والی عظیم ہستیوں سے دنیائے عالم کو روشناس کرانا چاہتے ہیں یہ کتاب بعنوان ''حیات ابوالحقائق قاضی عبدالحق ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ و تاریخ علمائے بھوئی گاڑ'' اسی سلسلے کی کڑی ہے۔ اس سے قبل موصوف کے تحریر کردہ مضامین فیضانِ مصطفی واہ کینٹ ضیائے حرم، کنز الایمان اور دیگر اہلسنت کے جرائد میں وقتاً فوقتاً شائع ہوتے رہے ہیں۔

یہ کتاب بھی علامہ صاحب کی محنت اور دینی دوستی کا ثبوت ہے۔ میں نے سرسری طور پر کتاب کا مطالعہ کیا ہے۔ میرے خیال میں انداز تحریر نہایت عمدہ اور رنگ ادیبانہ ہے۔ اللہ پاک اس کتاب کو شہرت دوام عطا فرمائے۔ آمین

میں اپنے لئے باعثِ سعادت سمجھتا ہوں کہ مجھ ناچیز سے بھی کہا گیا کہ کچھ تحریر کروں۔میں اس میدان میں ادنیٰ طالب علم ہوں۔ مجھے لکھنے کا ہنر کہاں

گر قبول افتد زہے نصیب

اللہ پاک پاکیزہ علماء اولیاء کے صدقے میرے الفاظ کو قبول فرمائے۔اللہ پاک بطفیل پنجتن پاک اس کتاب کو علامہ عرفان الحق نیرؔ صاحب کیلئے باعثِ فخر اور باعث سعادت اوران کے بزرگوں کیلئے صدقہ جاریہ کا ذریعہ بنائے۔آمین ثم آمین

☆☆☆☆☆

معمارِ قوم

پروفیسر عتیق الرحمن چغتائی

ڈائریکٹر بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد

اِنَّمَا بعث معلماً

''بے شک مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا ہے''

اللہ تعالیٰ نے معلم اوّل پہلے انسان حضرت آدم علیہ السلام کو خود تعلیم سے بہرہ ور فرمایا اور نبی نوع انسان کی ہدایت ورہنمائی اور تعلیم وتربیت کیلئے انبیاء رحمۃ اللہ علیہن کی صورت میں معلمین مبعوث فرمائے، جسکی آخری کڑی خاتم المرسلین جناب محمد رسول اللہ علیہ السلام ہیں۔

اسلامی نقطہ نظر سے تعلیم کا مقصد معاشرے کی نوخیز نسلوں کی تکمیلِ ذات آدابِ معاشرت اخلاقِ حسنہ اور صحیح تصور کی تربیت دینا ہے کہ انسان اپنے خالق، مالک اور رازق یعنی رب کائنات کو پہچان سکے۔ تعلیم ہی انسان کو خدا شناس، خودشناس اور کائنات شناس بناتی ہے تاکہ انسان خلیفۃ اللہ کا کردار ادا کر سکے۔

اسلام میں تعلیم کی اہمیت مقام اور فضلیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ وحی الٰہی کا آغاز ''اِقْرَاء'' یعنی 'پڑھ' سے ہوا اور پہلی وحی میں علم، قلم اور پڑھنے کا ذکر فرما کر تعلیم کی اہمیت کو اُجاگر کیا گیا اور انبیاء کرام علیہم السلام کی بعثت کا مقصد تعلیم وتزکیہ قرار دیا

تعلیم انسان میں نیکی اور بدی کی پہچان اور نیکی کو اپنانے اور گناہوں سے بچنے کا تصور پیدا کرتی ہے، آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ مکرمہ میں دار ارقم اور مدینہ منورہ میں 'صفہ' کے مدارس قائم کر کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعلیم اور تربیت کا اہتمام فرمایا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

اپنے لئے معلم کے لقب کو پسند فرمایا، ہر معاشرے میں معلم کو بہت بلند مقام حاصل ہے، اس روح سے استاد کی صفت کو گرو قرار دیا گیا ہے۔

ممتاز مداح رسول ﷺ اور ماہر تعلیم جناب صاحبزادہ عرفان الحق نیرؔ نے بھوئی گاڑ کے اُن معلمین کے افکار و خیالات اور اُن کے علمی ادبی سماجی وطبی پس منظر سے نئی نسل کو روشنی دیکر حقیقی معنوں میں اپنے آپ کو بھی معمار قوم کی حیثیت سے پیش کیا ہے۔ جس پر وہ مبارک باد کے مستحق ہیں اور راقم کی یہ دلی دعا ہے کہ اس کتاب کے سیاق و سباق سے نئی نسل فائدہ اُٹھا کر قوم معاشرہ کی تعمیر و تشکیل میں اہم کردار ادا کریں۔

☆☆☆☆☆

منفرد اسلوب

ماہر مضمون ڈاکٹر مختیار احمد اعوان

گورنمنٹ ہائیر سیکنڈری سکول حسن ابدال

بھوئی گاڑ کا ذکر علم، عالم، حکیم، حکمت، طب اور طبیب کا ذکر ہے۔ قلم کو زعفران میں ڈبو کر مرجان و یاقوت کے جرِی جذبہ سے توانا ہو کر اس گاؤں کے اہل علم زعماء اور صاحبانِ قدر و منزلت کا ذکر لازم ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے ''کلام کرو تا کہ پہچانے جاؤ'' یہ حقیقت ہے کہ جب تک کوئی شخص خاموش رہتا ہے اس کے عیب و ہنر پوشیدہ رہتے ہیں۔ صاحبِ کتاب کا اپنا ایک الگ جداگانہ اور منفرد اسلوب ہے۔ الفاظ کے انتخاب میں شاید کہیں کوئی کمی رہ گئی ہو لیکن جذبہ کمال کا ہے اور یہ کمال کیوں نہ ہو۔ اِن کی وابستگی مدینے والے سے ہے۔ گھر میں حضرت علامہ قاضی عبدالحق ہاشمی کی تربیت، تعلیم جامعہ رضویہ انوارالعلوم واہ کینٹ، شادی علمی گھرانے میں، سروس گورنمنٹ ہائیر سیکنڈری سکول حسن ابدال میں جہاں نظریہ پاکستان کی پرورش و نمو کی ذمہ داری اٹھائے ہوئے ہیں اور یہ سلسلہ تادمِ تحریر جاری ہے۔

بھوئی گاڑ، قطبال، واہ کینٹ، حسن ابدال اور گولڑہ شریف کے مقامات کو علمائے بھوئی گاڑ نے ایک شہر بنا دیا ہے بلکہ انہیں مدینہ بنا دیا ہے۔

اس کتاب میں بھوئی گاڑ کے تمام جلیل القدر علماء کا تعارف اور گوشہ زندگی کے کچھ اوراق وا کیے گئے ہیں۔ حال کا قاری اور مستقبل کا قاری دونوں اس سے مستفید ہوں گے۔ بھوئی گاڑ کے علماء کا فیض اور یہ تحریر دونوں کی وجہ سے تاریخ میں مقام ملا رہے گا۔

اس کتاب میں ایک عالم جناب حضرت علامہ قاضی محمد عارف قطبالوی کا ذکر بھی

ہوا ہے جن سے راقم کو ملنے اور بات کرنے کا شرف ہوا۔مختصر بات کرتے ہیں لیکن پھول جھڑتے ہیں۔بار بار ملنے کا اشتیاق ہوتا ہے،صاحب کرامت ولی ہیں۔

اس کتاب کے بارے میں بہت طویل گفتگو اور تحریر بھی ہو سکتی ہے اور مختصر بھی۔ میں مختصراً عرض کروں گا۔اس کتاب کا نام اگر ''عشق'' رکھ دیا جائے تو بات زیادہ سمجھ آتی ہے عشق مصطفیٰ کریم علیہ السلام مومن کی گم شدہ میراث ہے اور جن کا ذکر ہے وہ تمام عشاق ہیں۔

مجھ کو دنیا کی دولت کی طلب کوئی نہیں
آپ کے لطف و کرم کا ہی جو سایہ دیکھوں
خاک ہو جاؤں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے در کی میں تو
اور قسمت کو پھر اپنی میں چمکتا دیکھوں

☆☆☆☆☆

علمی فیضان

وارث علوم محب النبی رحمۃ اللہ علیہ

خواجہ قاضی مفتی پیر ظہور اللہ ہاشمی

سجادہ نشین آستانہ عالیہ بھوئی شریف تحصیل حسن ابدال ضلع اٹک

خاندان ہاشمی پر لکھی جانے جانے والی کتاب لاجواب بے مثال اور قیمتی علمی اثاثہ ہے۔علم ایسی دولت ہے،جس کا ثمر نسلوں تک پہنچتا ہے۔

ہمارے خاندان کے جدِ امجد حضرت پیر حافظ شیخ احمد ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ نے بھوئی شریف میں جس علم و معرفت کی روشنی کو عام کیا۔آنے والی نسلوں نے اس کو جاری وساری رکھا۔خواجہ پیر عبدالنبی ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ،خواجہ پیر محمد شفیع ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ،خواجہ پیر امیر حمزہ ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ،خواجہ محب النبی ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ کا علمی فیضان اور خدمات سنہری حروف کے ساتھ لکھی جاتی رہیں گی۔

اس کتاب کا حُسنِ ترتیب جس عمل اور جمع و تدوین کرنے میں عزیزم علامہ قاضی عرفان الحق نیرؔ نے جس قدر محنت کی۔ بلاشبہ ان تمام مذکورہ بزرگودین کی توجہ اور نگاہ کرم کی بدولت یہ علمی کاوش نیرؔ صاحب کے حصے میں آئی۔

میں اپنے خاندان کی طرف سے انہیں مبارکباد اور خراج تحسین پیش ان کے لئے دعا گو ہوں۔اللہ تعالیٰ ان کے علم و عمل میں اضافہ اور برکتیں عطا فرماتے۔

☆☆☆☆☆

بارگاہِ رسالت مآب میں مقبول شخصیت

مولانا ابوالحسن محمد فیاض نقشبندی

عرض گزار ہے کہ راقم حقیر سراپا تقصیر جب جامعہ رضویہ ضیاء العلوم سبزی منڈی شعبہ حفظ داخل ہوا، تو شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مولانا محب النبی ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ آپ جامعہ میں حدیث پاک کا درس دیتے تھے۔ بندہ کو بارہا دفعہ آپکی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ اٹھنے بیٹھنے، نشت و برخاست اور آپکی گفتگو سے عجیب قسم کا احساس ہوتا تھا۔ جو کہ لفظوں میں بیان کرنا میرے لئے ممکن نہیں ہے۔ ایک دفعہ مولانا غلام سرور ہزاروی ناظم اعلیٰ جماعت اہل سنت ہری پور ہزارہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا آپ کا ذکر خیر شروع ہو گیا جو کہ آپکے شاگرد ہیں۔

مجھے بتایا کہ میں ایک دفعہ آپکو دبا رہا تھا (مٹھی چاپی) کر رہا تھا۔ باتوں باتوں میں، میں نے عرض کیا استاد جی کبھی آپکو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی تو آپ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ ایک عجیب کیفیت طاری ہوگئی۔ آپ نے فرمایا کہ حدیث پاک پڑھاتے ہوئے جب کبھی کوئی مشکل پیش آتی ہے، نبی پاک بارگاہ میں استغاثہ کرتا ہوں آپ مہربانی فرماتے ہیں۔ مشکل دور فرما دیتے ہیں۔ دعا ہے اللہ پاک آپکے درجات میں بلندی فرمائے آمین ثم آمین

کتاب ہذا کی اشاعت پر دلی طور پر برادرم قاضی صاحبزادہ عرفان الحق نیرؔ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

☆☆☆☆☆

اجر عظیم

وارث علوم خواجہ پیر عبدالصبور بیگ منشور رحمۃ اللہ علیہ

ابولمعانی پیرزادہ شبیر احمد نعمانی باغدروی

آستانہ عالیہ سالک آباد شریف حسن ابدال

بھوئی گاڑ کا نام سنتے ہی ان برگزیدہ ہستیوں کی یاد تازہ ہو جاتی ہے، جن کے علم و فضل اور معرفت و حقیقت سے عرب و عجم فیض حاصل کرتا رہا۔

حضرت خواجہ محب النبی ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ فرید الدین ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ، ابو الحقائق علامہ قاضی عبدالحق ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ اور اس خاندان کے تمام اہل علم شخصیات کی وجہ سے دین متین کی اشاعت اور تبلیغ دین کا جو سلسلہ شروع ہوا تھا تا ہنوز جاری ہے، ان کے علم کی ضیاء پاشیاں نور بکھیر رہی ہیں۔

ان ہاتھوں اور یادوں کو تازہ کرنے پر صاحبزادہ علامہ قاضی عرفان الحق نیرؔ لائق صد مبارکباد کے مستحق ہیں۔

☆☆☆☆☆

خراج تحسین

صاحبزادہ قاضی عمر سجاد ہاشمی

فضولیاں تحصیل گوجرخان ضلع راولپنڈی

کتاب کو مرتب کرنے اور حیاتِ قاضی عبدالحق ہاشمی و تاریخ علمائے بھوئی گاڑ لکھنے کے سلسلہ میں جب عزیزم قاضی عرفان الحق نیرؔ نے ذکر کیا۔ تو یہ بڑا گھٹن اور مشکل کام نظر آرہا تھا۔ لیکن جس جانفشانی اور لگن سے انہوں نے اسکو ترتیب دیا۔

مختلف رابطوں، ملاقاتوں کے بعد اس کو جمع کیا۔ میں انکی اس کاوش پر خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ کتاب کی جدت، علماء کا تعارف اور ان کی تصاویر شائع کرنا ایک کارنامہ سے کم نہیں۔

آنے والی نسلوں کیلئے یہ کتاب ایک مدلل ثبوت کا کام دے گی اور تاریخ کا طالب علم ہمارے خاندان کے علمی مقام سے آگاہ رہے گا۔

بقول اقبالؔ:

یہ فیضان نظر بخشا گیا ہے اہل مکتب کو
کہ خذف ریزوں سے کر لیتے ہیں لعل و گوہر پیدا

☆☆☆☆☆

مینارۂ نور

قاضی شہزادہ سلطان ہاشمی

سجادہ نشین خانقاہ قاضی غلام یحییٰ ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ

قطبال تحصیل فتح جنگ ضلع اٹک

علمائے بھوئی گاڑ میرے نانا جان حضرت علامہ مفتی قاضی غلام یحییٰ ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے خاندان کے اکابر علماء بالخصوص میرے والد گرامی ابو الحقائق قاضی عبد الحق ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ علم و ادب کے وہ روشن ستارے ہیں۔

جن کی علمی ادبی خدمات سے راہنمائی ملتی رہے گی۔ مذکورہ کتاب میں ان کے علمی کارنامے اور خدمات ہر انسان کے لئے مینارہ نور ہیں۔ فقہ و احادیث پر ان کا عبور اور مقام کی گواہی علماء و مشائخ صدق دل سے دے رہے ہیں۔

ان کے مشن کو جلا بخشنے اور تاریخ علمائے بھوئی مرتب کرنے پر برادرم قاضی عرفان الحق نیئرؔ کو ہدیہ مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے اور ان کے علمی اثاثے پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرماتے۔ آمین

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

☆☆☆☆☆

تاریخی دستاویز

صاحبزادہ نیاز احمد نیازی

جنرل سیکرٹری مرکزی میلاد رابطہ کمیٹی حسن ابدال

تاریخ علمائے بھوئی گاڑ مشاہیر علمائے بھوئی گاڑ پر لکھی جانے والی کتاب تاریخی دستاویز کا کام دے گی۔ تاریخ کے اوراق کو ایک بار پھر منصۂ مشہور پر لانا، ان علمائے کی علمی خدمات کا اعتراف ہے۔

حالات زندگی مختصر اور چند فیض یافتگان بھوئی گاڑ کی تعداد درج کی گئی ہے۔ تفصیل کے ساتھ اگر لکھا جاتا تو کئی کتابیں درکار ہوتیں۔ محققین کیلئے یہ کتاب بارش کا قطرہ اور رحمت کا خزینہ ثابت ہوگی۔

خاندان ہاشمی کے اس چشم و چراغ برادرم علامہ قاضی عرفان الحق نیئرؔ مبارکباد کے مستحق ہیں، اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اسے اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور علامہ نیئر صاحب کو اسلاف کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین ثم آمین

☆☆☆☆☆

عظیم علمی مشن

مولانا شہاب الدین احمد قریشی ہاشمی

خطیب مرکزی جامع مسجد بھوئی گاڑ

ہمارے بزرگوں کے حالات اور انکی یادیں جس خوبصورت انداز میں مرتب کی گئی ہیں۔ میں اپنے خاندان کی طرف سے دلی طور پر علامہ قاضی عرفان الحق نیئرؔ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

علمی دنیا میں بھوئی گاڑ کا مقام ان بزرگوں کی وجہ سے ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ہمارے بزرگوں نے فقہ، حدیث، تصوف اور مختلف علوم وفنون، میں برصغیر پاک وہند میں اپنا علمی نام پیدا کیا اور ہزاروں علماء ومشائخ کو فیض تقسیم کیا۔

تاریخ کے اوراق میں انکی خدمات سنہری حروف سے لکھی جائیں گی۔ عظیم علمی مشن کو عام کرنے پر برادرم صاحبزادہ قاضی عرفان الحق نیئرؔ صاحب کو سلامِ محبت پیش کرتا ہوں۔

☆☆☆☆☆

سادات عظام سے دلی عقیدت

پیر سید امجد حسین شاہ بخاری

آستانہ پیر سید مظفر حسین شاہ بخاری قطبال تحصیل فتح جنگ ضلع اٹک

سادات خاندان اور ہاشمی خاندان کا تعلق صدیوں پر محیط ہے۔ میرے جد امجد حضور پیر سید مظفر حسین شاہ اور خواجہ قاضی غلام یحییٰ ہاشمی کا تعلق مثالی تھا۔

کتاب ہذا میں جس قدر محبت وعقیدت کے ساتھ علماء ومشائخ اور سادات عظام سے دلی عقیدت کا اظہار کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ اسے اپنی بارہ گاہ میں قبول فرمائے۔

میرے والد گرامی حضور پیر سید محمد شاہ بخاری قاضی غلام یحییٰ قطبالوی کے شاگرد تھے۔ میں قاضی عرفان الحق نیرؔ صاحب کو اس عظیم علمی کاوش پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ تاریخ کے اوراق میں ہمارے خاندان کو یاد رکھنے پر شکریہ ادا کرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ نیرؔ صاحب کو شاد آباد رکھے اور بطفیل خیر النساء سیدہ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہا دین ودنیا میں کامیابی عطا فرمائے۔

بقول پیر سید نصیر الدین نصیرؔ

چادر زہراء کا سایہ ہے میرے سر پہ نصیرؔ
فیض نسبت دیکھئے نسبت بھی زہرائی ملی

☆☆☆☆☆

دعا کا اثر

پیر سید ظہور حسین شاہ بخاری

آستانہ عالیہ فاطمہ چشتیہ بھوئی گاڑ تحصیل حسن ابدال

مرکز علم وعرفان بھوئی شریف جس کی شہرت ومقبولیت چار دانگ عالم میں بڑھتی جا رہی ہے۔اس کا سبب یہ ہے کہ اسکے بانی حضور شیخ حافظ احمد ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ اوران کی اولاد سے حضرت محب النبی ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ ،جنہیں آج دنیائے اسلام کی نامور شخصیات ان کے عظیم ترین علمی لقب سے یاد کرتے ہیں۔

ان کے ہر شعبہ علم سے گہری وابستگی اسے بام عروج تک پہنچانے میں عشق کی حد تک لگاؤ ہے۔وہ اپنی ذات میں پاکیزہ انجمن اورایک متحرک ادارہ تھے۔درس وتدریس تعلیم وتعلم ،تصنیف وتالیف اورافتاہ سے انتہائی کیا شغف تھا۔

کتاب ہذا کی اشاعت پر میں صاحبزادہ قاضی عرفان الحق نیرؔ کوخراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

علامہ نیرؔ صاحب کے سفر حج کے دوران جنۃ البقیع میں ایک بزرگ نے ہاتھ اٹھا کر یہ دعا دی تھی۔

"انت محب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ومحب الاولیا"

شاید یہ کتاب اُس عاشق مدینہ کی دعا کا اثر ہو۔

☆☆☆☆☆

علم دوستی

حکیم چوہدری عرفات احمد طور عظیمی

عصر حاضر کے مسلم معاشروں میں بے سکونی اور بے چینی کے اثرات واضح طور پر محسوس کیے جاتے ہیں۔ مصنف نے کوشش کی ہے کہ موجودہ دور کے شعوری ارتقاء کو سامنے رکھتے ہوئے کتاب ''حیات قاضی عبدالحق ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ تاریخ علماء بھوئی گاڑ'' کا اجرا کیا۔

کتاب کا موضوع باعث احترام ہے جس کو پڑھ کر طالب علم کی علمی پیاس اور رُوحانی تشنگی بجھانے کیلئے یکساں مفید ہوگی۔ جسکے لئے صاحبزادہ عرفان الحق نیرؔ مبارک باد کے مستحق ہیں انکی یہ کاوش علم دوستی اور انسان دوستی کا ثبوت ہے۔

صاحبِ کتاب امید قوی رکھتے ہیں کہ ایک وقت ایسا آئیگا کہ نوع انسانی قرآنی احکامات کو سمجھ کر اللہ تعالیٰ کے انوار وتجلیات کا مشاہدہ کرے گی اور دُنیا امن وامان کا گہوارہ بن جائیگی۔

☆☆☆☆☆

نعمتِ خداوندی

صاحبزادہ امین شہزادہ خضری

آستانہ عالیہ چھوہر شریف ہری پور ہزارہ

کتاب ''حیات قاضی عبدالحق ہاشمی و تاریخ علمائے بھوئی گاڑ'' کو دیکھ کر دل باغ باغ ہو گیا ہے۔ علمائے اُمت نعمتِ خداوندی ہیں اور ان کا ذکر رحمتِ خداوندی ہے۔ علماء انبیاء کے وارث ہیں، علماء کے ذریعے دین اسلام کی ترویج و اشاعت اور تبلیغ کا سلسلہ جاری ہے۔

کتاب کی اشاعت پر علامہ قاضی شہزاد عرفان الحق نیئرؔ کو ہدیہ عقیدت پیش کرتا ہوں۔

ماشاءاللہ ، ماشاءاللہ

☆☆☆☆☆

دینی وملی بیداری پر سلام

محمد عمران اعوان

ڈائریکٹر جذبہ ڈویلپمنٹ آرگنائزیشن احاطہ ٹیکسلا

بھوئی شریف کے بزرگان دین اور انکی دینی خدمات تاریخ کا ایک تابناک اور روشن باب ہیں۔قرآن وحدیث اور فقہ کے کئی طالب علم علامہ محب النبی ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ اور اس خاندان کے جید علماء کی دینی خدمات سے فیض یاب ہوئے جو شرق وغرب میں دین کی اشاعت کا کام کررہے ہیں۔علماء معاشرہ کو سنوارنے اور دین کی طرف راغب کرنے کا دینی فریضہ سرانجام دیتے ہیں برادرم علامہ صاحبزادہ عرفان الحق نیّرؔ جو کہ ایک معلم ہوتے ہوئے ایک دینی اور سماجی شخصیت ہیں۔جذبہ ڈویلپمنٹ آرگنائزیشن احاطہ کے چیئرمین ہیں۔ہم دونوں نے مل کر یہ تنظیم بنائی جو زندگی کے مختلف شعبوں میں خدمت انسانیت کے کاموں میں مصروف ہے۔میں، حاجی عرفان خان ایڈووکیٹ چیئرمین یونین کونسل گڑھی سکندر اور تمام آراکین کی طرف سے حیات ”قاضی عبد الحق ہاشمی و تاریخ علمائے بھوئی گاڑ" کتاب کی اشاعت پر مبارک پیش کرتے ہوئے علامہ نیّرؔ صاحب کو دینی ملی شعور اور بیداری پر سلام پیش کرتا ہوں۔

بھوئی گاڑ سرزمینِ علم وعرفان

بھوئی گاڑ کی علمی اور تاریخی حیثیت مسلمہ ہے۔بھوئی کا لفظ مختلف ادوار میں مختلف حروف تہجی ، پوئی ، بوئی ، بھوئی ، پوھی ، بھوئے ، پھوئی ،بھوئی کے ساتھ لکھا اور مختلف ادوار میں مختلف لب ولہجہ کے ساتھ بولا جاتا رہا۔جوموجودہ دور میں بھوئی گاڑ ،بھوئی شریف لکھا اور بولا جارہا ہے ۔ یہ قصبہ کئی بار تباہ ہوا،اور پھر آباد ہوا۔شکست وریخت کا یہ عمل کئی بار ہوا اور کیوں ہوا؟ تاریخ خاموش ہے ۔ ۱۲۹۳ھ میں منگولوں نے پوئی پرحملہ کیا اور تباہ و برباد کیا۔

نصیر الدین ہمایوں کے دور میں ’’تاریخ پوئی‘‘ میں رنگین نقشہ بنا کر بھوئی گاڑ کی مساجد، مزارشہید بابا اور گلیوں کی نشاندہی کی گئی تھی ۔مرکزی جامع مسجد اور اس کے ساتھ متصل دارالعلوم بھوئی کا قیام اکبر بادشاہ کے دور میں ۱۵۵۰ھ میں ہوا۔خواجہ نظام الدین اولیاء دھلوی کے استاد الحدیث مولانا کمال الدین زاہد نے اپنی سند حدیث میں اس قصبہ کا نام محبت وعقیدت کے ساتھ اپنی سند میں درج کیا ہے۔

۱۶۹۰ھ میں مولانا اللہ دیا خلیفہ حضرت سید آدم بنوری سلسلہ نقشبندی خلیفہ مجاز حضرت مجدد الف ثانی فاروقی سرہندی بھوئی میں درس وتدریس کرتے رہے۔تاریخ کے دائرے میں یہ قصبہ مختلف علماء ومشائخ کی موجودگی اور ان کے علمی مقام کی نشان دہی کرتا ہے۔

بالاخر وہ علمی ماہتاب وآفتاب اپنے پورے علمی کمالات کے ساتھ ۱۸۱۰ھ میں میانہ موہڑہ تحصیل گوجرخان ضلع راولپنڈی سے ہجرت کر کے بھوئی میں رونق افروز ہوا۔وہ حضرت حافظ شیخ احمد ہاشمی قریشی خاندان ہاشمی کے وہ پہلے فرد تھے ۔جنہوں نے بھوئی میں قدم رکھا اور ان کی نسل یہاں آباد ہوئی ۔آج سے تقریباً ۱۶۰۷ء میں پیر سید جنڈے شاہ رحمۃ اللہ علیہ مغلیہ دور میں یہاں آباد تھے جو جید علماء وسادات عظام کی موجودگی کا پتہ دیتے ہیں ۔غزنوی دور میں مولانا

عبداللہ عباسی جن کا تعلق قوم عباسی سے تھا، درس تدریس کرتے رہے۔
ان کا مزار گڑھی افغاناں میں احاطہ دربار شریف کے اندر موجود ہے۔

بھوئی گاڑ کا قصبہ باغات، نہروں، قدرتی چشموں کی آماجگاہ تھی۔ راولپنڈی، اٹک، ہری پور کے سنگم پر موجود ہونے کی وجہ سے ایک وسیع غلہ منڈی بھی موجود تھی سنہ ۱۶۶۱ھ میں گجرات سے آنے والے قوم گجر کے بعض افراد کی وجہ سے بھی اس کی شہرت میں اضافہ ہوا۔ جو اپنی سخاوت، بہادری کی ایک مثال سمجھے جاتے تھے۔

بھوئی گاڑ پاکستان کے صوبہ پنجاب کی تحصیل حسن ابدال ضلع اٹک کا قدیمی اور تاریخی قصبہ ہے، ٹیکسلا شہر سے اس کا فاصلہ دس کلومیٹر اور جھاری کس ہزارہ روڈ سے اس کا فاصلہ گیارہ کلومیٹر ہے۔ حسن ابدال سے براستہ پوڑ میانہ اور بھوئی گاڑ کا درمیانی فاصلہ ڈھائی کلومیٹر ہے۔ ٹیکسلا سے آتے ہوئے فارم سٹاپ کے بالکل سامنے 1500 سو سال پرانا اسٹوپہ بدھ مذہب کی باقیات کا نشان اب بھی موجود ہے۔

فارم سٹاپ پر زمانہ قدیم میں تانگے موجود ہوتے تھے۔ جن پر سوار ہو کر مسافر باغات، نہروں، قدرتی چشموں کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے۔

دلکش و دل ربا، قدرتی مناظر سے گزرتے ہوئے گھنے درختوں کے سائے میں اپنی ''منزل'' بھوئی گاڑ پہنچ جایا کرتے تھے۔

خان پور ڈیم اور متصل پہاڑوں، ندی، نالوں اور چشموں سے نکل کر آنے والا دریائے ہرو اور اس کے ساتھ مکمل نہری نظام کے ساتھ ساتھ باغات، کھیتوں کی آبپاشی کے ساتھ ساتھ پانی کے چشموں اور نہروں پر چلتے ہوئے جندر قدرتی مناظر سے مالا مال تھے۔ آلوچے، خوبانی، لوکاٹ، توت سیاہ، توت سفید کے پھلوں سے مزین باغات سے گزر ہوتا تو

''جنت کے نظاروں کا گمان ہوتا''۔

پگڈنڈیوں پر اُگے ہوئے خود روگلاب کی بیلیں آنے والوں کو دعوت نظارہ بھی دے رہی ہوتی اور خیر مقدمی پتیوں سے مہمانوں کا استقبال بھی قدرت کے مناظر سے ہو رہا ہوتا۔ بچے اور ہر نیا آنے والا مہمان ان کے سحر میں ایسا دل گرفتہ ہوتا کہ چلتے تانگے سے اتر کر گلاب کے پھول ضرور تھوڑ کر اپنے ہاتھوں میں سجا کر خوبصورت یادیں لے کر بھوئی گاڑ سے روانہ ہوتا۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سر ہندی نقشبندی کے خلیفہ اکبر حضرت مولانا شیخ کریم الدین بابا حسن ابدالی مدفن عثمان کھٹڑ متوفی ۱۰۴۰ھ بھوئی گاڑ میں پڑھتے رہے۔

خواجہ قاضی محمد شفیع ہاشمی کی وفات ۲۴ ذی العقدہ ۱۳۹۱ بمطابق ۱۳ جنوری ۱۸۷۵ء کو ہوئی ان دنوں میں گرمی کا موسم تھا۔ پانی کی قلت تھی راجہ نظام الدین راجپوت کے جندر کے پاس آپکی برکت اور فیض عام کی بدولت جندر کے پاس چھپ تروڑ میں قدرتی پانی کا چشمہ جاری ہوگیا۔

جس سے لوگ پانی پینے کیلئے بھی استعمال کرتے اور ضروریات زندگی میں بھی اس قدرتی چشمہ سے سیر یاب ہوتے۔ راستہ عام ہونے کی وجہ سے لوگ وضو کرتے اور غسل بھی کرتے۔

حاجی ملک خان بہادر، حاجی ملک اقبال، گلاب نور متوفیہ ۱۹۷۹ء کے بقول اور قوم گجر کے نمایاں افراد کے بیان کے مطابق مولانا عبدالنبی ہاشمی المعروف فقیر صاحب کی وفات ۸ رمضان المبارک ۱۳۱۱ھ بمطابق ۱۵ مارچ ۱۸۹۴ء کو ہوئی، وفات کے موقع پر نماز جنازہ

پر کھنڈ (چینی) کی آسمان سے برسات ہوئی۔

درختوں کے پتوں پر کھنڈ اس بڑی مقدار میں موجود تھی جس طرح دھول درختوں کے پتوں پر موجود ہوتی ہے کئی لوگوں نے اُس کھنڈ کو کھایا اور کئی ایک نے اس کو بطور تبرک جمع بھی کیا۔ اُس نماز جنازہ اور کھنڈ (چینی) کی بازگشت تاریخ کے اوراق میں موجود ہے۔ جو حضرت عبدالنبی ہاشمی کے علمی کمالات کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ بھوئی گاڑ جانے کیلئے ایک رات فاروقیہ سے ہو کر بھوئی گاڑ تک پہنچ جاتا تھا۔ تاریخ کے جھروکوں میں اگر جھانکا جائے۔

یہی وہ راستہ تھا جس پر چل کر امام المسلمین حضور پیر سید مہر علی شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ بھوئی شریف تشریف لاتے۔ سالانہ استقبال کو فقید المثال بنانے کیلئے ہر سال تشریف لانے پر اسی راستے میں حضور اعلیٰ سے عقیدت کی بدولت ۱۹۴۸ء میں ملک محمد اشرف ولد ملک خدا بخش نے ایک خوبصورت مسجد تعمیر کروائی۔ آپ اس مسجد میں تھوڑی دیر قیام فرماتے، بھوئی گاؤں کا ہر فرد مرد و زن آپ کے استقبال کیلئے گاؤں سے نکل کر یہاں پہنچ جاتا۔ ہر ایک کی خوشی دیدنی ہوتی۔

مرد اپنے انداز میں خوشی مناتے اور عورتیں آپ کے راستے میں جھاڑو پھیر پھیر کر صفائی کا مناسب انتظام کرتیں اور پھولوں کی پتوں سے حضور اعلیٰ حضرت سیدنا پیر مہر علی شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا استقبال ہوتا۔

آپ کے آنے سے پہلے منادی ندا کرتا۔ بھوئی کا ہر پیر و جوان اپنے شیخ مرشد، کا والہانہ انداز سے استقبال کی تیاریاں میں لگ جاتا۔ مرد اور جوان اُس مسجد میں جا کر جمع ہو جاتے محفل سماع منعقد ہوتی چشتیانہ رنگ و نور سے فضاء پُر نور ہو جاتی۔ حضور اعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ کو گھوڑے پر سوار کر کے جلوس کی صورت میں قافلہ بھوئی کی طرف رواں دواں ہوتا۔

آگے آگے سالار کارواں اور میر کارواں امام المسلمین مجدد دین وملت پیر سید مہر علی شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ ہوتے اور ان کے پیچھے پیچھے عشاق اور مریدین عقیدت ومحبت اور ادب و احترام سے چل رہے ہوتے ۔اور پورا راستہ درود وسلام کی معطر اور جان فزا خوشبوؤں سے مہک اٹھتا۔

تاریخ کو شاید ایسا منظر دیکھنے کیلئے کئی کتابوں کی ورق گردانی کرنی پڑے گی۔ علمائے بھوئی گاڑ اور گولڑہ شریف کے مشائخ کا تعلق اور محبت کے ان مٹ نقوش ہیں ۔یہی وجہ ہے کہ درگاہ غوثیہ گولڑہ شریف میں بھوئی گاڑ سے ہر آنے والوں اور علمائے بھوئی گاڑ کی قدر و منزلت اور مہمان نوازی قابل دید ہوتی ہے ۔انہیں خصوصی مہمان کا درجہ حاصل ہوتا ہے۔

اس قصبے کی شہرت کی سب سے بنیادی وجہ ان نفوس قدسیہ حضرت حافظ شیخ احمد ہاشمی حضرت خواجہ محمد شفیع ہاشمی ،حضرت امیر حمزہ ہاشمی ،حضرت عبد النبی ہاشمی ،حضرت احمد الدین ہاشمی ،حضرت غلام ربانی ہاشمی ،حضرت فرید الدین ہاشمی ،حضرت محب النبی ہاشمی حضرت خواجہ غلام یحییٰ ہاشمی ،حضرت حکیم عبد الحی قریشی ،حضرت قاضی شمس الدین قریشی ،قاضی عبد الحق ہاشمی اور اس خاندانِ ہاشمی وقریشی کے وہ تمام جید علماء ہیں جنکی بدولت اس قصبہ کو اندرونِ ملک اور بیرونِ ملک علمی شہرت ملی۔

مامور من الرسول مجدد دین وملت حضور اعلیٰ سیدنا پیر مہر علی شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے استاد محترم حضرت خواجہ محمد شفیع ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:

استاذی و مولائی، کشافِ معضلات حقائق، حلال مشکلات دقائق، ماہر منقول و معقول، واقف فروع و اصول، اسوہ علماء امصار، قدوۃ و فضلاء اعصار مرکز دائرہ ارشاد محورِ کرۂ سداد، سباح دریائے درایت، سیاح بیداء

روایت، قاضی قضایائے معضلہ، مفتی فتاویٰ مشکلہ، مقتدائنا الاجل، مولاناو مولیٰ الکل ابو البرکات،ماحی البدعات جناب مولانا مولوی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ

حضور اعلیٰ پیر سید مہر علی شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے جب مرزا قادیان کے اشتہارِ دعوت کے جواب میں جواب دعوت لکھا تو برصغیر پاک و ہند اور افغانستان کے جن ۲۰ جید علماء و مشائخ نے دستخط کیئے اور آپ کے ساتھ شاہی مسجد لاہور میں موجود رہے۔ان میں صرف بھوئی گاڑ کے چار نامور علماء حضرت قاضی امیر حمزہ ہاشمی، مولانا محمد یوسف قریشی ہاشمی، مولانا احمد الدین ہاشمی، مولانا غلام ربانی قریشی شامل تھے۔

خاندان ہاشمی کے عظیم چشم و چراغ حضور خواجہ پیر محب النبی ہاشمی سے پوچھا گیا کہ آپ کو کیا حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوتی ہے۔اس بات پر آپ زار و قطار روتے ہوئے فرمانے لگے۔حدیث پاک پڑھاتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کئی بار زیارت بھی کراتے ہیں اور کرم نوازی سے بھی نوازتے ہیں۔

بھوئی گاڑ کی زرعی، زرخیز زمینیں جہاں یہاں کے رہنے والے با آثر اور خوشحال لوگوں کے دنیاوی مقدر سنوار رہی ہیں۔وہاں "علمی دنیا کے روشن ستارے" ان کی علمی روحانی، اخلاقی اور اخروی زندگی بھی سنوار رہے ہیں۔ان بزرگوں کے فیض ہی کا اثر ہے کہ آج بھوئی گاڑ کے ہر گھر میں یا حافظ قرآن ہے یا عالم دین موجود ہیں اور بعض گھرانے ایسے ہیں جن میں ان بزرگوں کی خصوصی نگاہ کرم کی وجہ سے پورا گھرانہ حافظ قرآن، عالم دین اور نعت خوان ہے۔

پہاڑی کے دامن میں مزارات خاندان ہاشمی و قریشی اور مزارات خاندان سادات کی عظیم شخصیات محو استراعات ہیں۔ان کا فیض جاری تھا، جاری ہے اور ان شاء اللہ تا صبح قیامت

جاری رہے گا۔

حضرت خواجہ محمد شفیع ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ کے سالانہ عرس پاک کے موقع پر تصویر بابو جی حضور پیر سید نصیر الدین نصیرؔ رحمۃ اللہ علیہ خصوصی خطاب فرماتے اور شاعر ہفت زبان رنگ و نور سے معمور اس ماحول میں فیض عام تقسیم فرماتے ۔جس کے حصے اور نصیب میں جو جو آتا وہ جھولیاں بھر بھر کر لے جاتا۔

سالانہ عرس حضرت خواجہ محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ ہاشمی کے موقع پر شاعرِ ہفت زبان حضور پیر سید نصیر الدین نصیر رحمۃ اللہ علیہ نے ایک تاریخی جملہ کہا تھا جو آج بھی بھوئی کی فضاؤں میں گونج رہا ہے:

بھوئی والو! مجھ سے فارسی کے اشعار سن لو میرے بعد اس انداز اور اس
ترنم میں آپ کو کوئی شاعر ایسے اشعار نہیں سنا سکے گا۔

اس کیف وسرور کی محفل میں بھی ۔تھا۔ وہاں موجود! وہ ناز، وہ انداز، وہ بیان، وہ موج، وہ مستی، وہ رنگ جو حضور بابو جی نے اپنے لاڈلے ''پیر نصیر'' پر چڑھائے تھے اپنی پوری آب و تاب کیساتھ چمک رہے ہوتے ۔گھنٹوں پر محیط خطاب ذی شان اور علما و مشائخ کی داد تحسین اس بات کی دلیل تھی کہ آج خیر النساء کا بیٹا اور حضور غوث پاک کے علم کی میراث کو تقسیم کرنے والا یہاں محفل میں موجود ہے۔بھوئی گاڑ کے باسی قسمت کے وہ عظیم دھنی ہیں جو حضور اعلیٰ پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ، حضور بابو جی رحمۃ اللہ علیہ اور مشائخ گولڑہ شریف کی توجہات کا مرکز ہیں۔

حاجی میاں غلام سرور ساکن بھوئی گاڑ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں مسجد دارالعلوم بھوئی گاڑ کے برآمدے کے شمالی مغربی کونے میں نماز پڑھ رہا تھا جب سجدہ میں گیا تو خوشبو سے دماغ معطر ہو گیا میں بڑا حیران ہوا۔میں نے اس کا ذکر علامہ مفتی عبد الحیَ

ہاشمی قریشی سے کیا تو انہوں نے فرمایا اس مقام پر حضور سیدنا پیر مہر علی شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اڑھائی برس عبادت کی ہے یہ خوشبو اور مہک ان کی جبہ سائی کا کرشمہ ہے۔

حضور سیدنا پیر مہر علی شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ بھوئی گاڑ تشریف لاتے تو اس خاتون سے ضرور ملاقات کرتے جس نے آپ کے زمانہ طالب علمی میں آپ کی خدمت بھی کی اور محبت و پیار کیساتھ پراٹھے بنا کر پیش کرتی اور ساتھ ہی اس گھرانے کو بھی شرفِ ملاقات سے نوازتے۔

بعض دفعہ اس خاتون کو محبت کیساتھ ''مہرو'' کے لقب سے یاد فرماتے۔ وہ خاتون حاجی اکرم اور میجر سردار خان کے خاندان سے تعلق رکھتی ہے۔ سب سے پہلے اپنی مادر علمی میں تشریف لاتے اور اپنی محبت بھری یادیں اور باتیں بھوئی والوں کو گوش گزار کرتے۔

بہت مبارک نسبتوں سے منسوب قریباً ڈھائی سو (۲۵۰) سال قائم قدیمی درس گاہ بھوئی گاڑ جہاں پر دربار عالیہ گولڑہ شریف، میرا شریف، گڑھی شریف، سالک آباد شریف، سلطان پور شریف، چورہ شریف، مکھڈ شریف، چھوہر شریف، خانقاہ سراجیہ کندیاں، مٹھیال شریف، دریا شریف، مانکی شریف، کے جید علماء و مشائخ اور فاضلین بھوئی شریف کے علماء و مشائخ کے ساتھ علمی رابطہ میں رہے اور مختلف ادوار میں بھوئی شریف تشریف لاتے رہے۔

فیض یافتگانِ بھوئی گاڑ ایک نظر میں:

۱۔ مامور من الرسول مجدد دین و ملت امام المسلمین حضرت پیر سید مہر علی شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ صاحب گولڑہ شریف

شاگرد فاضل اجل مولانا محمد شفیع ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ و مولانا قاضی محمد جان ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ

۲۔ حضرت خواجہ احمد میروی رحمۃ اللہ علیہ بانی خانقاہ میرا شریف تحصیل پنڈی گھیپ

شاگرد مولانا قاضی امیر حمزہ ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ

۳۔ حضرت خواجہ فاضل شاہ رحمۃ اللہ علیہ گڑھی شریف

(خلفیہ خواجہ شاہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ) شاگرد مولانا حافظ شیخ احمد ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ

۴۔ حضرت مولانا قاضی محمد عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ باغ درہ شریف (سالک آباد)

شاگرد مولانا قاضی امیر حمزہ ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ

۵۔ حضرت مولانا عبدالغفور رحمۃ اللہ علیہ باغ درہ شریف (سالک آباد)

شاگرد مولانا قاضی امیر حمزہ ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ

۶۔ حضرت مولانا سید سیارت شاہ رحمۃ اللہ علیہ سلطان پوری

(بانی خاندان سادات سلطان پور) شاگرد مولانا حافظ شیخ احمد ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ

۷۔ مولانا نادر الدین رحمۃ اللہ علیہ صدر مدرس جامعہ نظامیہ حیدر آباد دکن بھارت

شاگرد مولانا قاضی محمد شفیع ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ

۸۔ حضرت پیر ارشاد حسین رحمۃ اللہ علیہ چورہ شریف

شاگرد مولانا مفتی عبدالحئ قریشی ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ

۹۔ حضرت پیر فضل الدین رحمۃ اللہ علیہ مکھڈ شریف

شاگرد مولانا مفتی عبدالحئ قریشی ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ

۱۰۔ حضرت صاحبزادہ محمد عابد نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ بستی سراجیہ ضلع خانیوال

شاگرد مولانا مفتی عبدالحئ قریشی ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ

۱۱۔ حضرت پیر شاہ محمد اعظم شاہ رحمۃ اللہ علیہ گڑھی شریف

شاگرد حضرت مولانا محب النبی و مولانا مفتی عبدالحئ قریشی ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ

۱۲۔ حضرت سیدنا مولانا سید پیر شاہ عبدالحق گیلانی مدظلہ العالی گولڑہ شریف

شاگرد مولانا محب النبی ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ

۱۳۔ حضرت پیر غلام معین الحق شاہ گیلانی مدظلہ العالی گولڑہ شریف

شاگرد مولانا محب النبی ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ

۱۴۔ حضرت مولانا حمید الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ سلطان پور

شاگرد مولانا امیر حمزہ ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا قاضی محمد شفیع ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ و مولانا محمد جان ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ

۱۵۔ حضرت مولانا ضیاء الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ سلطان پور

شاگرد مولانا احمد الدین ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ

۱۶۔ حضرت علامہ مولانا عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ برہ زئی چھچھ

شاگرد مولانا احمد الدین ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ

۱۷۔ حضرت مولانا رسول خان ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ مدرس دار العلوم دیوبند

شاگرمولانا مفتی غلام ربانی ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ

۱۸۔ حضرت مولانا نور الٰہی انور جامع مسجد غوثیہ چاہ بچھوڑا ہ رمزنگ

شاگرد مولانا محب النبی رحمۃ اللہ علیہ و مولانا عبد الحیٔ قریشی ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۔ مولانا قاضی محمد معصوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ ڈھینڈہ ہزارہ

شاگرد مولانا قاضی محمد شفیع ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ

۲۰۔ مولانا عبد الغفور ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ وزیر آباد

شاگرد مولانا احمد الدین ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ

۲۱۔ سید ضامن شاہ ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ بیدڑہ ضلع مانسہرہ

(خلیفہ خواجہ شمس الدین سیالوی) شاگرد مولانا محمد شفیع ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ

۲۲۔ مولانا حیات بخش رحمۃ اللہ علیہ پوٹھوہاری

شاگرد قاضی محمد شفیع ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ

۲۳۔ مولانا قاضی محمد حسن رحمۃ اللہ علیہ کالس چکوال

شاگرد قاضی محمد شفیع ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ

۲۴۔ حضرت مولانا شیخ الحدیث نور محمد رحمۃ اللہ علیہ ملہوالی تحصیل پنڈی گھیپ ضلع اٹک

شاگرد مولانا غلام ربانی ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ

۲۵۔ مولانا قاضی غلام نبی رحمۃ اللہ علیہ چچو تحصیل گوجرخان ضلع راولپنڈی

شاگرد قاضی محمد شفیع ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ

۲۶۔ مولانا قاضی محمد عالم مستال رحمۃ اللہ علیہ تحصیل گوجرخان ضلع راولپنڈی

شاگرد قاضی محمد شفیع ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ

۲۷۔ مولانا قاضی عطاء الرسول رحمۃ اللہ علیہ بدھو واہ کینٹ

شاگرد قاضی محمد شفیع ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ

۲۸۔ مولانا حافظ محمد سعد اللہ رحمۃ اللہ علیہ المعروف حافظ صاحب سموں والے نزد ٹیکسلا

(خلیفہ خواجہ شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ سیال شریف) شاگرد قاضی محمد شفیع ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ

۲۹۔ مولانا سید مقدر شاہ بھاکری رحمۃ اللہ علیہ موضع حمید علاقہ چھچھ ضلع اٹک

شاگرد مولانا قاضی محمد جان ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ

۳۰۔ مولانا غلام محمد قریشی رحمۃ اللہ علیہ پشاور خلیفہ مولانا خواجہ عبد الرحیم باغ دروی رحمۃ اللہ علیہ

شاگرد مولانا قاضی محمد جان ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ

۳۱۔ مولانا اللہ بخش رحمۃ اللہ علیہ مٹھیال ضلع اٹک

شاگرد مولانا احمد الدین ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ

۳۲۔ مولانا شیر عالم کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کوڑ ہمروتہ ضلع پونچھ کشمیر

شاگرد مولانا احمد الدین ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ

۳۳۔ مولانا عبد الرؤف کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کارکہ چمٹہ ضلع مظفر آزاد کشمیر

شاگرد مولانا احمد الدین ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ

۳۴۔ مولانا شاہ رسول رحمۃ اللہ علیہ علاقہ تناول ہزار

شاگرد مولانا احمد الدین ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ

۳۵۔ مولانا قاضی عصمت اللہ رحمۃ اللہ علیہ نواں شہر ضلع ایبٹ آباد

شاگرد مولانا احمد الدین ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ

۳۶۔ مولانا عبد الکریم رحمۃ اللہ علیہ رجوعیہ ضلع ایبٹ آباد

شاگرد مولانا احمد الدین ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ

۳۷۔ مولانا سید امام شاہ رحمۃ اللہ علیہ سلطان پور شاگرد

شاگرد مولانا احمد الدین ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ

۳۸۔ مولانا سید غلام محی الدین رحمۃ اللہ علیہ سلطان پور

شاگرد مولانا احمد الدین ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ و مولانا محب النبی ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ

۳۹۔ ابوالخیر حضرت علامہ مولانا سید حسین الدین شاہ مدظلہ العالی سلطان پور

شاگرد مولانا محب النبی ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ

۴۰۔ مولانا قاضی فیروز الدین ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ درویش ہزارہ

شاگرد مولانا غلام ربانی ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ

۴۱۔ مولانا قمر علی ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ سیالکوٹ

شاگرد مولانا غلام ربانی ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ

۴۲۔ مولانا محمد نعمان رحمۃ اللہ علیہ بیدڑہ ضلع مانسہرہ

شاگرد مولانا غلام ربانی ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ

۴۳۔ مولانا صوفی رحمۃ اللہ علیہ کوٹ پنڈی داس ضلع شیخوپورہ

شاگرد مولانا غلام ربانی ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ

۴۴۔ مولانا خواجہ عبدالعلی عثمان نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ موضع مستال ضلع اسلام آباد

شاگرد مولانا غلام ربانی ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ

۴۵۔ مولانا حسن الدین رحمۃ اللہ علیہ موضع اخلاص تحصیل پنڈی گھیپ ضلع اٹک

شاگرد مولانا غلام ربانی ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ

۴۶۔ مولانا گل اکرام رحمۃ اللہ علیہ برہ زئی علاقہ چھچھ ضلع اٹک

شاگرد و مولانا غلام ربانی ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ

۴۷۔ مولانا گل شیر شہید رحمۃ اللہ علیہ ملھوالی ضلع اٹک

شاگرد مولانا غلام ربانی ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ

۴۸۔ مولانا عبدالحکیم کوٹ نجیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ ضلع ہری پور ہزارہ

شاگرد مولانا غلام ربانی ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ

۴۹۔ مولانا عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ حصار تحصیل حسن ابدال ضلع اٹک

شاگرد مولانا غلام ربانی ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ

۵۰۔ حضرت پیر عبدالحکیم رحمۃ اللہ علیہ المعروف پیر پہلوان نقشبندی مجددی سالک آباد

شاگرد مولانا الحیٔ ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ

۵۱۔ مولانا حکیم سید افضل شاہ رحمۃ اللہ علیہ مانکی شریف ضلع نوشہرہ

شاگرد مولانا عبد الحیٔ ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ

۵۲۔ مولانا عطاء محمد بندیالوی رحمۃ اللہ علیہ

شاگرد مولانا علامہ محب النبی ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ

۵۳۔ حضرت علامہ مولانا سید ریاض حسین شاہ

شاگرد مولانا علامہ محب النبی ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ

۵۴۔ حضرت علامہ مولانا مفتی سلیمان رضوی مدظلہ

شاگرد مولانا علامہ محب النبی ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ

۵۵۔ قاضی عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ

شاگرد خواجہ مفتی غلام یحییٰ ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ

۵۶۔ حضرت علامہ مولانا قاضی محمود احمد چشتی

شاگرد خواجہ مفتی غلام یحییٰ ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ

۵۷۔ حضرت علامہ مولانا سید محمد شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ قطبال شریف

شاگرد خواجہ مفتی غلام یحییٰ ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ

۵۸۔ علامہ صوفی عبد الحکیم ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ ڈھکالہ

شاگرد خواجہ مفتی غلام یحییٰ ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ

۵۹۔ مولانا محمد عالم صحتالوی رحمۃ اللہ علیہ

شاگرد مولانا علامہ محب النبی ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ

۶۰۔ مولانا محمد بخش ہزاروی ہری پور

۶۱۔ مولانا محفوظ الرحمن رضوی اٹک

۶۲۔ مولانا محمد اسحاق نظیری رحمۃ اللہ علیہ اسلام آباد

۶۳۔ مولانا محمد امیر ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ
شاگرد مولانا محب النبی ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ

۶۴۔ مولانا عبد القیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ (گاؤں پانڈہ پیر خان ایبٹ آباد)

۶۵۔ مولانا عبد القیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ (گاؤں سر بھنہ ایبٹ آباد)

۶۶۔ مولانا خلیل الرحمن ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ (ایبٹ آباد)

۶۷۔ مولانا عبد الرحمن ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ (ایبٹ آباد)

۶۸۔ مولانا محمد جان ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ (ایبٹ آباد)

۶۹۔ مولانا حافظ عبد الغنی اویسی ہزاروی (ایبٹ آباد)

۷۰۔ مولانا سید رسول چشتی ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ (ایبٹ آباد)

۷۱۔ مولانا نور الحق ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ (ایبٹ آباد)

۷۲۔ مولانا مسعود الرحمن ہزاروی مدظلہ (نڑتوپہ ایبٹ آباد)

علماء دیوبند کے مولانا محمد حسن بانی جامعہ اشرفیہ لاہور، علامہ انور شاہ کشمیری کا شمار بھی مولانا قاضی غلام ربانی ہاشمی کے مشاہیر تلامذہ میں ہوتا ہے۔ اسی طرح خواجہ خان محمد کندیاں اور قاضی شمس الدین درویش ہری پور مولانا عبد الحی قریشی کے تلامذہ میں سے ہیں۔

مشاہیر بھوئی گاڑ:

۱۔ مولانا میاں جیو میاں احمد رحمۃ اللہ علیہ

مصنف ''تاریخ پوہی'' عہد نصیر الدین ہمایوں بادشاہ ۱۵۴۴ء

۲۔ حضرت مولانا اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ ۲۹ ھ/۱۳۲۹ء

مزار بھوئی میں مستری شہزادہ ماما ولد حاجی گلاب کے مکان کی جگہ پر

۳۔ حضرت مولانا اللہ دیا رحمۃ اللہ علیہ المعروف مولانا اللہ دتہ بھٹی

خلیفہ حضرت سید آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

۴۔ حضرت فضل الدین اعوان رحمۃ اللہ علیہ المعروف میاں حاجی بابا

مزار نزد مسجد خلفاء راشدین (پنڈ بھوئی)

۵۔ حضرت پیر سید جھنڈے شاہ رحمۃ اللہ علیہ

۶۔ حضرت پیر سید نبی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

۷۔ حضرت مولانا خواجہ مفتی غلام یحییٰ ہاشمی نقشبندی بھوئی گاڑتم قطبالوی رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ حضرت خواجہ محمد قاسم نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ موہڑہ شریف

راجا نور محمد نظامی:

آپ مورخہ ۱۲ اپریل ۱۹۶۰ء کو بھوئی گاڑ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم بھوئی گاڑ میں حاصل کی۔ دینی تعلیم کیلئے مولانا حکیم مفتی عبدالحئ قریشی ہاشمی اور دیگر اساتذہ سے علم حاصل کیا۔ علم و ادب سے گہری وابستگی ہے۔ مختلف رسائل و جرائد اور اخبارات میں انکے مضامین انکی علم دوستی کا واضح ثبوت ہیں۔ مختلف تنظیمات کے روح رواں اور بانی ہیں۔ تاریخ و تذکرہ ''خانقاہ فاضلیہ گڑھی شریف'' انکی تصنیف ہے۔

راجہ نور محمد نظامی نے اپنے آپ کو علم کی اشاعت و ترویج کیلئے وقف کر رکھا ہے۔

انہوں نے آثار قدیمہ کا کھوج اور تحقیق و ثقافت کو اپنا پیشہ بھی بنالیا ہے۔آپ نے اپنے گھر کے ایک گوشے میں نہایت قیمتی کتب خانہ اور عجائب خانہ قائم کرر کھا ہے۔

لاتعداد نادرونایاب خطی نسخے عربی، فارسی، اُردو، پنجابی آپ کے پاس موجود ہیں ڈاک ٹکٹ، کرنسی نوٹ، سکے، سندیں، خطوط، نوادرات، قدیم ہتھیار، اوزار، مٹکے اور بے شمار اشیاء آپ کے کتب خانہ اور عجائب خانہ میں موجود ہیں۔

اللہ کریم جناب نظامی صاحب کو کتابوں کے ایک بڑے ذخیرے اور نوادرات کے قیمتی اثاثہ کو سنبھال کرر کھنے کا عزمِ صمیم عطا فرمائے۔آمین

بھوئی گاڑ کی سماجی، مذہبی تنظیمیں

بھوئی شریف 1

ترغیب الصلوٰۃ واصلاح معاشرہ مشاورتی کونسل

(قائم شدہ ۱۹۹۹ء)

صدر:

قاضی عرفان الحق نیئر
خطیب جامع مسجد غوثیہ رضویہ

جنرل سیکرٹری:

حاجی محمد اکرم/ماسٹر شوکت

بھوئی شریف 2

مرکزی میلاد رابطہ کمیٹی

(قائم شدہ ۲۰۰۱ء)

صدر:

علامہ حافظ خالد محمود ہزاروی

جنرل سیکرٹری:

حاجی شوکت

بھوئی شریف 3

انجمن ربانیہ

(قائم شدہ ۱۹۹۵ء)

صدر:

مولانا حسین احمد قریشی

جنرل سیکرٹری:

راجہ نور محمد نظامی

بھوئی شریف 4

مرکزی غوثیہ مہریہ میلاد کمیٹی

(قائم شدہ ۱۹۹۱ء)

صدر:

ملک نثار رضا ربانی

جنرل سیکرٹری:

ملک حاجی بہادر نصیروی

بھوئی شریف 5

دیہی ترقیاتی تنظیم (نمبر۱)

(قائم شدہ ۱۹۹۸ء)

صدر:

حاجی خالد حبیب الرحمٰن

جنرل سیکرٹری:

ماسٹر شفقت محمود

بھوئی شریف 6

دیہی ترقیاتی تنظیم (نمبر۲)

(قائم شدہ ۱۹۹۸ء)

صدر:

حاجی منظور

جنرل سیکرٹری:

ڈاکٹر جاوید

7 — بھوئی شریف

انجمن خلفائے راشدین

(قائم شدہ ۲۰۰۲ء)

صدر:

حاجی عبدالرزاق

جنرل سیکرٹری:

قاری محمد اسماعیل

---

8 — بھوئی شریف

خواجہ پیر محبّ النبی ہاشمی ویلفیئر ٹرسٹ

(قائم شدہ ۲۰۰۳ء)

صدر:

علامہ صاحبزادہ پیر عبدالنبی ہاشمی

جنرل سیکرٹری:

صاحبزادہ پیر اعجاز الحق ہاشمی

---

9 — بھوئی شریف

تحریک لبیک یارسول اللہ ﷺ

(قائم شدہ ۲۰۱۸ء)

صدر:

صاحبزادہ پیر عمر سجاد رومی

جنرل سیکرٹری:

ڈاکٹر عارف / ملک افتخار رضا ربانی

---

10 — بھوئی شریف

حضرت علامہ حکیم احمد حسن قریشی ربانیہ ٹرسٹ

(قائم شدہ ۱۹۹۸ء)

صدر:

مولانا حکیم محی الدین احمد قریشی

جنرل سیکرٹری:

مولانا قاری شہاب الدین احمد قریشی

ابوالحقائق حضرت علامہ قاضی عبدالحق ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ

زندہ قومیں اپنے اسلاف کو اور ان کی چھوڑی ہوئی قابل قدر یادگاروں کو ہمیشہ عزت واحترام کے ساتھ سینے سے لگائے رکھتی ہیں اور اس طرح اپنی سمت وراہ متعین کرتی ہیں اور اپنی کامیابی وسرخروئی کے اسباب فراہم کرتی ہیں۔

شجرۂ نسب

عبدالحق بن محمد دین بن نیاز علی بن میاں ولی بن عبدالمجید بن نور حسین بن ہاشم علی بن فیض بخش بن حسین احمد بن قاضی عبدالوہاب (میانہ موہڑہ تحصیل گوجرخان) بن عبدالعزیز بن علی احمد بن امان بن ابراہیم بن محمد غازی بن آصف غازی بن اویس بن محمد توگان بن پھاگانی بن سُریال بن کنگ بیگ بن منگتان بن جھیان بن سام بن کیکیان بن محمد کندکدل بن محمد قطب الدین بن حسین بن حسن بن محمد بن عباس بن عقیل بن حسین بن محمد بن علی بن اسحاق بن عبداللہ راُس المدری بن جعفر ثانی بن عبداللہ بن جعفر اصغر بن ابوالقاسم محمد بن امیر المومنین حضرت علی بن ابوطالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصیٰ۔

☆☆☆☆

خاندانی پسِ منظر

عبدالحق نام ہاشمی لقب ابوالنیاز کنیت اور ابوالحقائق خطاب تھا۔ والد کا نام قاضی محمد دین والدہ کا نام رحمت جان آپ کا سلسلہ نسب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تک جا ملتا ہے۔ آپ کا تعلق جس گھرانے سے تھا وہ کسی تعارف کا محتاج نہیں۔قرآن وسنت اور اسلام کے لئے ان کی خدمات روز روشن کی طرح روشن ہیں۔

پیدائش وتعلیم وتربیت:

آپ کی پیدائش 1916ء کو بھوئی گاڑ میں ہوئی۔ بچپن میں والدین کا سایہ اٹھ جانے کے بعد مولانا غلام غوث (والد مولانا عبدالصالح ،مولانا عبدالحنان) نے آپ کی پرورش کی اور تعلیم وتربیت کی ذمہ داری ادا کی۔ ابتدائی تعلیم بھوئی شریف کے مدرسہ میں حاصل کی اور گورنمنٹ مڈل سکول پوڑمیانہ سے مڈل کا امتحان پاس کرنے کے بعد جامعہ اسلامیہ رحمانیہ ہری پور اور پھر جامعہ نعمانیہ لاہور میں حصول علم کیلئے تشریف لے گئے اور سند فراغت حاصل کی اور پھر کچھ عرصہ حزب الاحناف لاہور میں بھی علمی پیاس کو پورا کیا۔

ملازمت:

وہاں سے فراغت کے بعد رزق حلال کیلئے پاک آرمی کا انتخاب کیا۔

ازدواجی زندگی:

آپکی شادی حضرت خواجہ قاضی غلام یحییٰ ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ کی لختِ جگر کے ساتھ طے پائی اور حضرت خواجہ قاضی غلام یحییٰ ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ نے قاضی صاحب کو بیٹا بنا کر قطبال میں سکونت اختیار کرنے کا حکم دیا جو آپ نے قبول کرلیا اور وہیں اپنی بقیہ زندگی کے لیل ونہار بسر کیے۔

تدریسی خدمات:

پاک آرمی سے اجازت لے کر آپ محکمہ تعلیم کے ساتھ وابستہ ہو گئے اور میانوالی لاوا، بدڑہ اور قطبال کے سکولوں میں تعینات رہے۔

سائیں نور خان رحمۃ اللہ علیہ کی نظرِ التفات:

حضرت خواجہ غلام یحییٰ ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ کی اہلیہ قبلہ مائی صاحبہ حضرت بابا سائیں نور خان رحمۃ اللہ علیہ (حطار) کے پاس گئیں اور دعا کیلئے درخواست کی کہ میرا بیٹا گھر سے دور ہے نزدیکی سکول میں تبادلے کیلئے کی دعا فرمائیں۔

باباجی کی دعا کی برکت سے آپ دربار عالیہ بابا سائیں نور خان کے بالکل پاس گورنمنٹ پرائمری سکول بڈرہ (حطار) میں ہیڈ ماسٹر بن کر آ گے شادی کے دس برس گزر گئے۔ایک بیٹا قاضی شہزادہ نیاز الحق ہاشمی پیدا ہوئے جو بچپن میں ہی فوت ہو گئے تھے تو مائی صاحبہ باباجی سائیں نور خان رحمۃ اللہ علیہ کے پاس دعا کیلئے تشریف لاتی ہیں اور اپنی جلالی طبیعت کے انداز میں باباجی سے ہم کلام ہوتی ہیں ۔ باباجی نے بھرے دربار میں فرمایا قاضی صاحب کو میرے پاس لے کر آ ؤ۔ قاضی صاحب چونکہ عالم باعمل، متقی اور بابا سائیں نور خان رحمۃ اللہ علیہ کے مجذوبانہ انداز سے دور رہتے تھے۔

وہاں جانے سے پہلوتہی کرتے تھے۔لیکن مائی صاحبہ کے بار بار اصرار کی بدولت جانے کیلئے تیار ہو گئے دربار لگا ہوا تھا، بابا سائیں نور خان رحمۃ اللہ علیہ پورے جلال میں تھے اور اپنے مخصوص انداز میں لوگوں سے محو گفتگو تھے۔

قاضی صاحب نے سلام کیا، لوگ محو حیرت تھے کہ یہ قاضی صاحب تو لوگوں کو جانے سے روکتے تھے۔آج کیسے خود چل کر یہاں آ گئے ہیں ۔ باباجی نے بیری کے پتے

توڑنے کا حکم دیا قاضی صاحب نے تین پتے توڑ کر پیش کیے اور بابا جی نے فرمایا جا اللہ تعالیٰ تجھے تین بیٹے عطا کرے گا اوران تینوں بیٹوں کی یہ یہ علامات اور خصوصیات ہوں گی۔

اللہ تعالیٰ نے قاضی صاحب کو تین بیٹے عطا فرمائے۔ قاضی صاحب بابا جی کی نگاہ کے تیر کا شکار ہو گئے اور بقول اقبال رحمۃ اللہ علیہ:

نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

اس کے بعد قاضی صاحب اور بابا جی کا ایسا تعلق قائم ہوا جو آج تک جاری و ساری ہے انہیں باصف بندگانِ خدا کے بارے میں کہا جا سکتا ہے۔

نمی دانم کہ آخر چوں دمِ دیدار می رقصم
مگر نازم برایں ذوقے کہ پیش یار می رقصم

خواجہ قاضی غلام یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ سے حُسنِ عقیدت:

مسلک اہل سنت میں ''ہدیہ انتساب'' پیش کرتے ہوئے قاضی عبدالحق ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

میں اپنی اس تالیف کو اپنے مربی و محسن زبدۃ العلماء قدوۃ وصلحا حضرت قاضی غلام یحییٰ الہاشمی صاحب قطبالوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی سے منسوب کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔ کیونکہ آپ ہی کے فیوضات عالیہ کی بدولت بندہ کو جرأت حق اور خدمت دین کی محبت نصیب ہوئی۔ ورنہ

من آنم کہ من دانم

خداوند تعالیٰ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوات دوامی کو میرے شامل

حال فرمائے۔آمین بجائے سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

گر چہ نا پا کم ولیکن دل ناز پا کاں بستہ اَم

در بہارستان عالم رخشندۂ گلدستہ اَم

صاحبزادہ محفوظ الرحمن عرف نانگا پیر رحمۃ اللہ علیہ سے رشتۂ محبت:

حضرت علامہ صاحبزادہ پیر محفوظ الرحمن عرف نانگا پیر سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت خواجہ عبدالرحمن رحمۃ اللہ علیہ چھوہر شریف ہری پور ہزارہ (حضرت علامہ پیر خواجہ عبدالرحمن چھوہروی رحمۃ اللہ علیہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت وعقیدت کے طور پر ۳۰ پاروں پر مشتمل ''مجموعہ صلوۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم''عظیم الشان علمی و روحانی کتاب لکھی ہے۔ جو متلاشیانِ حق اور درود وسلام پڑھنے والوں کیلئے تا صبح قیامت راہنمائی کرتی رہے گی) اپنے وقت کے عظیم صوفی، عالم، مبلغ اور فقیر منش انسان تھے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کی نگاہ کیمیاء کو یہ تاثیر بخشی تھی کہ جس پر آپ کی نظر کیمیا اثر پڑ جاتی وہ گناہوں سے تائب ہو کر نیکی اور پرہیز گاری کو اپنا شعار بنالیتا۔ زمانہ طالب علمی میں جامعہ اسلامیہ رحمانیہ ہری پور ہزارہ میں حضرت نانگا پیر صاحب سے قاضی عبدالحق ہاشمی کی ملاقات دوستی میں بدل گئی اور یہ رفاقت کا بندھن زندگی کے آخری ایام تک قائم رہا۔

قاضی صاحب اور نانگا پیر''یک جاں دو قالب'' کی زندہ مثال تھے چھوہر شریف میں کوئی بھی تقریب منعقد ہوتی قاضی صاحب کا خصوصی خطاب ہوتا اور نانگا پیر صاحب قاضی صاحب کے علمی اور فقہی مسائل سے آگاہی لیتے۔

اپنے تمام تبلیغی دوروں میں قاضی صاحب کو ساتھ رکھتے اور انکے جوہر خطابت سے لطف اندوز ہوتے ہوئے دادِ تحسین کے ماحول میں انکو خراج عقیدت پیش فرماتے۔

قاضی صاحب نے اپنے بیماری کے آخری دنوں میں نانگا پیر صاحب کو خط لکھا اور ملاقات کی درخواست کی لیکن زندگی نے ساتھ نہ دیا اور نماز جنازہ آپکے رفیق خاص نانگا پیر رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھائی اور نماز جنازہ کے سامعین کی خدمت میں یہ فارسی کا شعر پڑھتے ہوئے آب دیدہ ہوگئے۔

داغ ہائے سینۂ ماکم تر از یعقوب نیست
آں پدر گم کردہ ایم و ما پسر گم کردہ ایم

تصنیفی خدمات:

قاضی صاحب ایسی محترم اور برگزیدہ ہستی تھی جو ہمارے لئے مینارۂ نور سے کم نہ تھی۔ قاضی صاحب کا علمی، ادبی سرمایہ عربی، فارسی، اُردو نثر نظم پر مشتمل ہے۔ قاضی صاحب کے کلام اور نثری تالیفات مطبوعہ، غیر مطبوعہ ہیں۔ اس لئے فی الحال ان کے مجموعی علمی و ادبی سرمائے کا جائزہ اور ان کا مقام متعین کرنا ممکن نہیں ہے۔ بہر حال ان کے تخلیقات کے جو نمونے اور مثالیں یہاں دی گئی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی علمی کاوشیں اور درخشاں ترین خصوصیات ہمارے لئے مشعل راہ ہیں۔

ان کی درج ذیل تصانیف ہیں:

(۱) خزینۃ المشائخ:

دارالاشاعت فیض القرآن قطبال تحصیل کیمبل پور اٹک (مطبوعہ)

س ن، صفحات ۳۷۴، اُردو تصوف

یہ عظیم اور ضخیم کتاب تصوف کے موضوع پر اپنی مثال آپ ہے۔ اور علامہ قاضی محب النبی ہاشمی، مولانا مفتی فیض احمد، مولانا محمد سعید الرحمن، صاحبزادہ حافظ محمد صفی الرحمن، قاضی صبغۃ

اللہ، صاحبزادہ محمد اصغر علی نقشبندی، مولانا حافظ عبد الغفور، مولانا محمد عبد الوہاب، حافظ محمد عبد الرزاق اور راجہ غلام قادر غبار کی تقریظات سے اس کتاب کی اہمیت وافادیت دو چند ہو جاتی ہے۔

(۲) مسلکِ اہل سنت:

دار الاشاعت فیض القرآن قطبال تحصیل کیمبل پور اٹک (مطبوعہ)

اپنے موضوع پر مختصر مگر جامع کتاب ہے، جس میں قرآن وحدیث، صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور سلف صالحین کے ارشادات کی روشنی میں مسلک اہل سنت کو بے غبار ثابت فرمایا گیا ہے اور مخالفین کے تمام اعتراضات کا ردّ دلائل وبراہین کے اُجالے میں دیا ہے۔

(۳) اہل سنت جنتی گروہ ہے:

دار الاشاعت فیض القرآن قطبال تحصیل کیمبل پور اٹک (مطبوعہ)

یہ مختصر مگر مفید کتاب ہے جس میں آپ نے مستند حقائق و دلائل کے اجالے میں ثابت فرمایا کہ ۷۳ فرقوں میں ناجی گروہ صرف اہل سنت کا ہے۔

(۴) اذان میں حضور ﷺ کے نام پر انگوٹھے چومنا:

دار الاشاعت فیض القرآن قطبال تحصیل کیمبل پور اٹک (مطبوعہ)

اس کتاب میں آپ نے حسبِ روایت دلائل سے ثابت فرمایا کہ اذان میں انگوٹھے چومنا سلف صالحین سے ثابت ہے لہذا اس پر اعتراض کرنا مناسب نہیں ہے۔

(۵) دعوتِ عمل:

دار الاشاعت فیض القرآن قطبال تحصیل کیمبل پور اٹک (مطبوعہ)

اس میں نہایت خوبصورت انداز میں عوام کو دعوتِ عمل دی گئی ہے۔

(۶)جواھراتُ الادب:

دارالاشاعت فیض القرآن قطبال تحصیل کیمبل پور اٹک (مطبوعہ)

(۷)اھل سنت والجماعت مع تقلید امام ابو حنیفه رحمۃ اللہ علیہ:

دارالاشاعت فیض القرآن قطبال تحصیل کیمبل پور اٹک (مطبوعہ)

اس کتاب میں تقلید کی ضرورت اور اہمیت کونہایت عام فہم انداز میں صفحۂ قرطاس پر لائے ہیں اور حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت کواجاگرفرمایا ہے۔

(۸)ترغیب الصلوۃ:

دارالاشاعت فیض القرآن قطبال تحصیل کیمبل پور اٹک (مطبوعہ)

اس میں فریضۂ نماز کے حوالے سے قلم اُٹھایا گیا ہے اور مسلمانوں کونماز کی ترغیب دلائی گئی ہے اپنے موضوع پرنہایت اہم ہے۔

(۹)داڑھی کی شرعی حیثیت: (غیر مطبوعہ)

داڑھی ہمارے آقاومولا حضرت مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت اور محبت کی نشانی ہے۔حضرت قاضی صاحب نے اس کتاب میں داڑھی کی شرعی حیثیت کونہایت احسن انداز میں رقم فرمایا ہے۔

(۱۰)حیلة القرآن لنجات العصیان (غیر مطبوعہ)

حیلۃ الاسقاط کے موضوع پر لاجواب کتاب ہے آپ نے اس عملِ خیر کوقوی دلائل کی روشنی میں ثابت فرمایا ہے۔

(۱۱)غوث الاعظم اور گیارھویں شریف (غیر مطبوعہ)

اس کتاب میں حضور غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے احوال وآثار پر قلم اُٹھایا ہے اور اپنی عقیدت و محبت کا اظہار نہایت خوبصورت پیرائے میں فرمایا ہے نیز گیارھویں شریف کے حوالے سے

بھی نہایت مثبت انداز میں گفتگو فرمائی ہے۔

(۱۲) **حضور پُر نور** ﷺ (غیر مطبوعہ)

اس کتاب میں سرکارِ دو عالم حضرت محمد مصطفی کی نورانیت کے حوالے سے دلائل جمع کیے گئے ہیں۔اور عدمِ سایہ کا بھی اثبات فرمایا ہے۔

(۱۳) **انساب الهاشمی** (شجرہ نسب) (غیر مطبوعہ)

اس میں اپنے اجداد کا شجرۂ نسب کی تفصیل دی گئی ہے اور کاندانی پسِ منظر سے پردہ اُٹھایا گیا ہے۔

(۱۴) **کشف النجوم** (تعویزات پر مشتمل) (غیر مطبوعہ)

شیخ الجامعہ علامہ محب النبی الهاشمی رحمۃ اللہ علیہ کی نظرِ التفات:

خزینۃ المشائخ میں حضرت شیخ الجامعہ پیر محب النبی ہاشمی ﷺ اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

کتاب خزینۃ المشائخ کے مضامین کا مطالعہ اس خادمُ العلماء نے کیا۔ جس سے معلوم ہوا کہ کتاب ہذا ایک صحیح عالم فاضل معلم کی حیثیت رکھتی ہے اور اپنے مصنف کے علمی کمال کی آئینۂ تاباں ہے۔

حضرت قاضی صاحب کو شیخ الجامعہ سے اتنی عقیدت و محبت تھی کہ اُن کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے رہتے اور ان کا ادب واحترام بجالاتے۔اُسی عقیدت کا اثر تھا کہ اپنے بیٹے راقم کے نکاح کا عقد حضرت شیخ الجامعہ کی نواسی سے کیا۔

انجمن فیض الاسلام:

ماہنامہ فیض الاسلام راولپنڈی کے بانی ومہتمم جناب راجہ غلام قادر غبار ''خزینۃ المشائخ ''میں اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

خزینۃ المشائخ مؤلفہ قاضی عبدالحق ہاشمی صاحب کے مسلک تصوف کا گراں مایہ معلومات کا ذخیرہ ہے۔ جو مشائخ وعلماء اور عوام کیلئے یکساں مفید ہے۔ مؤلف نے پیچیدہ مسائل تصوف کے سمندر کو کوزے میں بند کر دیا ہے۔ مسائل علمیہ کی طرز تحریر دلربا اور اشعار کی موزونیت سے بے حد دلچسپی پیدا کی گئی ہے۔ طرفہ یہ کہ تمام مسائل کو شریعت نبوی علیہ السلام سے وابستہ کر کے مؤلف نے علماء ومشائخ سے خراج تحسین حاصل کیا ہے۔ اس کتاب کا مطالعہ ہزاروں کتب تصوف کی موجودگی میں نمایاں حیثیت رکھتا ہے۔ (ملخصًا)

فیض الاسلام کے بانی اور ادارے سے قریبی تعلق کی وجہ سے آپ کو فیض الاسلام دو بیرون کلر سیداں کا منیجر مقرر کر دیا گیا۔ آپ نے ادارے کی ترقی اور خوشحالی کیلئے علاقہ کے با اثر لوگوں سے ملاقاتیں کر کے ادارے کی کامیابی کیلئے جدوجہد کی۔ نلہ مسلماناں، گھڑ ہالہ اور دور دراز تک انجمن فیض الاسلام کا پیغام عام کیا۔

باغ سرداراں راولپنڈی میں برکت علی ماڈل سکول کے ساتھ کچھ عرصہ کیلئے وابستہ ہوئے اور سید رحم دل شاہ صاحب (باہتر) کے ساتھ مل کر ادارے کیلئے نیک نامی کا سبب بنے۔ اُس کے بعد قائداعظم پبلک سکول قطبال کا قیام عمل میں لایا اور سوشل ویلفیئر کے زیر اہتمام دستکاری سکول قطبال کی بنیاد رکھ کر خواتین کو سلائی، کڑھائی کے فن سے آگاہی دی۔ زکوٰۃ وعشر کمیٹی قطبال میں فعال کردار ادا کیا۔ علماء ومشائخ اور پیران عظام سے عقیدت و محبت کا اظہار فرماتے۔ حضرت علامہ قاضی شمس الدین قریشی (حسن ابدال) سے خاندانی تعلق تھا۔ علامہ صاحب ایک کتاب اتحاد امت اور مضمون کی تیاری کیلئے قطبال تشریف

لائے آپ نے انہیں بھرپور تعاون پیش کیا۔ چھوہر شریف تشریف لے جاتے وقت سالک آباد شریف میں یادگار اسلاف فنا فی الرسول علامہ پیر عبد الصبور منشور بیگ رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوتا اور علمی وادبی حوالوں سے اور تصنیف و تالیف کے حوالے سے بھی مشاورت ہوتی اور اپنے چچازاد بھائی ٹھیکیدار محمد یونس سے بھی شرف ملاقات ہوتا۔

خاندان میں نمایاں مقام:

خاندان میں بڑے ہونے کی وجہ سی ''لالہ جی'' کے لقب سے پکارے جاتے تھے تمام برادری والے اپنے معاملات میں آپ سے راہنمائی لیتے اور ہر مسئلے کے حل کیلئے آپ کی طرف دیکھا جاتا۔ اسی احترام کی بدولت خاندان میں پیدا ہونے والے بچوں کے نام آپ کے نام عبدالحق میں ''الحق'' کواخذ کرتے ہوئے نام رکھے جاتے رہے جو خاندان میں آپ کی مقبولیت کا منہ بولتا ثبوت ہے جیسا کہ انوار الحق، افتخار الحق، اعجاز الحق، احتشام الحق، حبیب الحق، سلطان الحق، عرفان الحق، ریاض الحق، اسرار الحق وغیرہ۔

آپ کے رضاعی بھائی مولوی عبد الصالح، مولوی عبد الحنان آپ کا ادب و احترام والد کی حیثیت سے کرتے تھے۔

درگارہ غوثیہ گولڑہ شریف سے فیضِ نسبت:

حضرت قبلہ پیر سید غلام محی الدین عرف بابو جی رحمۃ اللہ علیہ سے عقیدت ومحبت کا یہ عالم تھا کہ ان کی محفل میں شرکت کرتے اور فیض غوثیہ سے فیض یاب ہوتے۔ ان کی دست حق پرست پر بیعت کی اور اُس انداز میں اپنے آپ کو رنگنے کی کوشش کی اور اپنے بچوں کو بھی اس درگاہ سے منسلک کیا اور عقل و دل و نگاہ کا مرشد خانہ اور عشق ومحبت کا مرکز اسی درگاہ کو قرار دیا۔

عقل و دل نگاہ کا مُرشد اولیں ہے عشق
عشق نہ ہو تو شرع و دیں بتکدۂ تصوارات

گولڑہ شریف میں حاضری اور محفل میں شرکت آپ کا معمول تھا۔ ایک بار اپنے بڑے بیٹے شہزادہ قاضی سلطان الحق ہاشمی کو لے کر درگاہ غوثیہ گولڑہ شریف تشریف لے گئے اور بڑے لالہ جی رحمۃ اللہ علیہ، چھوٹے لالہ جی رحمۃ اللہ علیہ اور حضور نصیر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی موجودگی میں لندن جانے کی دعا کی درخواست کی۔ حضور پیر سید نصیر الدین نصیرؔ نے اس شعر کے ساتھ دعا کے ساتھ رخصت کیا۔

لندن میں جاؤ گے بگڑ جاؤ گے وشواش یہی ہے
میرے پاس رہو تم بڑا پاس یہی ہے

تحریک ختمِ نبوت میں کردار:

ابو الحقائق علامہ قاضی عبد الحق ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ نے تحفظ ختمِ نبوت کے لیے بھرپور کردار ادا کیا تھا۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختمِ نبوت میں مولانا عبد الحنان ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ شیخ الجامعہ علامہ مفتی محب النبی رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں شامل رہے۔ قطبال، فتح جنگ اور بھوئی گاڑ میں ختم نبوت کے پروگراموں میں شریک ہوئے اور ختمِ نبوت کے موضوع پر نہایت شاندار خطبات ارشاد فرمائے۔ اس تحریک میں آپ نے قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کیں تھیں۔ اسی طرح ۱۹۷۴ کی تحریک ختمِ نبوت میں بھی آپ نے نمایاں طور پر حصہ لیا تھا۔

امامت و خطابت:

جامع مسجد قطبال میں امام و خطابت کے فرائض سرانجام دیتے ہوئے ایک شرعی مسئلہ کے موقعہ پر کلمہ حق کہتے ہوئے ناحق کو تسلیم نہیں کیا اور خطابت سے الگ ہو گئے۔ بعد

ازاں مسجد ملکاں میں امامت کے منصب پر فائز ہوئے۔ملک عبدالمجید اور دوسرے احباب کے ساتھ مل کر دین کی سر بلندی کیلئے کام کیا اور مختلف اسلامی تقاریب میں اپنے رفیق خاص صاجزادہ محفوظ الرحمن عرف نانگا پیر کو خطاب کیلئے خصوصی طور پر مدعو کرتے اور جامع مسجد محمدی چوہڑ چوک راولپنڈی میں خطابت کا فریضہ بھی سرانجام دیا۔

اساتذہ کرام:

۱۔ مولانا غلام غوث قریشی ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ

۲۔ مولانا مفتی حکیم عبدالحئ قریشی ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ

۳۔ مولانا محب النبی ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ

۴۔ مولانا خواجہ غلام یحییٰ ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ

وفات حسرت آیات:

آپ کی تاریخ ۲۵ جون ۱۹۹۳ء بمطابق ۴ محرم الحرام ۱۴۱۴ھ بروز جمعرات قطبال میں آپ کا مزار مرجع خاص وعام ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو بلند فرمائے۔امید ہے کہ علم و ادب کے حلقوں میں اس علمی کاوشش کو پذیرائی حاصل ہوگئی اور تاریخ کے اوراق میں قاضی صاحب کی خدمات اور یادیں محفوظ رہیں گئیں۔ان شاء اللہ

اللہ والوں کا کام اللہ اللہ کرنا ہے اور اللہ کے احکامات کو مان کر لوگوں تک اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانا ہے۔

حضور پیر سید نصیر الدین نصیرؔ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

تسکین کا پیغام ہے اللہ اللہ
قفلِ حاجات کی یہ کنجی ہے نصیرؔ

اولادِ امجاد:

اللہ تعالیٰ نے آپکو چار بیٹوں کی نعمت سے مالا مال کیا تھا۔آپ کے ایک بیٹے بچپن میں وفات پا گئے تھے۔

۱) قاضی شہزادہ سلطان الحق ہاشمی:

تاریخ پیدائش: ۲ ستمبر ۱۹۶۲ء

ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد راولپنڈی حضور مصلح امت حضور پیر سید حسین الدین شاہ صاحب کے پاس اسلامی تعلیم وتربیت کے لیے داخل کروایا۔ بعد میں پاکستان آرمی میں خدمات سرانجام دینے کے بعد سوشل اور فلاحی کاموں میں مشغول ہو گئے۔

۲۰۱۳ء کے قومی وصوبائی اسمبلی کے الیکشن میں جمعیت علماء پاکستان کے NA-59 اور PP-17 کے دونوں حلقوں سے حسن ابدال فتح جنگ کے الیکشن میں حصہ لے کر ''نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسمِ شبیری'' کا حق ادا کیا۔ان کے بیٹے شہزادہ احتشام الحق ہاشمی ایک ہونہار طالب علم ہیں، اللہ دین ودنیا میں کامیابی عطا فرمائے۔

۲) قاضی شہزادہ عرفان الحق نیرؔ:

تاریخ پیدائش ۲۶ اپریل ۱۹۶۷ء

۱۹۹۳ء میں گورنمنٹ ہائی سکول قطبال میں میٹرک کا امتحان پاس کرنے کے بعد جامعہ رضویہ انوار العلوم واہ کینٹ میں زیر سرپرستی مفکر ملت حضور پیر عبد القادر مدظلہ العالی سے سند فراغت حاصل کی۔ ادیب عربی، فاضل عربی، دورۂ حدیث مکمل کرنے کے بعد ۱۹۹۰ء میں سند فراغت حاصل کی۔

''فیضان مصطفیٰ'' کی نشر واشاعت میں پیر سید صابر حسین شاہ بخاری برہان شریف کے ساتھ مل کر اہلِ قلم کے ساتھ رابطہ قائم کیا۔ گورنمنٹ ہائی سکول باہتر میں اور بعد میں گورنمنٹ ہائیر سیکنڈری حسن ابدال میں اپنے فرائض منصبی ادا کر رہے ہیں۔

۲۰۰۲ء میں جامع مسجد غوثیہ رضویہ بھوئی شریف میں امامت وخطابت کے منصب پر فائز رہ کر اپنے خاندان کے مشن کو جاری رکھا۔ یکم ربیع الاول ۲۰۰۶ء میں سید عرفان حسین شاہ گیلانی کیساتھ مل کر تنظیم اہل سنت احاطہ تحصیل ٹیکسلا ضلع راولپنڈی کا قیام عمل میں لا کر اس کا صدر مقرر رہوا۔

۲۳ مارچ ۲۰۱۶ء کو محمد عمران اعوان کیساتھ مل کر جذبہ ویلفیئر سوسائٹی احاطہ کے چیئرمین بنا اور ۱۲ اپریل ۲۰۱۸ء کو مجلس اوراق مقدسہ احاطہ کے پلیٹ فارم سے علاقہ پنج کھٹہ میں قرآن پاک کے بوسیدہ اور شہید اوراق کو باعزت واحترام تدفین کیلئے قرآن محل کا قیام عمل میں لایا۔

تحریک کے بانی وکنونیئر کے طور پر کام شروع کیا اور حاجی مولا داد خان، رفاقت خان، حاجی عرفان خان چیئرمین یونین کونسل گڑھی سکندر، علامہ خالد محمود ہزاروی، علامہ عاصم سعید قادری کیساتھ مل کر ''قرآن محل'' سالارگاہ کا افتتاح کیا۔

نظریہ پاکستان سوسائٹی گورنمنٹ ہائیر سیکنڈری سکول حسن ابدال کے جنرل سیکرٹری کے طور پر کام کیا۔ مختلف اخبارات، رسائل وجرائد میں ''ضیائے حرم، فیضان مصطفیٰ، کنز الایمان میں مختلف مضامین شائع ہوئے۔ شہزادہ اُسامہ حسنین ہاشمی میرے بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں، اللہ دین ودنیا میں کامیابی عطا فرمائے۔

ممتاز کالم نگار علمی وادبی شخصیت عطاء الرحمن چوہدری نوائے وقت، اوصاف میں لکھتے ہیں:

شہید قرآنی اوراق کی حفاظت

بتاریخ ۷ اپریل ۲۰۱۸ء

دنیا بھر میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب قرآن مجید فرقان حمید ہے یہ آخری الہامی کتاب بڑی عظمت کی مالک ہے۔ اس کتاب کے ساتھ محبت کے آداب بھی اتنے عظمت اور شان والے ہیں مگر ہمارے ہاں قرآن مجید سے محبت کا بس یہی طریقہ معروف ہے کہ برکت کیلئے اسکی تلاوت کر لی جائے یا فضائل بیان کر دیئے جائیں یہ سب باتیں اپنی جگہ بجا اور اہمیت کی حامل ہیں اور ان کی اہمیت و فضلیت سے انکار ممکن نہیں۔ سمجھنے کی بات یہ ہے کہ قرآن مجید کے ہم پر بہت سے حقوق و فرائض ہیں۔

قرآن مجید کے ساتھ محبت کا تقاضا ہے کہ اسکی عمدہ، معیاری، پائیدار اور خوبصورت کاغذ پر طباعت و اشاعت کی جائے۔ اعلیٰ و نفیس کتابت، خوبصورت و پائیدار جلد بندی کی جائے۔ ایک حق یہ بھی ہے کہ شہید قرآنی اوراق کی مناسب طریقے سے حفاظت بھی ایمان کا حصہ ہے اسی طرح ناشران کمپنیز کا بھی یہ فرض ہے کہ اپنے طور پر قرآن مجید کے تقدس کو ملحوظ رکھتے ہوئے اسکی طباعت و اشاعت کیلئے عمدہ و معیاری کاغذ استعمال کیا جائے۔ لیکن ہمارے ملک میں ہوسِ زر نے اکثر ناشران کو اندھا کر رکھا ہے اور اُنھوں نے بھی قرآن مجید جیسی مقدس کتاب کو اپنی کمائی کا ذریعہ بنا رکھا ہے۔ بلاشبہ اسلام میں تجارت کو حلال قرار دیا گیا ہے۔ بلکہ تجارت کو باعث فضلیت قرار دیا ہے۔

اسی لئے قرآن مجید کی طباعت کے عوض مناسب ھدیہ وصول کرنے میں کوئی پابندی وممانعت نہیں تاہم پرنٹنگ پریس اور ناشران کا بھی یہ فرض ہے کہ و مناسب منافع کے ساتھ قرآن حکیم کی طباعت و اشاعت کیلئے معیاری اور خوبصورت کاغذ کا استعمال کریں۔ دیکھنے میں یہ آیا ہے کہ اکثر ناشران نے قرآن مجید فرقان حمید کے تقدس کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اسے صرف اور صرف کمائی کا ذریعہ بنالیا ہے اور طباعت کیلئے غیر معیاری کاغذ کا استعمال شروع کردیا ہے۔

اس سے تو ایک طرف ہم عذاب الٰہی کا شکار ہوتے جا رہے ہیں اور دوسری طرف قرآن مجید کے اوراق کی شہادت کا گراف بھی بہت زیادہ بڑھ گیا ہے۔ یہ بات سمجھنے اور سوچنے کی ہے کہ غیر معیاری کاغذ پر قرآن مجید کی طباعت اور شہید قرآنی اوراق کی حفاظت سے غفلت یہ دونوں باتیں توہین قرآن اور عذاب الٰہی کے زمرے میں آتی ہے۔

یہ بات بھی معلوم ہے کہ قرآن مجید کی توہین کا ارتکاب کرنے والے کسی بھی عزت ومنزلت کے مقام ومرتبہ پر فائز نہیں ہوسکتے۔ مقامِ شکر ہے کہ حکومت پنجاب نے حالات کی سنگینی کا جائزہ لیتے ہوئے قرآن مجید کی طباعت و اشاعت کے معیار کو بہتر بنانے اور شہید اوراق کی حفاظت کیلئے پنجاب قرآن بورڈ قائم کیا ہے۔

مقدس اوراق کی حفاظت کی خاطر تربیلا آباد کالونی احاطہ تحصیل ٹیکسلا میں ممتاز نعت گوشاعر اور ماہر تعلیم قاضی عرفان الحق نیئرؔ کی پرخلوص کاوشوں سے گذشتہ

روز علاقے کے ممتاز عالم دین علامہ خالد محمود ہزاروی، علامہ عاصم سعید قادری، حاجی صابر جمیل، عطاء الرحمن چوہدری، سید عرفان حسین شاہ، سید وحید شاہ، حافظ الیاس، محمد عمران اعوان، محمد صدیق اعوان ایڈووکیٹ، اعجاز عبد الرحمن عباسی، صفدر عباسی، طارق محمود، ملک داؤد، وقاص عطاری، محمد حسنین عطاری، رفاقت خان اور حاجی شوکت کی زیر نگرانی ''**مجلس تحفظ اوراق مقدسہ احاطہ**'' کے نام سے ایک خوبصورت تنظیم کا قیام عمل میں لایا گیا ہے اور یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ لوگ جس طرح سے صاف پانی میں یہ اوراق بہانے پہ مجبور ہیں لیکن کہیں نہ کہیں سے گندہ پانی ضرور اس مصفا پانی میں شامل ہو جاتا ہے۔ اس طرح سے اس مقدس کتاب کی مزید بے توقیری ہو جاتی ہے۔ گلشن تحفظ اوراق مقدسہ (قرآن محل) کے زیر غور منصوبے کیلئے ایک زمین کا ٹکڑا ضرورت ہے جہاں کنواں بنا کر ''پھولوں کی خوشبو'' میں ان قرآن پاک کے اوراق کو دفن کیا جا سکے۔ فیصلہ کیا گیا ہے کہ علاقہ بھر کی مختلف مساجد و مقامات پر گرین باکسز آویزاں کیے جائیں گے اور علماء، اساتذہ، معاشرہ کی سدھار میں متحرک لوگ عوام الناس کو شعوری بیداری دے کر قرآن مجید کے شہید اوراق کو ان باکسز میں ڈالیں گے جو مساجد اور مختلف اہم چوراہوں پر لگائے جائیں گے۔ قرآن مجید کے شہید اوراق کو جمع کرنے کیلئے ایک دفتر میں جمع کرنے کا آغاز کر دیا ہے۔

ان شاء اللہ جلد ''قرآن محل'' بھی پایہ تکمیل تک پہنچ جائے گا۔ بلاشبہ قرآن مجید کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے لے رکھا ہے اور اقراء کے نزول سے سے لے کر تا صبح قیامت اس کے زیر، زبر، نقطہ کسی بھی آیت کریمہ میں دنیا کا بڑا

سے بڑا توحید و رسالت کا منکر بھی تحریف نہ کر پائے گا اور قیامت تک اللہ رب العزت نے اس کی حفاظت کا ذمہ خود اٹھا رکھا ہے۔

قارئین کرام ! اللہ رب العزت سے دعا گو ہوں کہ وہ صاحبزادہ قاضی عرفان الحق نیرؔ اور اُنکی ٹیم کے نیک عمل کو شرف قبولیت بخشتے ہوئے اس نیک اور عظیم سعادت مندی کے کام کو اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرمائے۔آمین

۳) قاضی شہزادہ سلطان العارفین رومی:

تاریخ پیدائش 25 مارچ 1970ء

قاضی عبد الحق ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ سے بے حد درجہ عقیدت و محبت تھی ۔ان کے اشعار اور اقوال کا ذکر ان کا معمول تھا۔اسی وجہ سے اپنے سب سے چھوٹے بیٹے کا نام رومی رکھا اور مولانا جلال الدین رومی کی نسبت سے ان کو منسلک کیا رومی صاحب کے بیٹے صاحبزادہ سبط الحسن احمد کو اللہ تعالیٰ دین و دنیا میں ترقی عطا فرمائے۔

علمائے بھوئی گاڑ

مولانا حافظ شیخ احمد ہاشمی

مولانا حافظ شیخ احمد بن قاضی بن عباس مولانا شیخ سنت اللہ (خلیفہ حضرت شیخ محمد یحیٰ المعروف حضرت بابا اٹکی نقشبندی مجددی) بن قاضی عبدالوہاب بن قاضی عبدالعزیز بن قاضی علی احمد موضع میانہ موہڑہ نزد دولتالہ تحصیل گوجرخان ضلع راولپنڈی کے ہاشمی خاندان میں پیدا ہوئے۔

علوم ظاہری کی تعلیم پوٹھوار اور نواں شہر ہزارہ کے مدارس سے حاصل کی۔ اعلیٰ کتب کی تعلیم بیرون لاہوری دروازہ پشاور شہر میاں مصطفی جی سے حاصل کی۔ حضرت مولانا محمد علی مکھڈی خلیفہ حضرت خواجہ شاہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہم درس تھے۔ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں اپنے والدِ گرامی کے فیض یافتہ اور خلیفہ مجاز تھے۔

فراغتِ علوم دینیہ کے بعد کچھ عرصہ موضع نکو نزد حسن ابدال میں درس و تدریس کرتے رہے۔ ایک دفعہ وطن واپس جا رہے تھے کہ رات موضع بھوئی گاڑ میں قیام فرمایا۔ آپ کے ہمراہ چند طلباء بھی تھے۔ عوامِ علاقہ کی استدعا پر یہاں ہی غزنوی عہد کی مسجد میں درس و تدریس شروع کر دی۔

بعد ازاں مغلیہ عہد کی چٹی مسجد (سفید مسجد چونا گچ سے بنی ہوئی) میں منتقل ہو گئے۔ دور دراز سے طلباء حفظ قرآن پاک، صرف و نحو اور دیگر کتب پڑھنے کیلئے آپ کی خدمت میں آتے تھے۔ جنگ مجاہدین ہزارہ ۱۸۳۱ء کے بعد ۱۸۳۳ء میں مہاراجہ رنجیت سنگھ خود بھوئی گاڑ آیا تا کہ باغیوں کو سخت ترین سزائیں دے۔

مگر مجاہدین روپوش ہو گئے اس دوران آپ ہزارہ کے پہاڑی علاقے میں موضع

حاجیہ نزد ناڑہ کرڑ الاں میں چند سال مقیم رہے۔ حضرت مولانا محمد علی مکھڈی سے بڑے گہرے روابط اور باہم آمد ورفت بھی تھی۔

ایک بار حضرت خواجہ زین الدین سجادہ نشین مکھڈ شریف ۱۲۶۳ھ بمطابق ۱۸۴۷ء میں آپ سے ملاقات کیلئے بھوئی گاڑ تشریف لائے تھے۔ آپ کا وصال ۱۲۶۴ھ بمطابق ۱۸۴۸ء میں ہوا اور آپ قبرستان پیر جھنڈے شاہ (چن شاہ بابا) بھوئی گاڑ میں مدفون ہیں۔

علم وادب کا نیر تاباں

مولانا خواجہ قاضی محمد شفیع ہاشمی

مولانا قاضی محمد شفیع ہاشمی بن مولانا حافظ شیخ احمد ہاشمی بھوئی گاڑ تحصیل حسن ابدال ضلع اٹک کے مشہور علمی خاندان میں پیدا ہوئے حضور اعلیٰ پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی ﷺ آپکے بارے میں لکھتے ہیں:

استاذی و مولائی ، کشاف ، معضیلات حقائق ، حلال مشکلات وقائق ، ماھر منقول و معقول، واقف فروع و اصول، اسوہ علمائے اعصار، قدوۃ وفضلا ، اعصار مفتی فتاویٰ متکلہ ، مقتدائنا الاجل ، مولانا و مولیٰ الکل ابو البرکات ، ماحی البدعات جناب مولانا مولوی محمد شفیع۔

قرآن مجید وعربی فارسی کی ابتدائی کتب والدگرامی سے پڑھیں صرف ونحو کی تعلیم مولانا سید احمد سے ملکیار ہری پور ہزارہ میں حاصل کی سلم وشرح سلم کی تعلیم مولانا کعب ظہیر و مولانا حسن الدین سے اخلاص نزد پنڈی گھیب میں حاصل کی۔ معانی ، فقہ اصول فقہ اور عقائد کی تعلیم مکھڈ شریف میں حضرت مولانا محمد علی مکھڈ ی سے مکھڈ شریف میں حاصل کی اعلیٰ کتب کی تعلیم ہندوستان میں حاصل کیں۔

سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں والدگرامی کے فیض یافتہ تھے، مگر بعد ازاں حضرت مولانا محمد علی قریشی مکھڈی سے بعیت ہوکر تصوف وسلوک کی تعلیم حاصل کی فراغت علوم ظاہری و باطنی کے بعد تمام عمر بھوئی گاڑ ، مکھڈ شریف موضع دامان علاقہ چھچھ ، موضع نوشہرہ جدون نزد ہزارہ اور مدرسہ محدث مصطفیٰ آباد ڈونک میں درس وتدریس کی بے پناہ علمی خدمات

سرانجام دیں۔آپکا وصال ۲۴ وصال ذی القعد ۱۲۹۱ھ بمطابق ۱۳ جنوری ۱۸۷۵ء میں ہوا بھوئی گاڑ محلہ گاڑ کے قبرستان میں دفن ہوئے قبر پر لوح مزار لگی ہوئی ہے۔

آپکی شادی موضع دندی تحصیل پنڈی گھیب کے ایک عالم مولانا حکیم نظام الدین صاحب کی صاحبزادی سے ہوئی تھی اولاد میں ایک فرزند حضرت مولانا قاضی محمد جان المعروف قاضی غلام جان ہاشمی اور ایک بیٹی فاطمہ تھی۔

مولانا محمد جان ہاشمی

مولانا محمد جان ہاشمی ابن مولانا محمد شفیع ایک نوجوان عالم دین تھے جو اپنے والد گرامی کی زندگی کے آخری ایام میں اپنی تعلیم مکمل کر کے بھوئی آ کر ان کے زیر سایہ پڑھانے لگے اور ان کی وفات کے بعد بھی اس تدریسی فریضہ کو جاری وساری رکھا۔

اپنے والد گرامی کی وفات کے دو سال بعد ۲۴ جمادی الاوّل ۱۲۹۴ھ/ ۸ جون ۱۸۷۷ء بروز جمعۃ المبارک کو آپ نے بھی سفر آخرت اختیار فرمالیا۔غیر شادی شدہ تھے۔ بھوئی گاڑ کے قبرستان میں ابدی نیند سو رہے ہیں۔

مولانا عبدالنبی ہاشمی المعروف فقیر صاحب پوئی

حضرت مولانا عبدالنبی ہاشمی بن حضرت مولانا قاضی امیر حمزہ ہاشمی ۱۲۶۲ھ بمطابق ۱۸۴۷ء کو بھوئی گاڑ تحصیل حسن ابدال ضلع اٹک کے مشہور اہل علم ہاشمی خانوادے میں پیدا ہوئے۔ قاضی نواب علی جدون ہزاروی نے اپنی قلمی خودنوشت آپکا اسم گرامی غلام نبی اور عبدالنبی لکھا ہے اور کہتے ہیں فقیر صاحب پوئی کے نام سے مشہور تھے۔

آپکی والدہ محترمہ حضرت مولانا حکیم نظام الدین قریشی ساکن دندی تحصیل پنڈی گھیب کی صاحبزادی تھیں۔ قرآن مجید عربی فارسی کی منظوم درسی کتب اور صرف، نحو و منطق اپنے چچا محترم فاضل اجل حضرت مولانا قاضی محمد شفیع سے پڑھیں۔

۱۲۷۸ھ بمطابق ۱۸۶۱ء میں والد محترم مزید تعلیم کیلئے مکھڈ شریف لے گئے۔ مولانا محمد الدین مکھڈی لکھتے ہیں۔ مولوی عبدالنبی صاحب ساکن بھوئی کو ان کے والد صاحب حضرت زینت الاولیاء کی خدمت میں لائے اور عرض کیا کہ اپنا لڑکا آپکی خدمت میں لایا ہوں، علم ظاہری و باطنی میں آپ سے میں اس کو کامل لوں گا۔

حضرت نے اس وقت کچھ نہ فرمایا اور اسباق مولوی عبدالنبی صاحب کے شروع کر دیئے۔ چند دن کے بعد حضرت (مولانا زین الدین صاحب) نے خود فرمایا! کہ مولوی جی تمہارے اسباق تو شروع ہو گئے ہیں تو بیعت بھی کرلو۔ مولوی عبدالنبی صاحب نے انکار کیا کہ میں ابھی بیعت نہیں کرتا اس رات جب مولوی صاحب سوئے تو خواب میں دیکھا کہ میدانِ قیامت برپا ہے اور بعض لوگ حساب و کتاب سے فارغ ہو کر بہشت کی طرف جا رہے ہیں مولوی صاحب موصوف لکھتے ہین کہ میں بھی اس گروہ میں شامل ہو کر بہشت کی طرف روانہ ہوا جب میں بہشت کے دروازہ پر پہنچا تو دیکھا کہ حضرت زینت الاولیاء

دروازہ بہشت پر تشریف فرما ہیں اور لوگوں کو بہشت میں داخل فرما رہے ہیں۔ جب میں پہنچا تو حضرت نے فرمایا تم ابھی ٹھہر جاؤ اس خواب سے جب مولوی صاحب بیدار ہوئے تو تہجد کا وقت تھا اسی وقت اٹھ کے بارہ دری میں آئے دیکھا کہ حضرت زیت الاولیاء نماز تہجد کیلئے وضو فرما رہے ہیں۔ اسی وقت بیعت کے متعلق عرض کر کے مشرف بیعت ہوئے۔

فراغت علوم ظاہری کے بعد مزید ایک سال پیر و مرشد کی خدمت عالی میں رہ کر باطنی تربیت حاصل کی۔ اکثر علوم وفنون کے ساتھ ساتھ ظاہری و باطنی تربیت بھی حاصل کی۔ آپ کے اساتذہ میں مولانا خورشید لنگڑیال تحصیل پنڈی گھیب کا نام بھی ملتا ہے۔ ۱۲۹۱ھ بمطابق ۱۸۷۴ء آپ لنگڑیال میں تھے۔ اکثر پیر و مرشد کے ہمراہ تونسہ شریف، مہار شریف اور پاکپتن شریف کے سفر پر ہمراہ ہوتے تھے۔

حدیث شریف کی مشہور کتاب صحیح بخاری شریف آخری عمر میں ۱۳۰۰ھ بمطابق ۱۸۸۲ء میں حضرت مولانا پیر مہر علی شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی تھی۔ اپنے دور کے نامور عالم، ولی کامل، مصنف، شاعر اور مدرس تھے۔ حضرات مشائخ عظام سلسلہ چشتیہ نظامیہ سیلمانیہ زیارت حضرت مولانا محمد علی مکھڈ شریف کے احوال پر فارسی میں ایک عمدہ کتاب ”تذکرۃ المحبوب“ ۱۳۰۶ھ میں تصنیف فرمائی جو بنیادی ماخذ کا درجہ رکھتی ہے۔

اس کے علاوہ رسالہ ”جواز سماع“، حاشیہ بر شرح مراح الارواح (فارسی) اور حاشیہ برشرح عقائد (عربی) بھی آپ کی تحقیقات میں شامل ہیں۔

۸ رمضان المبارک ۱۳۱۱ھ بمطابق ۱۵ مارچ ۱۸۹۴ء کو فوت ہو کر محلہ پنڈ شرقی بھوئی گاڑ میں اپنے آبائی قبرستان خاندان میں دفن ہوئے۔ آپکی شادی اپنے عم محترم مولانا قاضی محمد شفیع ہاشمی کی صاحبزادی بی بی فاطمہ سے ہوئی۔ اولاد میں ایک بیٹی بی بی خدیجہ تھیں۔

جن کا نکاح اپنے برادر زادے مولانا محمد غوث بن مولانا احمد الدین ہاشمی سے کیا۔ جو ۱۳۲۵ھ بمطابق ۱۹۰۷ء کو مرض طاعون کی وبا میں بیمار ہو کر فوت ہو گئیں۔

مولانا احمد الدین ہاشمی

حضرت مولانا احمد الدین ہاشمی بن حضرت مولانا قاضی امیر حمزہ ہاشمی بھوئی گاڑ تحصیل حسن ابدال علاقہ پنج کھٹہ ضلع اٹک کے مشہور علمی خاندان میں (۱۲۷۷ھ/۱۸۶۱ء) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم والد ماجد اور عم بزرگوار فاضل اجل حضرت مولانا قاضی محمد شفیع قریشی سے حاصل کی۔ منطق و فلسفہ کی کتابیں بڑی عمر میں حضرت پیر صاحب گولڑہ سید مہر علی شاہ صاحب سے پڑھیں دورہ حدیث کی کتابیں سکندر پور ضلع ہری پور ہزارہ میں مولانا احمد سے پڑھیں۔ سلسلہ چشتیہ نظامیہ میں حضرت خواجہ فقیر احمد صاحب میرا شریف خلیفہ حضور اعلیٰ خواجہ محمد فاضل شاہ صاحب کے دست گرفتہ اور فیض یافتہ تھے۔

مولانا سید شاہ حسین گردیزی نے اپنی کتاب ''تجلیات مہر انور'' میں آپ کا ذکر حضرت پیر صاحب گولڑہ کے خلفاء و تلامذہ میں کیا ہے۔ آپ ان کے شاگرد تھے مرید نہ تھے۔ آپ نے تمام زندگی درس و تدریس میں بسر کی۔

آپ کا انتقال بھی خانقاہ فاضلیہ گڑھی افغاناں میں ہوا اور میت بھوئی گاڑ لا کر دفن کی گئی۔ حضرت ثالث رحمۃ اللہ علیہ آپ کے برادران اور حضرت سید لعل شاہ صاحب۔ حضرت فقیر جی صاحب کشمیری مولانا فیض علی، حضرت حافظ غلام احمد المعروف حافظ جی صاحب اور بہت سے حضرات میت کے ہمراہ بھوئی گاڑ تشریف لائے۔

مولانا عبدالرزاق خطیب مرکزی جامع مسجد واہ کینٹ فرماتے ہیں کہ!

استاد مکرم حضرت مولانا احمد الدین ہاشمی آخری عمر میں سفر زیادہ کرتے اور یہ دعا کرتے کہ اے اللہ مجھے سفر میں موت دینا میں جب ۱۹۲۸ء میں فارغ ہو کر وطن (برہ زئی علاقہ چھچھ) واپس آیا تو میرے والد ماجد مولانا عنایت اللہ نے

علاقہ کے علمائے کرام کو جمع کیا۔جس میں میری دستار بندی کی رسم ادا کی گئی ۔
استاد مکرم حضرت مولانا احمد الدین ہاشمی میری خصوصی گزارش پر اس اجتماع میں
جو موضع برہ زئی نزد حضرو ضلع اٹک میں ہوا شریک ہوئے۔

واپسی پر گڑھی افغاناں آئے جہاں معمولی سا بخار ہوا اور ابدی سفر پر روانہ ہو گئے ۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔آپکی تاریخ وصال ۱۳ ذی الحجہ ۱۳۴۹ھ ۲ مئی ۱۹۴۱ء ہے۔
حضرت مولانا محمد اکرم سجادہ نشین گڑھی افغاناں اور دوسرے لوگ میت کے ساتھ بھوئی پہنچے۔

نماز جنازہ میں تمام علاقہ کے علمائے کرام اور مشائخ عظام شریک تھے۔حضرت ثالث رحمۃ اللہ علیہ اور آپکے رفقاء کے علاوہ حضرت خواجہ غلام محی الدین رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا قاری غلام محمد پشاوری اور حضرت خواجہ احمد خان صاحب سجادہ نشین میرا شریف اور حضرت خواجہ غلام محی الدین رحمۃ اللہ علیہ مکھڈ شریف بھی شریک تھے۔

نماز جنازہ کی امامت آپکے فرزند حضرت مولانا قاری غلام جیلانی ہاشمی نے فرمائی اور اپنے آبائی قبرستان میں دفن ہوئے۔

مولانا قاضی سلطان احمد ہاشمی قطبالوی

آپ کا سلسلہ طریقت حضرت خواجہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ سے اور سلسلہ خلافت حضرت میاں فضل کلیامی رحمۃ اللہ علیہ سے ہے ۔ ابتدائی تعلیم بھوئی گاڑ میں حاصل کی ۔ مختلف مدارس اور اساتذہ سے اکتساب فیض حاصل کرنے کے بعد مسند امامت وخطابت پر متمکن ہوئے ۔ آپ دروش صفت، فقیرانہ مزاج اور فقہی علوم میں مہارت کی وجہ سے مفتی اور قاضی کے لقب کے طور پر یاد کیے جاتے تھے۔ فقہی مسائل میں عبور حاصل تھا۔

سخاوت کا یہ عالم تھا کہ جو کچھ بھی آپ کے پاس ہوتا۔ غربا و مساکین میں تقسیم کر دیتے تھے۔ قطبال تحصیل فتح جنگ ضلع اٹک منتقل ہوئے تو آپ نے درس وتدریس کا سلسلہ مسجد اقصیٰ میں شروع کیا اور اپنے لخت جگر حضرت خواجہ قاضی مفتی غلام یحییٰ ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ کی تربیت کا فریضہ اس انداز سے ادا کیا۔ جو بعد میں آپ کے جانشین مقرر ہوئے۔

حضرت خواجہ غلام یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ کی قلمی مطبوعات اور مختلف تفاسیر کے حاشیہ پر آپ کے ہاتھ سے لکھے ہوئے الفاظ سنہری حروف سے یاد کیے جاتے رہیں گے۔

قاضی عبدالحق ہاشمی نے اپنے بیٹے کا نام سلطان الحق آپکی نسبت سے رکھا۔ آپ کا وصال ۳۰ شعبان المعظم ۱۳۲۹ھ بروز اتوار کو ہوا۔ آپ کا مزار قطبال میں واقع ہے۔

مولانا قاضی امیر حمزہ ہاشمی

حضرت مولانا امیر حمزہ ہاشمی موضع بھوئی گاڑ تحصیل حسن ابدال ضلع اٹک کے مشہور ہاشمی خاندان کے چشم و چراغ تھے۔قرآن مجید اور ابتدائی کتب کی تعلیم والد ماجد سے حاصل کی۔صرف منطق اور فلسفہ کی کتابوں کی تعلیم فاضل اجل حضرت مولانا قاضی محمد شفیع ہاشمی سے حاصل کی اعلیٰ کتب کی تعلیم ہندوستان میں حاصل کی۔فراغت کے بعد اپنے علاقے کے قاضی القضاۃ مقرر ہو گئے اور اپنی خاندانی درسگاہ مدرسہ بھوئی گاڑ میں درس و تدریس بھی کرتے رہے اپنے دور کے استاد الاساتذہ تھے سلسلہ نقشبندیہ میں اپنے والد ماجد کے فیض یافتہ تھے۔سلسلہ چشتیہ نظامیہ میں پیر پٹھان صاحب کے فیض یافتہ تھے۔تحریک مجاہدین عہد سکھاں میں حضور اعلیٰ کے ہمراہ شامل تھے۔حضور اعلیٰ کے استاد زادے تھے اور حضور اعلیٰ نے آپکے نکاح میں اپنی بھتیجی بی بی حلیمہ دختر امیر اعظم شاہ صاحب ہمشیرہ حضور ثانیؒ دی تھیں جو بڑی لمبی عمر پا کر ۱۳۶۳ھ بمطابق ۱۹۴۴ء میں فوت ہوئیں اور قبرستان علمائے بھوئی گاڑ پنڈ شرقی میں دفن ہوئیں۔حضرت مولانا امیر حمزہ صاحب تحریک مجاہدین کی ناکامی کے بعد بڑا عرصہ ریاست ٹونک ہندوستان میں نواب وزیر الدولہ وزیر محمد خان کے ہاں قیام پذیر رہے اور سکھ حکومت کے خاتمے کے بعد وطن واپس تشریف لائے۔

۱۹۰۰ء میں جب مرزا قادیانی کذاب اور حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان لاہور میں مناظرہ طے پایا تو مولانا قاضی امیر حمزہ رحمۃ اللہ علیہ اس وقت اکیاسی (۸۱) برس کے تھے آپ نے اپنے تینوں بیٹوں مولانا محمد یوسف،مولانا احمد الدین اور مولانا غلام ربانی کو ہمراہ لے کر حضرت قبلہ عالم گولڑوی کے ساتھ لاہور گئے اور اس معرکہ حق و باطل میں حصہ لیا۔

پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "**اعلاء کلمۃ اللّٰہ فی بیان وما اھل به لغیر اللّٰہ**"۔ جن چند علمائے کرام کے کہنے پر لکھی ان میں چند دیگر علمائے کرام کے ساتھ آپکا اسم گرامی بھی شامل ہے۔

مولوی نواب علی جدون ہزاروی کی قلمی سوانح حیات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑہ آپکی حیات میں ہر سال باقاعدگی سے حاضر خدمت ہوتے تھے۔ ایک سو چوبیس سال کی عمر میں آپکا انتقال ۲۸ محرم الحرام ۱۳۳۹ھ بمطابق ۱۲ اکتوبر ۱۹۲۰ء کو ہوا اور اپنے خاندانی قبرستان محلہ پنڈ شرقی بھوئی گاڑ میں دفن ہوئے۔

آپ نے دو شادیاں کی تھیں۔ پہلی بیوی موضع دندی کے مولانا حکیم صاحب کی صاحبزادی تھی جن سے چار صاحبزادے پیدا ہوئے جبکہ دوسری بیوی حضور اعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ کی برادر زادی تھیں جن کا ذکر پہلے کیا گیا ہے۔ آپ کی اولاد میں چار صاحبزادے تھے۔ جن کے نام درج ذیل ہیں:

۱) مولانا عبدالنبی ہاشمی المعروف فقیر صاحب بھوئی

۲) مولانا محمد یوسف ہاشمی

۳) مولانا احمد الدین ہاشمی

۴) مولانا غلام ربانی ہاشمی

مولانا محمد دین ہاشمی المعروف مولوی صاحب

محمد دین بن نیاز علی 1874ء کو بھوئی گاڑ میں پیدا ہوئے۔ بھوئی گاڑ کے قدیم مدرسہ میں علوم فنون حاصل کیئے۔ اپنے دور کے نامور عالم اور مدرس تھے۔ مدرسہ بھوئی گاڑ میں تمام عمر درس وتدریس سے وابستہ رہے۔ آپ کی شادی پیر مندیالہ (سالک آباد شریف) کی بی بی رحمت جان سے ہوئی۔ 22 دسمبر 1923ء کو تپ کی بیماری میں مبتلا رہنے کے بعد 30 دسمبر 1923 کو وفات پائی۔

آپ کا مزار پیر جھنڈے شاہ کے قبرستان میں زیارت کے دائیں دروازے کے سامنے بھوئی گاڑ میں واقع ہے۔ آپ کی اولاد میں دو بیٹے اور ایک بیٹی ہے۔

۱) قاضی عبدالحق ہاشمی

۲) قاضی محمد اشرف ہاشمی

۳) بی بی گلاب جان

قاضی غلام ربانی قریشی ہاشمی

حضرت مولانا قاضی غلام ربانی قریشی بن مجاہد اسلام حضرت مولانا قاضی امیر حمزہ قریشی بن حضرت مولانا حافظ شیخ احمد قریشی ۱۲۷۶ھ بمطابق ۱۸۵۹ء کو بھوئی گاڑ تحصیل حسن ابدال ضلع اٹک کے مشہور علماء کے خاندان میں پیدا ہوئے۔آپ کی والدہ ماجدہ موضع دندی تحصیل پنڈی گھیب ضلع اٹک کے ایک مشہور عالم دین مولانا حکیم نظام الدین قریشی کی صاحب زادی تھیں۔

ابتدائی تعلیم دارالعلوم بھوئی گاڑ میں والد بزرگوار کے علاوہ محترم المقام فاضل اجل مولانا قاضی محمد شفیع ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ اور بعض دوسرے حضرات سے حاصل کی۔ بعدازاں مدرسہ زیارت مکھڈ شریف تحصیل جنڈ ضلع اٹک میں حضرت خواجہ مولانا زین الدین علوی اور بعض دوسرے علماء سے اعلیٰ کتب کی تعلیم حاصل کی اور سلسلہ چشتیہ نظامیہ میں حضرت مولانا زین الدین علوی کے دست اقدس پر بیعت کر کے اسباق تصوف کی تکمیل کی۔

ان کے وصال ۱۲۹۵ھ بمطابق ۱۸۷۸ء کے بعد ان کے خلیفہ و جانشین مولانا غلام محی الدین کے ہاتھ پر تجدید بیعت کی۔فراغت کے بعد گاؤں واپس آکر درس و تدریس کتب شروع کی چند سال پڑھانے کے بعد ۱۲۹۸ھ بمطابق ۱۸۸۱ء کو جب مولانا شیخ الحدیث احمد ہزاروی نے موضع سکندر پور ہری پور ہزارہ میں دورہ حدیث کی کلاس کو پڑھانا شروع کیا تو آپ بھی اپنے برادر کلاں مولانا احمد الدین قریشی کے ہمراہ وہاں دورہ حدیث پڑھنے کے لیے تشریف لے گئے اور دورہ حدیث پڑھ کر سند حاصل کی۔

مولانا خلیل الرحمن ہزاروی صدر مدرس مدرسہ احمد المدراس سکندر پور کے بقول مولانا قاضی غلام ربانی قریشی جب سکندر پور میں دورہ حدیث پڑھتے تھے وہاں طلباء کو شرح

جامی اور مختصر المعانی جیسی کتب کی تعلیم بھی دیتے تھے۔

فراغت علوم دینیہ کے بعد تمام عمر درس وتدریس کے ساتھ ساتھ افتاء وقضاۃ کا کام کرتے رہے۔حضرت کا ذریعہ معاش کھیتی باڑی اور طب تھا۔طلباء کو علم طب پڑھاتے۔ سال میں آٹھ ماہ بھوئی گاڑ اور چار ماہ مدرسہ زیارت مکھڈ شریف میں طلباء کو پڑھاتے تھے۔ آپ کے درس میں ہزارہ، کشمیر، گلگت، صوبہ سرحد اور افغانستان تک کے طلباء شریک ہوتے تھے۔

انگریز حکومت کے مخالف اور قومی دہلی تحریکوں کے سرگرم رہنما تھے۔اس لئے نوجوانی میں دوران تعلیم مکھڈ شریف میں دیگر حضرات کے ساتھ جس میں خواجہ شمس الدین مکھڈی بھی تھے۔آپ نے ریاست بھاولپور کے ایک فوجی سے شمشیر زنی اور گھوڑا سواری کی تربیت بھی حاصل کی تھی۔ ۱۹۱۴ء میں ہزارہ کے مقام بٹل میں انگریزوں کا کیمپ آپ کے ایک شاگرد کی قیادت میں مجاہدین نے تباہ کیا تھا۔

ردمرزائیت میں بھی آپ نے برصغیر پاک و ہند کے علماء ومشائخ کے شانہ بشانہ کام کیا۔مرزا قادیانی کے اشتہار دعوت کے جواب میں مولانا خواجہ پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ گولڑوی نے ۲۵ جولائی ۱۹۰۰ء کو جو اشتہار جواب دعوت شائع کیا تھا۔

اس پر والد بزرگوار اور بھائیوں کے ساتھ آپ کے دستخط بھی تھے۔

۱۵ اگست ۱۹۰۰ء کو آپ بھی مرزا قادیانی کے ساتھ مناظرہ کیلئے پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ لاہور گئے تھے، مرزا قادیانی نے راہ فرار اختیار کی۔

۲۸ اگست کو شاہی مسجد لاہور میں ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا جس میں آپ بھی شامل تھے۔

آپ نے چار شادیاں کی تھیں، اولادِ نرینہ میں چار فرزند تھے۔۔

۱) مولانا حکیم عبدالحی قریشی

۲) مولانا قاضی ضیاء الدین قریشی

۳) مولانا قاضی شمس الدین احمد قریشی

۴) عبدالقیوم (نوجوانی میں فوت ہو گئے تھے)

آپ کے شاگردوں میں مولانا محمد انور شاہ کشمیری شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند، مولانا رسول خان ہزاروی مدرس دارالعلوم دیوبند، مولانا پیر احمد الدین چشتی مکھڈ شریف، مولانا پیر محمد الدین چشتی مکھڈ شریف، مولانا محمد حسن بانی جامعہ اشرفیہ لاہور، مولانا پیر عبدالعلی نقشبندی مستال شریف اسلام آباد، مولانا پیر محمد اکرم شاہ چشتی خانقاہ فاضلیہ گڑھی افغاناں، پیر عبداللہ میرا شریف تحصیل پنڈی گھیپ، مولانا عبدالحنان ہزاروی خطیب جامع مسجد اسٹریلیا بلڈنگ لاہور، مولانا گل شیر شہید ملہوالی تحصیل پنڈی گھیپ، مولانا محمد اسحاق خطیب جامع مسجد ایبٹ آباد، شیخ القرآن مولانا عبدالغفور ہزاروی وزیر آباد، مولانا عبدالحکیم ہزاروی کوٹ نجیب اللہ ہزارہ، مولانا گل اکرم برہ زئی تحصیل حضرو، مولانا محمد نعمان قریشی بیدڑہ ضلع مانسہرہ، مولانا صوفی صاحب ہزاروی کوٹ پنڈی داس ضلع شیخو پورہ، مولانا غلام یحییٰ خطیب جامع مسجد نارووال ضلع سیالکوٹ، مولانا قاضی فیروز دین کوٹ نجیب اللہ ہزارہ، مولانا شیخ احمد ملہوالی تحصیل پنڈی گھیب، مولانا قمر علی ہزاروی سیالکوٹ، مولانا عبدالرحیم اعوان حصار تحصیل حسن ابدال، مولانا محمد عبداللہ المعروف چھاچھی استاد سرپنہ ضلع ایبٹ آباد، مولانا محمد عبداللہ موضع علی خان ضلع ہری پور۔

آپ کا وصال بروز بدھ ۱۱ جمادی الاول ۱۳۴۷ھ بمطابق ۱۴ اپریل ۱۹۲۹ء کو

ہوا۔ نماز جنازہ آپ کے برادر کلاں استاد العلماء مولانا احمد الدین قریشی صاحب نے پڑھائی اور اپنے خاندانی قبرستان میں محلہ پنڈ شرقی بھوئی گاڑ میں دفن ہوئے۔

مولانا محمد غوث ہاشمی

مولانا محمد غوث ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۹۷ھ بمطابق ۱۸۸۰ء میں بھوئی گاڑ میں پیدا ہوئے۔آپ کی والدہ ماجدہ ڈھیری ملہو سے تعلق رکھتی تھیں۔آپ نے ابتدائی دینی تعلیم مدرسہ بھوئی میں حاصل کی۔اعلیٰ تعلیم کے حصول کیلئے مختلف مدراس تشریف لے گئے۔

آپ فارسی،عربی، کے عظیم مدرس تھے۔گلستان، بوستان،سکندر نامہ،مثنوی کے علاوہ دیگر کتب پڑھانے کے بہت ماہر تھے۔ ۵ صفر ۱۳۶۵ھ بمطابق ۹ جنوری ۱۹۴۶ء بروز بدھ آپ نے بھوئی گاڑ میں وفات پائی۔

آپ کی نماز جنازہ دو مرتبہ پڑھائی گئی۔خاندانی قبرستان بھوئی گاڑ میں آپ کا مزار ہے۔

اولاد امجاد

۱۔	مولانا عبدالخالق ہاشمی	۲۔	مولانا عبدالرزاق ہاشمی
۳۔	مولانا عبدالصالح ہاشمی	۴۔	مولانا عبدالحنان ہاشمی

مولانا قاضی غلام یحییٰ ہاشمی

قاضی غلام یحییٰ بن سلطان احمد بن باغ احمد بن قاضی محمد سعید بن قاضی محمد جمیل بن ہاشم علی بن فیض بخش بن حسین احمد بن قاضی عبدالوہاب (میانہ موڑہ تحصیل گوجرخان)

آپ بھوئی گاڑ میں پیدا ہوئے اور ۱۸۹۹ء میں قطبال سکونت اختیار کی۔ دنیا دار فنا ہے جو پیدا ہوا اسے ایک نہ ایک دن یہاں سے رخت سفر باندھنا ہے کچھ ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو خود تو چلے جاتے ہیں لیکن اپنی یاد ہمیشہ کیلئے چھوڑ جاتے ہیں۔ یہ دل آویزی اور یہ محبوبیت صرف ان بندگان خدا کے حصے میں آتی ہے جو اپنی زندگی اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب ﷺ کی اطاعت وفرمابرداری میں بسر کرتے ہیں اور نبی اکرم ﷺ کے جمال وکردار کے تذکرے اور آپ کے دین متین کی حفاظت وتبلیغ میں اپنی زندگی صرف کردیتے ہیں۔

علماء کے بارے میں محسن انسانیت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''العلماء ورثۃ الانبیاء'' علما انبیاء کے وارث ہیں۔

مزید معلوم ہوا کہ علماء کی علم کی وجہ سے بڑی شان ہے مال قارون کا ورثہ ہے جبکہ علم انبیاء کا ورثہ ہے اس ضمن میں باب مدینۃ العلم حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں:

رضینا قسمۃ الجبار فینا	لنا علم ولجھال مال
لان المال یفنی عن قریب	وان العلم یبقی لا یزال

ترجمہ: ہم اللہ تعالیٰ کی قسمت پر راضی ہیں کہ اس نے ہمیں علم عطا فرمایا اور جاہلوں کو مال دیا۔

نبی پاک ﷺ نے فرمایا ''فقیہ واحد اشد علی الشیطن من الف عابد''

ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابدوں سے بھی زیادہ سخت ہے۔

حالات تحریر کرنے کا مقصد یہ کہ بندگان خدا کیسے ہوتے ہیں۔ان کا اپنے رب سے کیسا رشتہ ہوتا ہے اور ان کا طرز زندگی کیسا ہوتا ہے۔کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ محبوب کا ذکر بھی محبوب ہوتا ہے۔آپ کے والد گرامی کا نام حضرت علامہ قاضی سلطان احمد ولد قاضی باغ علی رحمۃ اللہ علیہ تاریخ وصال ۳۰ شعبان المعظم ۱۳۲۶ھ بروز اتوار) تھا۔ جو حضرت خواجہ سلمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید اور حضرت میاں فضل الدین کلیامی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے گویا کہ باکمال ہستیوں سے نسبت رکھتے تھے یہی وجہ ہے کہ موصوف کی نہایت ہی روحانی اور اسلامی تربیت ہوئی۔مولانا قاضی غلام یحییٰ ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ میرا شریف کے مرید تھے اور سرکار موہڑہ حضرت خواجہ قاسم رحمۃ اللہ علیہ نے خلافت سے نوازا اور سرکار گولڑہ قبلہ پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی خلافت سے نوازا۔

مولانا قاضی غلام یحییٰ ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ ایک بار حضرت پیر خواجہ قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ موہڑہ شریف کی خدمات میں حاضر ہوئے تو علماء کی ایک جماعت موجود تھی جو کسی مسئلے پر بحث کررہے تھے لیکن کسی نتیجہ پر نہ پہنچ سکے۔مولانا قاضی غلام یحییٰ ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ نے اجازت چاہی اجازت ملنے پر قاضی صاحب نے مسئلے کا حل بتا دیا حضرت خواجہ پیر قاسم رحمۃ اللہ علیہ خوش ہوئے اور سبز رومال عطا فرمایا جو خلافت کی نشانی تھی۔

قطبال شریف میں ایک مسجد کی تعمیر کا مسئلہ کھڑا ہو گیا ''مہر منیر'' کے مطابق اعلیٰ حضرت پیر مہر علی شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ خود تشریف لے گئے (بحوالہ مہر منیر صفحہ ۸۸) حضرت قاضی غلام یحییٰ ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ کے تقویٰ،حق گوئی اور انکساری کے پیش نظر خلافت سے نوازا۔فخر السادات ولی کامل پیر سید مظفر حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ قطبال شریف اور قبلہ عالم پیر سید مہر علی شاہ

صاحب رحمۃ اللہ علیہ مسجد اقصیٰ قطبال تشریف لے گئے اور مولانا قاضی غلام یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ کو سبز پگڑی عطا فرمائی اور مسجد کی تعمیر کا مسئلہ حل کروایا۔

اتنی نسبتوں کے باوجود قاضی صاحب کی انکساری کا یہ عام تھا کہ آپ اپنے اسم گرامی کے ساتھ مسکین احقر تحریر فرماتے نہ خلیفہ ہونیکا اظہار فرماتے نہ قاضی، مولوی لکھنا پسند کیا۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں آپ نے نمایاں کردار ادا کیا تھا۔

قاضی صاحب بیک وقت بہترین مدرس، بلند پایہ ادیب اور شریں بیاں خطیب اور صاحب حال شیخ طریقت اور مہمان نواز تھے۔ ان تمام عظمتوں کے باجود تواضع اور انکساری کا یہ عالم تھا کہ معمولی آدمی سے بڑی محبت اور احترام سے ملتے۔ جو شخص آپ کی خدمت میں ایک دفعہ حاضر ہوا۔ وہ ہمیشہ آپ کی محبت کا اسیر ہو جاتا۔

آپ اپنے طلباء کو اپنا بیٹا کہتے اور سمجھتے تھے اور ان کی ہر ضرورت کا خیال اپنی ذمہ داری سمجھتے تھے۔ حضرت قاضی غلام یحییٰ ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ فقر جنید بایزید کے پیکر اور اس حدیث پاک کا علمی نمونہ تھے۔

کن فی الدنیا کانک غریب او عابر السبیل

قطبال شریف میں مسجد اقصیٰ کے نام سے ایک عظیم دینی درسگاہ قائم کی جس میں دور و نزدیک کے بے شمار طلباء اپنی عملی پیاس بجھانے آتے۔ اس دینی درسگاہ میں علوم فقہ، حدیث اور تفسیر کا درس دیا جاتا تھا اور شعبہ حفظ میں قرآن پاک حفظ کرایا جاتا، حافظ نور شاہ حفظ کراتے تھے۔ مولوی عبدالرؤف کے چار بیٹے تھے، چاروں بیٹوں کو لے کر قطبال حاضر ہوئے اور قبلہ قاضی صاحب سے فرمایا کہ امانت اللہ کے اور آپ کے سپرد کر رہا ہوں۔

مولوی عبدالوہاب صاحب مرحوم کو دینی و دنیاوی تعلیم سے آراستہ کیا۔ لالہ موسیٰ

خود جا کر جے وی اور ایس وی کا کورس کرایا اور قاضی صاحب کی برکت سے مولوی عبد الوہاب گورنمنٹ مڈل سکول قطبال میں مدرس بن گئے بعد میں گورنمنٹ نے کھیری مورت میں ٹیکنیکل مڈل سکول میں آپ کو ہیڈ ماسٹر مقرر کیا اور پھر گورنمنٹ ہائیر سیکنڈری سکول حسن ابدال میں ریٹائرڈ ہوئے۔ حضرت علامہ قاضی مفتی خواجہ غلام یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد آپ کے داماد اور بھتیجے ابوالحقائق حضرت علامہ قاضی عبدالحق ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ نے پوری جانفشانی اور عرق ریزی سے قبلہ قاضی صاحب کے مشن تبلیغ دین کو جاری رکھا۔

چلہ کشی:

حضرت علامہ قاضی مفتی خواجہ غلام یحییٰ ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ محبت خدا میں کشمیر تشریف لے گئے اور گڑھی دوپٹہ میں قیام فرمایا اور سورۂ یٰسین شریف کا چلہ مکمل فرمایا۔ یٰسین شریف قرآن پاک کا دل ہے اس لئے بڑی احتیاط سے چلہ مکمل کیا نہ کسی عورت کو دیکھا اور نہ ہی کسی عورت کے ہاتھ کی روٹی کھائی اس مبارک موقع پر مولوی عبدالطیف نے اپنے ہاتھ سے روٹی پکا کر ان کی خدمت کرتے رہے۔ چلہ مکمل ہونے پر قاضی عبدالطیف سے بے پناہ شفقت فرمائی ان کی پیشانی کو چوما اور پڑھنے کی اجازت فرمائی۔

شیر کی حاضری:

مولوی عبدالطیف کے کہنے کے مطابق ایک دفعہ ایسے ہوا۔ باقی طلباء سے علیحدہ ہو کر قبلہ حضرت علامہ قاضی مفتی خواجہ غلام یحییٰ ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ کے چلہ والے علاقے میں چلے گئے کہ دیکھا کہ شیر آیا اور واپس ہو کر چلا گیا اور آپ اپنی چلہ گاہ میں عبادت میں مصروف تھے۔

جنات پر تصرف:

ایبٹ آباد سے گڑھی تک بہت اونچے پہاڑ اور سنگلاخ راستہ ہے اُس زمانے میں گاڑیاں نہ تھیں۔ قاضی عبدالطیف جب گڑھی دوپٹہ سے گھر آتے تو قاضی صاحب فرماتے جب بھی کوئی عجیب آوازیں آئیں اور خطرہ محسوس ہو تو بلند آواز سے کہنا میں قاضی غلام یحییٰ کا شاگرد ہوں۔ اُستاذ گرامی کے نام کی برکت سے راستہ طے ہو جاتا اور جنات ہٹ جاتے۔ قطبال شریف کا واقع ہے کہ طلباء کھانے پر بیٹھے ہی تھے کہ جن آ گیا قاضی صاحب نے فرمایا کہ کھانا کھاؤ جن کہنے لگا اُستاذ جی آپ کے شاگرد بسم اللہ پڑھتے ہیں میں چھپریاں (قطبال کے نزدیک ایک گاؤں کا نام ہے) کھانا کھاؤں گا۔

عالم برزخ سے آگاہی:

اللہ تعالیٰ نے نظام دنیا کو چلانے کیلئے برزخی حالات یعنی قبر کے حالات کو پوشیدہ (جن وانس) رکھا۔ مولوی عبدالطیف کا بیان ہے کہ قطبال کے مضافات میں قبر پر جھنڈے چادریں ڈالنے کا کام شروع ہو گیا۔ جب کہ قبر کا نشان مٹ چکا تھا۔ قاضی صاحب سے پوچھا گیا آپ خاموش رہے۔ دوسرے دن پوچھنے پر خاموش رہے اور تیسرے دن پوچھنے پر فرمایا قبر والا حافظ قرآن تھا زندگی میں قرآن پڑھتا رہا اور قبر میں بھی اس منزل کو جاری رکھا تو قبر مرکز انوار بن گئی۔ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کے دل ادھر مائل کر دیے۔

حضرت خواجہ عبدالرحمن چھوہروی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب عرصہ سے قاضی صاحب کے زیر مطالعہ تھی تو خواب میں تشریف لائے اور فرمایا قاضی صاحب میری کتاب واپس کر دو۔ آپ کتاب لے کر چھوہر شریف حاضر ہوئے اور کتاب مدرسہ میں جمع کرا دی۔

ایک دفعہ قطبال شریف میں آپ مسجد کو جا رہے تھے اور بارش کی وجہ سے راستے میں ایک مکان کی دیوار گر گئی اور کیچڑ بھی ہو گیا تھا تو آپ پتھروں پر پاؤں رکھتے ہوئے مسجد

تشریف لے گئے پتھروں کے نیچے کوئی قبر تھی۔خواب میں قبر میں مدفون ایماندار نے قاضی صاحب سے عرض کیا آپ بھی میری قبر پر پاؤں رکھتے ہیں میں دنیا میں رات کو سورۃ الملک پڑھا کرتا تھا اس لئے اللہ نے مجھے قبر کے عذاب سے بچالیا ہے۔

ان واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ قدرت نے قاضی صاحب کو کمال روحانیت سے نوازا تھا، روحانی دنیا والے آپ کو آگاہ کر دیتے ہیں ان واقعات کو خود قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے قاضی عبد الطیف کا آگاہ کیا کیونکہ یہ آپ کے شاگرد خاص اور مرید خاص تھے اور تمام امور بھی سرانجام دیتے تھے۔

فتویٰ کی مقبولیت:

حضرت علامہ قاضی مفتی خواجہ غلام یحییٰ ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ ایک جید عالم اور متقی شخص تھے۔کشمیر کے سرزمین پر آپ نے علم کی شمع کو روشن کیا اور اسلام کے قانون وانصاف کے تقاضوں کو مدنظر رکھ کر باقاعدہ فتویٰ دیا اور اس کے لئے اپنی ایک مہر بنوائی۔ جو فیصلہ کرنے کے بعد ثبت فرماتے تھے۔

تدریس کے علاوہ منصب افتاء کے فرائض کو بہ طریق احسن سرانجام دیا۔مشکل سے مشکل مسائل آپ کی خدمت میں پیش ہوتے جنہیں آپ بہت جلد دلائل قویہ،فقہیہ کی روشنی میں حل کر دیتے تھے ویسے تو آپ کو تمام علوم دنیہ پر عبور تام حاصل تھا اور کتب فقہ پر بھی گہری نظر تھی۔ درمختار، ردالمختار (شامی)،فتاویٰ، عالمگیری اور ایسی مبسوط کتب فقہ کا نظر غائر سے اول تا آخر مطالعہ فرما چکے تھے۔آپ کے کتب خانہ میں کئی کتابیں تھیں۔ ہر کتاب پر جا بجا خواشی لکھے ہوئے ہیں اور ابتدائی صفحات پر بکثرت ضروری نوٹ درج ہیں۔

حضرت علامہ قاضی مفتی خواجہ غلام یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ ایسی جامع صفات اور نادر روزگار

شخصیت تھے کہ ان کی دینی اور ملی خدمات اس لائق ہیں کہ ان پر علمی اور تحقیقی مکالے لکھے اور شائع کیئے جائیں۔ ارباب حکومت بھی انکے رعب دبدبے اور ہمہ گیر اثرات سے متاثر تھے

حضرت قاضی صاحب ہر دینی وملی تحریک میں بطور کارکن شریک ہوئے ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں اہم کردار ادا کیا اور تحریک آزادیٔ کشمیر میں قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کیں اور کشمیر میں سری نگر جیل میں قید رہے۔ اس کی تفصیل کچھ اس طرح ہے کہ آپ جامع مسجد کے خطیب تھے اور قاضی القضاۃ کے منصب پر فائز تھے اور جب ڈوگرا راج کے خلاف تحریک شروع ہوئی۔

آپ نے اپنے خطبہ جمعہ میں مسلمانوں کے حقوق اور آزادی اظہار پر تبصرہ کرتے ہوئے ڈوگرا راج کے خلاف فتویٰ جاری کر دیا۔ جس پر حکومت نے آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو جیل میں سخت سردی کے موسم میں ایک مہینہ اور کچھ دنوں کیلئے قید کر دیا۔ آپ نے جیل میں بھی تبلیغ اسلام کا کام جاری رکھا اور حکومت کی طرف سے دیئے ہوئے کمبل اور دوسری اشیاء کو آگ لگا دی پوری جیل میں افراتفری پھیل گئی تھی اس طرح آپ اور آپ کے ساتھی وہاں سے نکلنے میں کامیاب ہو گئے۔

جب آپ وہاں سے قطبال شریف تشریف لائے تو آپ کا والہانہ استقبال کیا گیا اور اس کے بعد آپ مسجد اقصیٰ میں دینی امور سرانجام دینے لگے۔

آپ کو سادات کرام سے بہت زیادہ پیار اور انس تھا یہی وجہ ہے کہ آپ حضرت قبلہ پیر سید مظفر حسین شاہ ﷺ قبطال شریف کے پاس بیٹھتے اور روحانی کاموں میں ان سے راہنمائی لیتے۔ قاضی صاحب کو فارسی، عربی اور اُردو زبان پر عبور حاصل تھا اور کئی ایک

قلمی نسخے اس کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

لعل و گہر ہمیشہ سمندر کی گہرائی اور پردہ تاریکی میں مستور ہوتے ہیں۔ ان تک رسائی نہ ہو سکے تو یہ الگ بات ہے لیکن اگر کسی غواص کی رسائی در یکتا تک ہو جائے اور اس کے باوجود اسے سمندر سے نکالنے میں کوتاہی سے کام لے تو اسے یقینا کم عقلی اور بے ہمتی کا الزام دیا جائے گا۔

علماء واصفیاء باکمال ہوتے ہوئے بھی نام ونمود کی خواہش سے بے نیاز ہوتے ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں علم وفضل کی ایسی دولت اصلی سے نواز رکھا ہے رہی شہرت ومقبولیت تو وہ ایک امر عارضی اور غیر ضروری ہے جس کے ہونے سے کچھ فرق نہیں پڑتا لیکن یہ امر قابل غور ہے کہ کیا ایسے ارباب عزیمت حضرات کے عظیم الشان کارناموں کا منظر عام پر لانا چاہیے۔ ان کی علمی خدمات سے عوام وخواص کو متعارف کرانا چاہیے اور ان کے متعلق بہت جاننے کے باجود ان کی سیرت وسوانح محفوظ کرنی چاہیے یہ اور اس قسم کے بہت سے سوالات ہر حساس شخص کے دل میں پیدا ہوتے ہیں۔ یقینا ہر شخص ان سوالات کا جواب اثبات میں دے گا۔

آپ نے پوری زندگی مال ومتاع کو ترجیح نہ دی او دین اسلام کی خدمت کرتے رہے۔ کشمیر میں جائیداد، گھر اور باغ چھوڑ کر واپس قطبال آ گئے اور کسی دنیاوی چیز کی پرواہ نہ کی۔ اپنے گھر کا سامان اُٹھا کر غرباء ومساکین اور طلباء کو دے دیتے جس پر آپ کی اہلیہ قبلہ مائی صاحبہ (۴ ربیع الثانی ۱۴۰۷ھ) ناراض بھی ہو جاتیں۔

آپ کی اولاد نرینہ نہیں تھی اور آپ نے اپنی بیٹیوں کی تعلیم وتربیت اسلامی ماحول میں کی جن میں سے آپ کی بڑی بیٹی (۱۹۵۲ء۔۲۰۰۷ء) جو آپا جی کے نام سے یاد کی جاتی ہیں اُنھوں نے بچوں اور بچیوں کو قرآن کریم کی تعلیم دینے کا فریضہ سرانجام دیا اور

ہزاروں کی تعداد میں بچوں کو قرآن کریم کی تعلیم دی۔

عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

بقول اقبال:

مغز قرآن، روح ایمان، جان دیں

ہست حب رحمۃ العالمین

قاضی صاحب شریعت مطہرہ اور سنت مصطفی علیہ السلام کے پابند تھے گھر میں ختم قرآن کیلئے طلباء کو بلاتے اور تواضع فرماتے کہ اللہ تعالیٰ کا قرآن ہے ورق گردی کی ضرورت نہیں جو دل چاہے پڑھو میں آپ کے بسم اللہ پڑھنے کا بھی حق ادا نہیں کر سکتا۔

قطبال شریف میں ایک ہندو نابینا ہو گیا بہت علاج معالجہ کروایا کوئی فائدہ نہ ہوا ایک مسلمان نے اُسے مشورہ دیا کہ ہمارے قاضی صاحب بڑے حکیم اور دانا ہیں ان سے رابطہ کرو چنانچہ ہندو قاضی صاحب کے حجرہ میں آیا اور اپنا مدعا بیان کیا۔ قاضی صاحب نے فرمایا اے ہندو تیری نظر ختم ہو چکی ہے اس لئے علاج کا فائدہ نہیں ہاں ایک شرط ہے اگر تو کر سکے تو اللہ رحم فرمائے گا۔ اس ہندو نے عرض کی وہ شرط ہر حال میں پوری کروں گا آپ نے فرمایا مسلمانوں کی مساجد میں پانچ بار روزانہ اذان ہوتی ہے۔ اگر تو بلا ناغہ اذان سن کر ہمارے آقا علیہ السلام کے نام کو سن کر انگوٹھوں کو چوم کر اپنی آنکھوں پر پھیر لے تو اللہ کی رحمت سے بعید نہیں کہ وہ تیری نظر کو لوٹا دے ہندو نے وعدہ کیا کہ وہ بلا ناغہ نبی پاک علیہ السلام کے نام پر انگوٹھے بھی چومے گا اور آنکھوں پر بھی لگائے گا۔ خدا کا کرنا ایسے ہوا کہ اس کی نظر لوٹ آئی۔

یہ نام کوئی کام بگڑنے نہیں دیتا

بگڑے ہوئے کام بنا دیتا ہے یہ نام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

وصال باکمال:

حضرت علامہ قاضی خواجہ غلام یحییٰ ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے وقت قاضی عبد الطیف موجود تھے۔ قاضی صاحب نے اپنے مشائخ کے مزارات پر حاضری دی اور جن سے قاضی صاحب کا کسی نہ کسی لحاظ سے تعلق اور واسطہ تھا سب کی خدمت میں آخری سلام کیا، اور فرمایا۔

شیخ جب دنیا سے جاتا ہے تو آزاد ہو جاتا ہے اور پردہ کرنے کے بعد زیادہ تصرف کرسکتا ہے۔ قاضی صاحب نے ایک دن پوچھا کہ آج کیا دن ہے؟ قاضی عبد الطیف نے عرض کیا آج جمعہ کا دن ہے دنوں کے نام لیتے اور بدھ کے دن پر آ کر رُک جاتے۔

آخر بدھ ہی کو ۱۱ ربیع الاول ۱۳۷۴ھ بمطابق ۷ نومبر ۱۹۵۴ء کو آسمان علم و معرفت کے یہ نیّر درخشاں، احادیث نبویہ کے عظیم شارح، دنیا والوں کی نگاہوں سے روپوش ہو کر قطبال کے قبرستان کے ایک گوشے میں محو استراحت ہو گئے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ وقدس سرہ

جہاں میں اہل ایمان صورت خورشید جیتے ہیں
ادھر ڈوبے ادھر نکلے ڈوبے ادھر نکلے

اللہ تعالیٰ آپ کی قبر پر ہزاروں رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین

مولانا حکیم عبدالحیٔ قریشی ہاشمی

مولانا عبدالحی بن مولانا مفتی غلام ربانی بن مولانا قاضی امیر حمزہ قریشی بروز پیر ۱۹ رجب المرجب ۱۳۲۴ھ بمطابق ۱۰ ستمبر ۱۹۰۶ء کو موضع بھوئی گاڑ کے مشہور اہل علم قریشی خاندان میں پیدا ہوئے۔ آپکی والدہ ماجدہ حبیب جان موضع ڈھیری مہلو کی تھیں۔ قرآن مجید اپنی مسجد میں شاہ صاحب سے پڑھا۔ علم صرف ونحو کی کتب مولانا غلام حیدر موہڑہ ملیاراں ٹیکسلا اور مولانا عبدالرحیم اعوان موضع حصار نزد حسن ابدال سے مدرسہ بھوئی گاڑ میں پڑھیں

فارسی نظم کی کتب مولانا صوفی صاحب بیدڑہ ضلع مانسہرہ سے بھوئی گاڑ میں پڑھیں، ہدایہ، شرح جامی، جلالین وغیرہ کی تعلیم مدرسہ زیارت مکھڈ شریف میں حدیث مدرسہ عربیہ مسجد فتح پوری دہلی میں مولانا سلطان محمود احمد علی لاہوری سے پڑھا، اعلیٰ کتب تعلیم مثلاً سلم العلوم، کافیہ، حمداللہ، خیالی، ہدایہ، شرح عقائد وغیرہ کی تعلیم موضع انہی ضلع گجرات میں مولانا غلام رسول اور مولانا غلام رسول اور مولانا ولی اللہ سے پڑھیں۔ سلسلہ چشتیہ نظامیہ میں پیر غلام محی الدین صاحب مکھڈ کے مرید تھے۔

فراغت کے بعد گاؤں واپس آ کر بھوئی گاڑ، گڑھی افغاناں مکھڈ شریف اور بھیرہ ضلع سرگودھا میں تدریس کرتے رہے۔ تمام عمر درس وتدریس، فتویٰ نویسی اور مناظروں میں گزری تین بار حج بیت اللہ اور روضہ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں مولانا ابوسعد احمد خان بانی خانقاہ سراجیہ کندیاں ضلع میانوالی کے دست گرفتہ تھے۔

عیسائیوں، شیعوں، مرزائیوں اور خاکسار تحریک کے خلاف جدوجہد میں ہراول

دستے میں شامل تھے۔مسلم لیگ کے خلاف کانگریس کے ٹکٹ پر الیکشن میں حصہ لیا مگر ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔

۱۴۰۰ھ بمطابق ۱۹۸۰ء کو انتقال ہوا۔ دوسرے دن بعد نماز جمعۃ المبارک نماز جنازہ ہوا، امامت مولانا خلیل الرحمن ہزاروی مدرسہ احمد المدراس سکندر پور ہزارہ نے کی اور اپنے آبائی قبرستان میں تدفین ہوئی۔

آپ نے چار شادیاں کی تھیں اولاد میں تین صاحبزادیاں اور چار صاحبزادے مولانا حکیم احمد حسن قریشی، مولانا محمود الحسن قریشی، قاری محمد ابوبکر قریشی اور مولانا حسین احمد قریشی شامل ہیں۔

آپکے مشاہیر تلامذہ میں سے چند حضرات یہ ہیں:

خواجہ پیر محمد اعظم شاہ صاحب المعروف حضور رابع، مولانا پیر فضل الدین چشتی سجادہ نشین مکھڈ شریف، پیر ارشاد حسین فاروقی سجادہ نشین چورہ شریف، مولانا قاضی شمس الدین ہزاروی، مولانا عبدالغفور نقشبندی بھوئی گاڑ بانی مرکز اصلاح وارشاد ٹیکسلا، صاحبزادہ محمد عابد بستی سراجیہ خانیوال، مولانا قاضی محمد اسلم ڈھینڈہ ہزارہ، پیر عبدالحکیم نقشبندی سالک آباد شریف حسن ابدال، مولانا عبدالعزیز بلال پارک لاہور، مولانا ولی الرحمن سکندر پور ہزارہ مولانا محمد ایوب کشمیری بھوئی گاڑ، مولانا محمد حسین ہزاروی شاہ عالمی لاہور، مولانا حکیم سید افضل شاہ مانکی شریف ضلع صوابی، مولانا سید جلال تناول ہزارہ اور مولانا حافظ شیر محمد ملھوالی پنڈ گھیب، قاضی عبدالحق ہاشمی، مولانا عبدالحنان ہاشمی۔

مولانا فریدالدین ہاشمی

مولانا فریدالدین بن مولانا احمدالدین ہاشمی ۱۳۲۴ھ بمطابق ۱۹۰۶ء کو بھوئی گاڑ میں پیدا ہوئے۔آپ کی والدہ ماجدہ ڈھیری مہلو کی تھیں۔قرآن مجید مرکزی جامع مسجد میں پڑھا اور ابتدائی درسی کتب کی تعلیم برادر بزرگ مولانا محب النبی ہاشمی سے حاصل کی بعض کتب والد گرامی سے پڑھیں۔

تکمیل تعلیم کیلئے مولانا کی خدمت میں ہندوستان حاضر ہوئے۔مولانا مشتاق احمد کانپوری جب کانپور سے مرادآباد جامعہ نعیمیہ گئے اور پھر وہاں سے میرٹھ منتقل ہوئے تو آپ بھی اپنے استاد کے ہمراہ تھے۔مولانا احمد یار خان نعیمی گجراتی آپ کے ہم مدرس تھے۔ تکمیل علوم کے بعد وطن واپس آکر دورۂ حدیث برادر بزرگ شیخ الحدیث مولانا محب النبی ہاشمی سے پڑھا اور سند حدیث حاصل کی۔

۱۹۳۱ء میں فراغت کے بعد بجار والد ضلع فیصل آباد کے ایک مدرسہ میں اعزازی طور پر تدریس کا آغاز کیا۔اس دوران آپ کے والد بزرگوار کا انتقال ہوگیا۔لہٰذا آپ واپس اپنے گاؤں بھوئی گاڑ تشریف لے آئے۔آپ کے انداز تدریس اور علمی تجربہ کے پیش نظر اکثر مدراس دینیہ کی خواہش ہوتی کہ وہ ان کے یہاں سلسلہ تدریس شروع کریں اور ان کے مدراس کو رونق بخشیں۔

چنانچہ بھوئی گاڑ کے علاوہ جامعہ غوثیہ گولڑہ شریف، جامعہ محمدیہ بھیرہ شریف، جامعہ رضویہ وار برٹن، دارالعلوم خانقاہ مکھڈ، دارالعلوم ترک شریف میانوالی۔دارالعلوم لالہ موسیٰ میں پڑھاتے رہے۔

حضور شیخ الاسلام مولانا خواجہ پیر مہر علی شاہ گولڑوی کے ہاتھ پر سلسلہ چشتیہ نظامیہ

میں بیعت کی ۔آپ مزاجاً مدرس تھے اور تقریباً بیالیس سال درس وتدریس کی ۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں بھرپور کردار ادا کیا ۔جلسوں میں تقاریر کیں اور جلوسوں کی قیادت کرتے ہوئے گرفتار ہوئے اور قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کیں ۔ یکم صفر بمطابق ۱۷ جون ۱۹۲۱ء آپکی شادی موضع ڈھیری مہلو نواح بھوئی گاڑ کے ایک علمی خاندان میں ہوئی ۔

اولاد نرینہ میں دو فرزند تھے ۔مولانا ڈاکٹر حسن الدین ہاشمی اور دوسرے بچپن میں فوت ہو گئے ۔ بروز منگل دو شوال المکرم ۱۳۹۲ھ بمطابق ۱۴ نومبر ۱۹۷۶ء کو صبح آٹھ بجے جامع مسجد غوثیہ مہریہ بھوئی گاڑ کے حجرہ میں مصروف مطالعہ تھے کہ دل کا شدید دورہ پڑھا اور آپ پر سکتہ طاری ہو گیا۔ساڑھے پانچ گھنٹے اسی حالت میں گزرے آخر دن کے ایک بجے فوت ہو گئے ۳ شوال ۱۳۹۲ھ بروز بدھ آپ کی نماز جنازہ برادر مکرم شیخ الحدیث مولانا محب النبی ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھائی اور حسب وصیت والد ماجد کے پہلو میں سپردِ خاک کیا۔

علم وعرفان کا یہ آفتاب مہتاب بن کر چمکتا رہا اور متلاشیان علم کی آب یاری کرتا رہا اللہ تعالیٰ انکی قبر پر ہزاروں رحمتیں نازل فرمائے ۔(آمین)

شیخ الجامعہ مولانا محب النبی ہاشمی

مولانا محب النبی بن مولانا احمد الدین ۱۳۱۴ھ بمطابق ۱۸۹۶ء کو بھوئی گاڑ میں پیدا ہوئے۔آپ کی والدہ ماجدہ ڈھیری مہلو کی تھیں۔ابتدائی کتب کی تعلیم والد ماجد سے حاصل کی۔صرف ونحو کی بعض کتب کی تعلیم مولانا نواب علی ہزاروی سے موضع پانوں ڈھیری ضلع مانسہرہ سے حاصل کی۔

یہاں مولانا صاحبزادہ محمد اسحاق نقشبندی مجددی شنئی بالا ضلع مانسہرہ آپ کے ہم درس تھے۔فلسفہ کی بعض کتب اور خصوص الحکم وفتوحات مکیہ شیخ الاسلام مولانا پیر مہر علی شاہ صاحب سے دربار عالیہ چشتیہ گولڑہ شریف سے پڑھیں۔اعلیٰ تعلیم کیلئے دہلی ہندوستان چلے گئے۔بعض فنون کی تکمیل کیلئے مدرسہ اجمیر شریف ہندوستان میں مولانا مشتاق احمد کانپوری کی خدمت میں حاضر ہو کر زانوئے تلمذ طے کیا۔

دورہ حدیث مدرسہ عالیہ مسجد فتح پوری دہلی میں مولانا عبداللطیف سے پڑھا۔بعد ازاں حضرت قبلہ عالم پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی علیہ الرحمہ سے دوبارہ حدیث پڑھی اور سند حاصل کی۔آپ کو حضرت قبلہ عالم علیہ الرحمہ نے ۱۲ صفحات پر مشتمل سند حدیث عطا فرمائی تھی جو کہ پروفیسر ڈاکٹر حسن الدین ہاشمی حال مقیم امریکہ کے پاس محفوظ ہے۔

فراغت کے بعد مدرسہ بڑودہ شریف جامعہ امدادیہ مظہر الاسلام بندیال ضلع خوشاب دار العلوم اویسیہ جنیدھڑ شریف گجرات، مدرسہ دربار پیر صلاح الدین فیصل آباد، دار العلوم غوثیہ گولڑہ شریف، جامعہ نظامیہ وزیر آباد، مدرسہ نعمانیہ لاہور، جامعہ محمدیہ جھنگ، جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی میں درس وتدریس کی مسند کو رونق بخشی۔آپ گولڑہ شریف میں تدریس کے فرائض کے علاوہ مسند افتاء پر بھی فائز تھے گولڑہ شریف کی لائبریری میں

آپ کے قلمی فتاویٰ موجود ہیں۔

مولانا سید شاہ حسین گردیزی لکھتے ہیں!

آپ قرونِ اولیٰ کے علماء کے تقوٰی وطہارت اور علم وفضل کی تصویر تھے۔ اکابر اسلاف کی سادگی و وقار کا عملی نمونہ تھے۔۔۔۔فضاء اُن کے آوازۂ علم وفضل سے گونجتی رہی۔ کراچی سے خیبر تک ان کا علمی سکہ جما ہوا تھا۔ مدارس اسلامیہ میں ان کا شور تھا۔ تشنگانِ علم مقناطیسی کشش کی طرح کھچے چلے آرہے تھے۔ (تجلیاتِ مہرانور، صفحہ ۷۹۳)

۱۹۵۳ءاور ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں آپ نے بھرپور حصہ لیا اور اپنے جذبۂ ایمانی سے اپنے خطابات کے ذریعے لوگوں لوگوں میں عقیدہ ختم نبوت کے بارے میں بیداری پیدا کی۔ دوران تحریک آپ کو گرفتار کیا گیا۔ اٹک اور راولپنڈی کی جیل میں کئی ماہ تک اسیر بھی رہے۔

آپ کا ذہد وتقویٰ عبادت وریاضت اپنی مثال آپ تھا۔ آپ کی اہلیہ محترمہ رحمۃ اللہ علیہا کے پاس قرآن پاک ترجمہ کنز الایمان کا ایک قدیم نسخہ تھا جس کی حضرت خواجہ صاحب بلا ناغہ تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ اور نعتیہ کلام کا مشہور ومعروف مجموعہ ''حدائقِ بخشش'' کی نعتیں اکثر وبیشتر پڑھتے تھے۔

مشاہیر تلامذہ

مولانا عبد الغفور ہزاروی، مولانا پیر اعظم شاہ، مولانا غلام ربانی ہزاروی، مولانا عطاء اللہ چشتی بندیال، مولانا حسن دین ہاشمی، مولانا عبد الغفور ہزاروی، مولانا سید غلام محی الدین شاہ سلطان پوری، مولانا سید حسین شاہ سلطان پوری، پیر عبد الحق سجادہ نشین گولڑہ شریف، پیر معین الحق شاہ، مفتی عبد القیوم ہزاروی، مولانا فدا النبی ہاشمی، مولانا عبد الرزاق برہ

زئی، مولانا نور الٰہی انور چشتی، مولانا قاضی عبدالحق ہاشمی، مولانا عبدالحنان ہاشمی، مولانا محفوظ الرحمن برہ زئی، مولانا غلام اللہ خان۔ مولانا محمد اسحاق نظیری، مولانا محمد بخش ہزاروی۔

اولادِ امجاد

١) علامہ نثار النبی ہاشمی ٢) علامہ مشتاق النبی ہاشمی

٣) علامہ فدا النبی ہاشمی ٤) علامہ مختار النبی ہاشمی

٥) علامہ پیر مفتی ظہور اللہ ہاشمی اور چار صاحبزادیاں ہیں۔

٢٠ ربیع الاول ١٣٩٦ھ بمطابق ٢١ مارچ ١٩٧٦ء کو آپ کا انتقال ہوا۔ نماز جنازہ مولانا خدا بخش خطیب جامع مسجد دربارِ عالیہ گولڑہ شریف نے پڑھائی۔ اپنے خاندانی قبرستان بھوئی گاڑ میں دفن ہوئے۔

مولانا حکیم احمد حسن قریشی ہاشمی

آپ ۱۹۲۷ء میں بھوئی گاڑ میں پیدا ہوئے۔ابتدائی تعلیم اپنے والد مولانا عبد الحئی قریشی سے حاصل کی اور سند فراغت مولانا سلطان محمود کوٹھیالہ شیخان ضلع گجرات سے حاصل کی۔تصنیف وتالیف اور درس وتدریس آپ کا پسندیدہ شعبہ تھا۔''اوزان شرعیہ'' آپ کی مشہور تصنیف تھی۔لیاقت علی خان، ضیاء الحق ، ایوب خان ، شاہ فیصل کو آپ نے ڈیم بنانے ،شریعت کے نفاذ اور قدرتی معدنیات کی دریافت کیلئے مختلف مواقع پر خطوط لکھے۔ قدیم دواخانہ ربانیہ دارالعلاج جو دوسو(۲۰۰) سال سے بھوئی میں کام کررہا ہے۔اس کی جدید عمارت میں منتقلی ۱۹۸۰ء میں ہوئی۔

آپکے بیٹے مولانا بدر الدین احمد قریشی ،حکیم محی الدین احمد قریشی ، قاری سراج الدین احمد قریشی، قاری شہاب الدین احمد قریشی ،مولانا صدر الدین احمد قریشی اور پانچ بیٹیاں ہیں۔آپ کی وفات ۱۹۹۲ء میں ہوئی آپ کو آبائی قبرستان میں دفن کیا گیا۔

آپ آل پاکستان طبی بورڈ کے ممبر تھے۔آپ کے طب پر ماہر ہونے کی وجہ سے غورغوشتی کے خوانین نے آپ کو وہاں جانے کی درخواست کی آپ نے فرمایا۔ میں اپنے خاندان کی اس مسند کو چھوڑ کر وہاں جانا پسند نہیں کرتا۔

مولاناڈاکٹرحسن الدین ہاشمی

شیخ الفقہ والقانون مولاناڈاکٹرحسن الدین ہاشمی بن فرید العصر مولانا فریدالدین بن مولانا احمدالدین بن مولانا امیرحمزہ ۱۲ دسمبر ۱۹۳۰ء بھوئی گاڑ میں پیدا ہوئے۔آپ نے ابتدائی تعلیم بھوئی گاڑ اور بعد ازاں بھیرہ شریف ضلع سرگودھا میں مولانا محی الدین بھیروی سے حاصل کی۔صرف ونحو کی کتب اپنے والد ماجد سے منڈی ضلع شیخو پورہ میں پڑھیں۔

دیگرعلوم وفنون کی کتب مدرسہ عربیہ انوار العلوم ملتان میں پڑھنے کے بعد کتب احادیث (صحاح ستہ) جامعہ غوثیہ گولڑہ شریف میں اپنے عم مکرم استاذ العلماء مولانا محب النبی ہاشمی سے پڑھ کر سند فراغت کے بعد دارالعلوم حزب الاحناف لاہور میں مسند تدریس پر فائز ہوئے اور ساتھ ہی مسجد شمس الدین مصری شاہ لاہور میں خطابت کا سلسلہ شروع کیا۔کچھ عرصہ دارالعلوم انجمن نعمانیہ لاہور میں تدریسی خدمات سرانجام دیں۔

جامعہ اسلامیہ بہاول پور میں فقہ وقانون کے استاذ مقرر ہوئے۔۱۹۷۲ء میں علماء اکیڈمی محکمہ اوقاف لاہور میں لیکچرار مقرر ہوئے۔۱۹۷۴ء میں دوبارہ بہاول پور یونیورسٹی تشریف لے گئے۔رخصت پر لاہور تشریف لائے تو جامعہ نظامیہ رضویہ کے طلباء کو درس حدیث دینا شروع کر دیا۔نہ صرف کامل مدرس تھے بلکہ صاحب قلم بھی تھے،کئی کتب کے مصنف ہیں،اخبارات ورسائل میں مضامین شائع ہوئے۔

لاہور میں تدریس وخطابت کے دوران آپ نے ماہنامہ ''ترجمان حقیقت'' جاری کیا جامعہ اسلامیہ بہاول پور کے مجلہ کی ادارت بھی فرماتے رہے۔۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں آپ نے بھرپور حصہ لیا اور اسیر بھی رہے۔

تصنیف وتالیف کے شعبے کے ساتھ منسلک ہیں۔آپ نے کئی موضوعات پر اردو اور انگریزی زبانوں میں کتابیں تحریر فرمائی ہیں۔''حیات شیخ احمد'' آپ کی تحریر کی ہوئی خاندانی سوانح حیات ہے۔لاس اینجلس امریکہ میں انٹرنیشنل اسلامی ادارہ قائم کررکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ صحت وتندرستی عطا فرمائے۔خاندان ہاشمی بھوئی گاڑ کے چشم و چراغ کی روشنی پوری آب وتاب کے ساتھ جاری رہے۔آمین

اولادامجاد:

دو بیٹے دو بیٹاں

۱) ڈاکٹر طاہر حسن ہاشمی ۲) ڈاکٹر شاہد حسن ہاشمی

علامہ ڈاکٹر حسن الدین ہاشمی کی والدہ کی قبر دربار صلاح الدین فیصل آباد میں ہے اوران کی بڑی صاحبزادی کی قبر قبرستان میانی شریف لاہور میں ہے۔

مولانا قاضی محمد اشرف ہاشمی

آپ ۱۹۴۴ء میں بھوئی شریف میں پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم مدرسہ بھوئی شریف اور گورنمنٹ مڈل سکول پوڑ میانہ میں حاصل کرنے کے بعد پاکستان آرمی میں چلے گئے۔
حضرت خواجہ قاضی غلام یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ کی نورِ نظر سے شادی ہوئی اور قطبال تحصیل فتح جنگ ضلع اٹک میں سکونت اختیار کر لی۔

ذاتی کاروبار (کریانہ سٹور) اور حکمت کو پیشہ روزگار اختیار کیا اور دواخانہ ''دار الشفاء'' قائم کیا خواجہ غلام یحییٰ کے قائم کردہ مدرسہ اور مسجد میں امامت کے فرائض ادا کیے، بچوں اور بچیوں کو قرآن پاک کی تعلیم دیتے تھے۔ نہایت خوش اخلاق اور قرآن و حدیث سے محبت کرنے والے اور اکثر اوقات قرآن پاک کی تلاوت میں مشغول رہتے تھے۔
۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں آپ میدانِ عمل میں رہے اور اٹک جیل میں قید بھی رہے۔ آپ کی وفات ۱۹۸۷ء میں ہوئی۔ خوش اخلاقی اور مہمان نوازی میں مشہور تھے اللہ تعالیٰ نے تین بیٹے اور دو بیٹیاں عطا فرمائی۔ بیٹوں کے نام درج ذیل ہیں:

۱۔ قاضی صاحبزادہ عمر سجاد ہاشمی:

پاکستان نیوی، فوجی فاؤنڈیشن میں خدمات سرانجام دینے کے بعد بحریہ یونیورسٹی میں فرائض سرانجام دے رہے ہیں اور فضولیاں (گوجر خان) میں سکونت اختیار کر لی ہے۔

اولاد: چھ بیٹے دو بیٹیاں

۱۔	انور سجاد	۲۔	عامر سجاد
۳۔	عدنان سجاد	۴۔	عاطف سجاد
۵۔	عثمان سجاد	۶۔	عاصم سجاد

۲۔قاضی صاحبزادہ ظفر سجاد جامی:

درویش صفت اور صوفی مزاج انسان ہیں۔ کاروبار کے سلسلے میں گوجرانوالہ میں رہائش پذیر ہیں۔

۳۔قاضی صاحبزادہ شمس العارفین نظامی:

مسجد اقصیٰ میں دین کی خدمت پر مامور ہیں۔ ان کے بیٹے مبلغ دعوت اسلامی صاحبزادہ قاضی محمد نعمان قادری ہاشمی ان کی معاونت فرما رہے ہیں۔ دربار عالیہ پیر سید مظفر حسین شاہ بخاری میں خطابت کر رہے ہیں۔

مولانا قاضی شمس الدین احمد قریشی

مولانا قاضی شمس الدین احمد بن مولانا غلام ربانی قریشی بھوئی گاڑ میں پیدا ہوئے آپکی والدہ ماجدہ فاطمہ جان موضع ڈھیری مہلو کی تھیں، ابتدائی تعلیم بھوئی گاڑ میں حاصل کی۔اعلیٰ تعلیم کیلئے مولانا قاضی ضیاء الدین مولانا حکیم احمد حسن قریشی کے ہمراہ موضع انہی ضلع گجرات میں مولانا ولی اللہ کے پاس تشریف لے گئے۔

دورہ حدیث ۱۹۵۰ء میں مدرسہ خادم العلوم نبوت ضلع منڈی بہاو الدین میں مولانا سلطان محمود شاگرد مولانا محمود الحسن دیوبندی سے کیا۔سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں مولانا خواجہ محمد عبداللہ سجادہ نشین سراجیہ کندیاں ضلع میانوالی سے بیعت ہوئے اوران کی وفات کے بعد مخدوم العلماء حضرت خواجہ خان محمد دامت برکاتھم العالیہ سے تجدید بیعت کی۔

۱۹۶۸ء میں مدرسہ اشرفیہ تعلیم القرآن حسن ابدال کے مدرس بنے۔اسلامی مشن حسن ابدال کے بانی تھے۔تبلیغی جماعت سے تعلق تھا،اندرون ملک و بیرون ممالک کا سفر کیا بروز پیر ۲۰ رجب المرجب ۱۴۰۹ھ بمطابق ۲۶ فروری ۱۹۸۹ء کوفوت ہوئے۔

نماز جنازہ مولانا قاضی ضیاء الدین قریشی نے پڑھائی اور نزد جامع مسجد گلزار مدینہ کے قبرستان میں دفن ہوئے۔آپ کی اولاد میں چار فرزند ہیں۔

۱) مولانا قاضی محمد یوسف قریشی

۲) مولانا قاضی محمد قاسم قریشی

۳) مولانا قاضی محمد معین الدین قریشی

۴) مولانا قاضی محمد طیب قریشی

مولانا عبدالصالح ہاشمی

نہایت متقی پرہیز گار انسان تھے۔ابتدائی تعلیم بھوئی شریف میں حاصل کی اسکے بعد پاکستان آرمی ملازمت کرنے کے بعد سعودی عرب بسلسلہ روزگار تشریف لے گئے۔ ٹرانسپورٹ کے کاروبار کیساتھ منسلک رہے۔

مرکزی جامع مسجد غوثیہ مہریہ بھوئی شریف میں امامت وخطابت سرانجام دیتے رہے۔۱۶ اگست ۱۹۸۹ء کو آپ کا وصال ہوا۔آپ کا مرقد انور بھوئی شریف میں ہے۔ان کے تین بیٹے ہیں۔

۱۔ مولانا ضیاء الحق ہاشمی

۲۔ مولانا افتخار الحق ہاشمی

۳۔ مولانا حبیب الحق ہاشمی

مولانا قاضی عبدالحنان ہاشمی

تاریخ وفات ۲۴ مارچ ۲۰۱۰ء

قاضی عبدالحنان بن محمد غوث بن احمد دین بن امیر حمزہ بن شیخ احمد بن محمد عباس بن سنت اللہ بن قاضی عبدالوہاب (میانہ موہڑہ تحصیل گوجرخان)۔

مولانا عبدالحنان ہاشمی ۱۹۲۵ء میں بھوئی شریف میں پیدا ہوئے۔ابتدائی تعلیم مدرسہ بھوئی شریف میں حاصل کی۔علامہ محب النبی ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں۔ان کی زیر تربیت دینی علوم حاصل کیے۔امامت وخطابت کے پیشے کیساتھ منسلک رہے۔

آپ کا مزار چھپریاں (قطبال) میں واقع ہے آپ کے دو بیٹے ہیں۔

۱۔ مولانا اسرارالحق ہاشمی

۲۔ مولانا انوارالحق ہاشمی

مولانا حبیب الحق ہاشمی

۲۸ مئی ۱۹۶۱ء میں بھوئی گاڑ میں پیدا ہوئے۔ابتدائی تعلیم بھوئی گاڑ میں حاصل کرنے کے بعد جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی حضور پیر سید حسین الدین سلطان پوری کے پاس دینی علوم حاصل کیے اور سند فراغت حاصل کرنے کے بعد محکمہ تعلیم میں ملازمت کا آغاز کیا۔

شریں بیان مقرر خطیب اور عظیم مدرس تھے،مختلف تقاریب میں اسٹیج سیکرٹری کے فرائض سرانجام دیتے تھے۔

خاندان میں نہایت احترام کی نظر سے دیکھے جاتے تھے۔محلہ وارث خان، رانی بازار و دیگر مساجد میں امامت وخطابت کا فریضہ سرانجام دیا۔13 اپریل 2017ء کو وفات پائی۔نماز جنازہ کی امامت حضور پیر سید انعام الحق شاہ صاحب نے ادا فرمائی۔ان کا مزار انکے آبائی قبرستان بھوئی گاڑ میں واقع ہے۔

آپ کے اولاد میں 4 بیٹے اور ایک بیٹی شامل ہے۔

۱۔	محمد حسین الحق ہاشمی	۲۔	حافظ تنزیل الحق ہاشمی
۳۔	محمد بلال ہاشمی	۴۔	محمد علی ہاشمی

قاضی عبدالعزیز ہاشمی

قاضی عبدالعزیز بن قاضی شمس الدین بن قاضی خداداد بن قاضی شیخ احمد بن قاضی علی احمد

آپ فضولیاں تحصیل گوجر خان میں پیدا ہوئے، تعلیم مکمل کرنے کے بعد پاکستان نیوی میں آفیسر بن گئے، قاضی عبدالحق ہاشمی کے بہنوئی تھے۔نہایت نیک سیرت خوش اخلاق تھے۔20 مارچ 1998ء میں آپ کا وصال ہوا۔آپ کا مرقد انور فضولیاں (گوجر خان) میں واقع ہے آپ کے تین بیٹے اور پانچ بیٹیاں ہیں۔بیٹوں کے نام درج ذیل ہیں:

۱۔ قاضی عزیز انور ہاشمی ۲۔ قاضی ممتاز انور ہاشمی

۳۔ قاضی شہناز انور ہاشمی ۴۔ قاضی عزیز احمد ہاشمی

۵۔ قاضی عزیز اکبر ہاشمی

آپ کے بھائی قاضی سردار احمد ہاشمی مجذوب اور غیر شادی شدہ تھے اور سائیں کے لقب سے پکارے جاتے تھے۔

مولانا صوفی عبدالحکیم ہاشمی

عبدالحکیم بن عبدالرحیم بن عبدالقادر بن حافظ ولی اللہ بن میاں فضل بن شیخ احمد آپ ڈھکالہ تحصیل کلرسیداں میں 1916ء میں پیدا ہوئے اور تمام دینی تعلیم حاصل کرنے کے بعد امامت وخطابت کے پیشے کیساتھ منسلک ہوگئے۔

آپ کے بیٹے صاحبزدہ قاضی مشتاق انور ہاشمی پاکستان آرمی میں میڈیکل کے شعبے کے ساتھ منسلک رہنے کے بعد پرائیویٹ جاب کررہے ہیں۔UNO میں خدمات سر انجام دیں۔صاحبزادہ حبیب اللہ ہاشمی عرف ڈپٹی صاحب اور محمد حنیف ہاشمی نہایت نیک سیرت اور صوفی مزاج آدمی ہیں۔

صاحبزادہ قاضی مشتاق انور کے بیٹے گوہر مشتاق ہاشمی ایم فل کرنے کے بعد پی ایچ ڈی کرتے ہوئے گورنمنٹ ہائی سکول سسرال میں کام کررہے ہیں۔صاحبزادہ عاطف سجاد نومی بن صاحبزادہ عمر سجاد ہاشمی خوش اخلاق ملنسار اور ادارہ منہاج القرآن لاہور کے فاضل ہیں اور فضولیاں (گوجرخان) میں سوشل خدمات سرنجام دے رہے ہیں۔

مولانا صوفی عبدالحکیم ہاشمی کا وصال 2016ء میں ہوا آپ کا مزار ڈھکالہ تحصیل کلر سیداں راولپنڈی میں واقع ہے۔

الحاج صاحبزادہ عبدالباقی

صاحبزہ عبد الباقی بن صاحبزادہ پیر عبد القیوم سجادہ نشین آستانہ عالیہ شناہی بالا مانسہرہ میں پیدا ہوئے ، پاکستان آرمی میں میڈیکل کے شعبے کیساتھ منسلک رہے ۔ علامہ محب النبی ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ کی نورنظر سے شادی ہوئی اوران کے حکم پر بھوئی شریف میں رہائش پذیر ہوئے ۔خوش اخلاق نیک اورمتقی انسان ہیں ۔ ان کے بیٹے صاحبزادہ عمر سجاد ہاشمی کاروبار کے پیشے کیساتھ وابستہ ہیں ۔ اللہ تعالیٰ نے رومی صاحب کو دو بیٹے عطا فرمائے ۔
صاحبزادہ اشعر حسین ہاشمی ،صاحبزادہ علی حسن ہاشمی

رومی صاحب کا نکاح حضرت پیر مفتی ظہور اللہ ہاشمی سجادہ نشین آستانہ عالیہ بھوئی شریف کی نورنظر سے ہوا ۔ رومی صاحب کا نکاح حضور پیر سید نصیر الدین نصیر رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھایا۔

صاحبزادہ عبدالباقی صاحب کا ایک بیٹا اور دو بیٹیاں ہیں ۔

قاضی محمد شریف ہاشمی

میانہ موہڑہ تحصیل گوجرخان میں صاحبِ جائیداد تھے۔مسکین اور منکسر المزاج اور عاجز انسان تھے۔صوم وصلوۃ کے پابند تھے۔آپ کے تین بیٹے اور چھ بیٹیاں ہیں۔

۱) قاضی مطلوب الرحمن ہاشمی ۲) قاضی لطیف الرحمن ہاشمی

۳) قاضی انیس الرحمن ہاشمی

آپ کا مزار میانہ موہڑہ میں حضرت خواجہ قاضی عبدالوہاب ہاشمی کے مزار پاک کے پاس ہے

قاضی محمد شفیع

قاضی محمد شفیع بن مولوی فخر الدین بن محمد جی بن فضل الدین (چھچیاں حضرو) سے پنڈ فتح تحصیل فتح جھنگ میں رہائش پذیر ہوئے۔حضرت خواجہ قاضی مفتی غلام یحییٰ ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ کی لختِ جگر کے ساتھ شادی ہوئی۔خوش اخلاق، مہمان نواز اور صوفی انسان تھے۔ آپ کا مزار اسماعیل نزدمیکی ڈھوک تحصیل فتح جھنگ میں واقع ہے۔اللہ تعالیٰ نے آپ کو دو بیٹے عطا فرمائے۔

۱) قاضی صاحبزادہ ریاض الحق ہاشمی

۲) قاضی صاحبزادہ مفتی اسرار الحق ہاشمی

مولانا قاضی محمد عارف (قطبال)

مولانا قاضی محمد عارف بن قاضی محمد صابر۔آپ مرکزی جامع مسجد قطبال کی امامت وخطابت کی مسند پر فائز ہیں۔دینی ودنیاوی علوم پر عبور حاصل ہے۔

اُردو، فارسی، عربی، انگلش پر کمال حاصل ہے۔سینکڑوں طلباء کو ترجمہ قرآن پاک اُردو، انگلش پڑھا چکے ہیں۔مختلف تفاسیر اور علوم وفنون کے ماہر ہیں۔

راقم الحروف نے قبلہ قاضی محمد عارف صاحب کے پاس ترجمہ قرآن پاک، تفسیر حسینی پڑھنے کی سعادت حاصل کی ہے۔اللہ تعالیٰ نے قاضی صاحب کو اسلاف علماء ومشائخ کی خوبیوں سے نواز رکھا ہے۔ عجز وانکساری، تقویٰ و پرہیز گاری اور خداداد ذہانت جیسی نعمتیں اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا کی ہوئی ہیں۔

گورنمنٹ ہائی سکول قطبال میں درس وتدریس کے ساتھ وابستہ رہنے کے بعد ہزاروں علماء اور طلباء کو زیور علم سے روشناس کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اچھی صحت، عمر اور برکتیں عطا فرمائے۔قاضی صاحب کے تین بھائی اور ہمشیرہ ہیں۔بھائیوں کے نام ہیں:

حضرت علامہ قاضی محمد فاروق، علامہ قاضی محمد طارق، قاضی محمد شاہد وسیم

اولاد

اللہ تعالیٰ نے ایک بیٹی کی دولت سے نوازا ہے۔

نگاہ بلند سخن دلنواز جان پُرسوز　　　یہی ہے رخت سفر میر کارواں کیلئے

مولانا حسین احمد قریشی

مولانا حسین احمد بھوئی شریف میں مولانا عبدالحیٔ کے گھر ۱۹۵۹ء میں پیدا ہوئے۔

جمعیۃ علماء اسلام کے سرگرم اور فعال رہنماؤں میں آپ کے کا شمار ہوتا تھا۔ مولانا محمد عبداللہ درخواستی رحمۃ اللہ علیہ کے آپ شاگرد اور مرید بھی تھے۔ حضرت درخواستی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو مجاز بیعت بھی فرمایا تھا۔ تبلیغی جماعت کے ساتھ تعلق تھا۔ جامع مسجد بھوئی میں امامت و خطابت کرتے تھے۔ ۱۹۹۱ء سے ۲۰۱۶ء تک ہائی سکول پوڑ میانہ میں تدریس کرتے رہے۔

پیر سید نصیر الدین نصیر گیلانی کی کتاب ''نام و نسب'' کے جواب میں ایک کتاب ''سید نصیر الدین گیلانی اور ساداتِ بنو امیہ'' تصنیف فرمائی۔ علاوہ ازیں چند مختصر رسالے حضرت امیر معاویہ کے حالاتِ زندگی کی مختصر جھلک، احکامِ عشر، چہل احادیث، فضائل ومسائل قربانی اور تحفہ رمضان المبارک بھی تحریر فرمائے۔

مولانا حسین احمد قریشی ۱۲، اپریل ۲۰۱۸ء کو وصال فرما گئے۔ آپ کی نماز جنازہ آپ کے برادر مولانا ابوبکر قریشی نے پڑھائی اور آپ کے جانشین آپ کے برادر زادہ مولانا شہاب الدین قریشی جامع مسجد کے خطیب قرار پائے۔

مولانا ماسٹر محمد صدیق ہاشمی

مولانا ماسٹر محمد صدیق ہاشمی بن محمد شفیع ہاشمی بن امیر حمزہ ہاشمی بن محمد اعظم ہاشمی تاریخ پیدائش مارچ ۱۹۳۹ء میانہ موہڑہ تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی میں پیدا ہوئے۔آپ نے ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد اپنی زندگی کا ابتدائی دور آپ نے قطبال میں بسر کیا۔

۱۹۶۱ء میں آپ محکمہ تعلیم کے ساتھ وابستہ ہو گئے اور ۱۹۹۵ء میں ریٹائرڈ ہوئے آپ نے پوری زندگی بزرگان دین اور اولیاء کی خدمت میں گزاری۔آپ کی خصوصی نسبت خواجہ محمد شریف چشتی اجمیری گولڑوی نزد پنڈی گجراں ضلع چکوال کے ساتھ تھی۔آپ صوفی، فقیر درویش اور عالم باعمل تھے' کئی عمرے اور حج بھی ادا کیئے۔

گاؤں کی مسجد کی تعمیر و ترقی میں نمایاں کردار ادا کیا۔اپنی مسجد میں میلاد النبی علیہ السلام کے موقع پر خاندان ہاشمی قطبال خاندان ہاشمی بھوئی گاڑ کو خصوصی دعوت دیتے تھے۔

آپ کی اولاد میں چار بیٹیاں اور دو بیٹے علامہ ناصر صدیق ہاشمی، افتخار احمد ہاشمی ہیں۔خاندان میانہ موہڑہ تحصیل گوجر خان کے عظیم چشم و چراغ تھے۔

آپ کی وفات مورخہ ۱۳ جنوری ۲۰۱۶ء کو ہوئی۔

جانشین شیخ الجامعہ قاضی مفتی پیر ظہور اللہ ہاشمی

حضرت خواجہ محب النبی ہاشمی جب خواجہ گوہر الدین جیبندڑ شریف ضلع گجرات کے دار العلوم میں منصب درس تدریس پر فائز تھے۔تو اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک نور نظر اور لخت جگر ادا کیا جو ۱۹۴۷ء میں پیدا ہوئے' جن کا نام ظہور اللہ ہاشمی رکھا گیا۔

خواجہ گوہر الدین جیبندڑ شریف نے روحانی فیض عطا کیا اور روحانی بیٹا بنایا۔ صرف ونحو، فقہ، اصول، اسماء الرجال، قرآن و حدیث کی کتاب اپنے والد گرامی، مفتی محمد حسین نعیمی، سید محمود احمد رضوی، قاری غلام رسول سعیدی سے حاصل کیں۔ والد گرامی کی برکت اور مستند اساتذہ کی راہنمائی کی بدولت، درس و تدریس کے پیشے کے ساتھ منسلک رہے۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء کے دوران آپ لاہور میں بند روڈ شیزان فیکٹری کے نزدیک جامع مسجد غوثیہ میں خطیب تھے۔جب آپ نے ختم نبوت کے موضوع پر خطابات ارشاد فرمائے تو مرزائیوں نے ایک ہنگامہ کھڑا کر دیا اور آپ کے کمرے کو آگ لگا دی جس کے نتیجے میں آپ کی کتابیں اور کپڑے جل گئے۔اس تحریک میں آپ گرفتار ہو کر اسیر بھی رہے۔

خوش الحاں خطیب، مبلغ یورپ اور بے باک ترجمان مسلکِ اہل سنت تھے۔ ''خطبات امریکہ'' پر مشتمل خطبات مطبوعہ ہیں۔خواجہ محب النبی ہاشمی کی وفات سے دو دن قبل والدہ ماجدہ کے اصرار پر آپ کو خلافت اور روحانی فیض عطا ہوا۔مختلف اداروں کی سرپرستی فرماتے رہے ہیں۔

☆ قرآن اکیڈمی للبنات بھوئی شریف

☆ جامعہ ہاشمیہ فاؤنڈیشن راولپنڈی

☆ کاروان اویسیہ ہاشمیہ (عمرو وحج) راولپنڈی

☆ صدر جمعیت مشائخ پاکستان

☆ صدر متحدہ علماء ومشائخ کونسل

آپ کے دو بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں۔صاحبزادہ عبدالنبی ہاشمی اور صاحبزادہ اویس ہاشمی، خواجہ محب النبی ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے آخری دنوں میں حکیم صاحب لاہور سے آپ کی ادویات لینے کیلئے گئے ہوئے تھے۔

واپسی میں والد گرامی کی وفات کی اطلاع ملی فاروقیہ سے پیدل آرہے تھے راستے میں قاضی عبدالحق ہاشمی اپنے خاندان کے افراد کے ساتھ نماز جنازہ میں شرکت کیلئے آرہے تھے۔قاضی صاحب کے ساتھ مفتی صاحب بھوئی تشریف لائے اور نماز جنازہ میں شرکت کی۔مفتی ظہور اللہ ہاشمی ایک ماہ علیل رہنے کے بعد ۱۹ اپریل ۲۰۱۹ءشعبان المعظم ۱۴۴۰ھ بروز منگل بوقت ظہر ۲ بجے الشفاء ہسپتال راولپنڈی میں انتقال فرما گئے۔بدھ کو بھوئی شریف میں ان کی نمازِ جنازہ ادا کی گئی اور اپنے اجداد کے قبرستان میں محوِ خواب ہو گئے۔

مفتی ظہور اللہ ہاشمی فقیر اور درویش منش انسان تھے بقول اقبال رحمۃ اللہ علیہ:

فقر ذوق، شوق، تسلیم ورضا است

ما امینم ایں متاع مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم است

مولانا مختار النبی ہاشمی

علامہ مختار النبی ہاشمی، خواجہ محب النبی ہاشمی کے صاحبزادے ہیں۔ خاندان میں ڈاکٹر صاحب کے لقب سے یاد کئے جاتے تھے۔ خوش اخلاق، مہمان نواز تھے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کرنے کے بعد مختلف اساتذہ کی نگرانی میں حدیث فقہ اور دوسری کتب کی تعلیم حاصل کی۔

۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت کے دوران انجن شیڈ لاہور میں خطیب پاکستان مولانا غلام الدین رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے مولانا محمد رفیق کے ہاں قیام پذیر تھے۔ ان کے ہمراہ تحریک میں حصہ لیا جلوسوں میں شامل ہوئے اور گرفتار بھی ہوئے۔

پوری زندگی درس وتدریس کے ساتھ وابستہ رہے۔ جامع مسجد غوثیہ رضویہ (پنڈ) بھوئی گاڑ اور جامع مسجد غوثیہ احاطہ میں دینی خدمات سرانجام دیں۔ دی فاؤنڈر سیکنڈری سکول احاطہ میں پڑھاتے رہے جامع مسجد غوثیہ احاطہ میں پڑھاتے ہوئے معروف سیاسی اور سماجی شخصیت ''حاجی دلدار علی خان کو بھی قرآن پاک پڑھایا۔ حاجی دلدار علی خان کی مذہبی تربیت میں علامہ مختار النبی ہاشمی کا بڑا عمل دخل ہے۔ کامرہ شرقی مجذوب العصر حضرت سید عبداللہ شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کے دربارِ عالیہ سے میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جلوس ہر سال نکالا جاتا ہے جس کا اختتام جامع مسجد احاطہ میں ہوتا ہے۔ ایک عرصہ تک آپ اس جلوس کی قیادت فرماتے رہے اور اختتامی تقریر بھی آپ کی ہوتی تھی۔ آخر میں امامِ عاشقاں امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کا سلام ''مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام'' والہانہ انداز میں پڑھتے تھے۔

آپ کی اولاد میں چار بیٹیاں اور دو بیٹے علامہ محمود النبی ہاشمی، علامہ مبشر احمد ہاشمی ہیں۔ علامہ صاحبزادہ پیر حبیب الحق ہاشمی انکے داماد تھے۔

مولانا فدا النبی ہاشمی

علامہ فدا النبی ہاشمی بڑے باپ کے بڑے صاحبزادے ہونے کی وجہ سے علم و عمل ،تقویٰ اور علماء میں ممتاز مقام رکھتے تھے۔ مدرس ، عالم ،خطیب اور خوش الحاں مقرر تھے۔

ابتدائی تا آخر تمام کتب اپنے والد گرامی حضرت خواجہ محب النبی ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں اور پاک و ہند میں عالمِ اسلام کے مشہور و معروف دار العلوم ''حزب الاحناف لاہور'' میں بھی میں تعلیمی مراحل طے فرمائے۔ ادیبانہ اور مناظرانہ انداز رکھتے تھے۔ منطقی گفتگو میں ہر محفل میں چھا جاتے تھے۔ مختلف مدارس ،مساجد میں دین کی خدمت کی۔ ان کی حق گوئی، بے باکی اور انداز خطابت کی گونج آج بھی تر و تازہ ہے۔

۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت کے دوران آپ چوک یتیم خانہ پکی ٹھٹھی میں مرکزی جامع مسجد میں خطیب تھے۔ آپ نے مولانا مفتی ظہور اللہ ہاشمی کے ہمراہ تحریک میں حصہ لیا اور گرفتار بھی ہوئے۔

اپنے والد گرامی خواجہ محبّ النبی ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ زیادہ وقت رہنے کی وجہ سے وہی انداز وہی گفتار تھی۔ دو شادیاں کی تھیں۔ آپ کی دو بیٹیاں اور دو بیٹے علامہ عامر ہاشمی، علامہ ارشد ہاشمی ہیں۔

مولانا حکیم محمود الحسن قریشی ہاشمی

خوش اخلاق، متقی، پرہیزگار اور صوم وصلوۃ کے پابند تھے۔ ۱۹۳۵ء کو بھوئی گاڑ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم بھوئی گاڑ میں حاصل کرنے کے بعد اعلیٰ تعلیم کیلئے انہی گجرات اور ملتان تشریف لے گئے۔

عالم اور حافظ قرآن تھے۔ جامعہ فرقانیہ راولپنڈی میں مدرس رہے۔ بحرین میں مسجد کے امام رہے۔ مقابلہ تجوید القرآن میں اوّل پوزیشن حاصل کی۔ آپ کے دو بیٹے قاری عطاء المنہم قریشی ہاشمی، قاری عطاء الرحمن قریشی ہاشمی المعروف فرشتہ استاد اور ایک بیٹی ہے۔

عطاء المنہم قریشی ہاشمی ربانیہ دار العلاج میں خصوصی معاون اور حکیم محی الدین احمد قریشی کے دست راست ہیں۔ تمام ادویات کی تیاری اور نگرانی کے امور آپ کے ذمے ہیں۔

حکیم محمود الحسن کے بھائی قاری بدر الدین احمد قریشی ہاشمی بھی حافظ اور عالم دین ہیں بحرین میں ۲۳ سال تک مقیم رہے۔ اب ذاتی کاروبار کے ساتھ بھوئی گاڑ میں مقیم ہیں۔

مولانا قاضی محمد زمان

آپ کا گاؤں لوشر شرفو نز د واہ کینٹ ہے آپ وہاں کے مشہور قاضی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ بھوئی گاڑ میں حضرت مولانا احمد الدین قریشی ہاشمی اور مولانا غلام ربانی قریشی سے دینی تعلیم حاصل کی۔

دینی تعلیم حاصل کرنے کے بعد جامع مسجد غوثیہ رضویہ (پنڈ) بھوئی گاڑ میں ساری زندگی امامت کے فرائض سرانجام دیئے۔ حاجی محمد اکرم اور حاجی محمد دین کے بقول عالم، فاضل، متقی اور جامع شریعت وطریقت تھے۔

ان کا مزار قبرستان (پنڈ) بھوئی گاڑ میں واقع ہے۔

ماسٹر شفقت محمود صفی

شفقت محمود صفی بن صفی الزمان یکم جون ۱۹۷۵ء کو بھوئی گاڑ میں پیدا ہوئے۔ والد کا خاندانی پیشہ تجارت اور پھلوں کی تجارت تھی۔ گجر برادری سے تعلق ہے۔

ابتدائی تعلیم گاؤں میں حاصل کی ،تعلیمی قابلیت M.A اسلامیات، MSC سوشیالوجی اور M.Ed ہے۔شعبہ تعلیم سے وابستگی کی وجہ سے سوشل اور سماجی کردار نمایاں ہے۔ادیب اور فاضل ہونے کی وجہ سے ناول نگار ہیں۔ان کے ناول ایک دل ہزار داستان خمیازہ ،مطبوعہ ہیں۔ مسجد غوثیہ مہریہ کی تعمیر وترقی میں فعال کردار ادا کر رہے ہیں۔ مسجد کی نئی تعمیر توسیع وفراغت اور خوبصورت مینار کی تعمیر میں نمایاں حصہ لیا۔

اہل محلہ اور اپنی برادری کے لوگوں کے ساتھ مل کر جلوس عید میلاد النبی میں بھی مجاہدانہ کردار ادا کیا۔بچپن میں والد گرامی کا سایہ اٹھ جانے کی وجہ سے اپنی ماں، بہنوں اور بھائی کا چٹان بن کر پورا ساتھ دیا اور ان کا سہارہ بنے۔خاندانِ ہاشمی سے محبت اور عقیدت انکو ورثے میں ملی ہے۔

محکمہ تعلیم کی طرف ترغیب دلانے میں راقم الحروف قاضی عرفان الحق نیرؔ نے بھر پور تعاون کیا۔ یہ نوجوان بھوئی گاؤں کیلیئے امید کی نئی کرن ہے۔

مولانا حافظ خالد محمود ہزاروی

خالد محمود ہزاروی بن محمد شیر افضل عباسی نذر آباد حطار تحصیل و ضلع ہری پور میں پیدا ہوئے۔ابتدائی تعلیم حاصل کرنے اور حفظ مکمل کرنے کے بعد جامعہ نعیمیہ گڑھی لاہور جامعہ نظامیہ لاہور، جامعہ فیض القرآن حسن ابدال اور دارالاسلام مکھڈ شریف میں علوم دینیہ حاصل کرنے کے بعد سند فراغت حاصل کی۔مفتی فضل احمد چشتی (لاہور) کے شاگرد ہیں اور انکے ماموں حضرت خواجہ محمد شفیع چشتی سے سلسلہ طریقت میں بیعت ہوئے جو امام الاولیاء پیر سید امام علی شاہ لودھراں رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز ہیں۔

نذر آباد میں امامت وخطابت کے ساتھ ساتھ عظیم الشان لائبریری بنوائی جو شاید اس علاقے میں پہلی باضابطہ لائبریری تھی۔مرکزی جامع مسجد غوثیہ مہریہ بھوئی شریف میں امامت وخطابت کیلئے ایک مستند باعمل اور محترک خطیب کیلئے اہل محلہ اور کمیٹی سے مشاورت مکمل کرنے کے بعد راقم الحروف قاضی عرفان الحق نیرؔ اور حاجی شوکت، ملک فردوس صاحب نے مل کر آپکے والد گرامی کی خدمت میں حاضری دی اور اجازت طلب کی۔

حافظ صاحب کی بھوئی آمد رحمتِ خداوندی ثابت ہوئی آپ نے مسجد کی تعمیر وترقی دارالعلوم کا قیام،فریدالدین لائبریری کا انعقاد، درس وتدریس عظیم الشان تقاریب اور سب سے بڑھ کر تمام احباب سے مل کر سالانہ عید میلاد النبی کے جلوس کا آغاز کیا۔

مولانا نور الٰہی انور چشتی

ازقلم: فضیلۃ الشیخ سید صابر حسین شاہ بخاری قادری (گولڈ میڈلسٹ)

مولانا نور الٰہی انور چشتی صاحب کی ولادت ۱۵ اکتوبر ۱۹۴۳ء کو بھوئی گاڑ میں ہوئی آپ کے والد گرامی حاجی مولا بخش رحمۃ اللہ علیہ ایک خاموش طبع، قناعت درویش، شب بیدار تھے۔آپ کاشت کاری کے ساتھ بڑھئی کا کام بھی کرتے تھے۔

آپ نے ابتدائی تعلیم وتربیت بھوئی ہی میں حاصل کی، سکول کی تعلیم کے ساتھ نماز فجر کے بعد آپ نے درس قرآن میں شمولیت اختیار کی اور ترجمہ قرآن شروع کیا۔سکول سے چھٹی کے بعد درس گاہ میں طلباء کے ساتھ صرف ونحو کی گردانوں سے مزید شوق علم پیدا ہوا تو آپ نے مدرسہ غوثیہ دربار عالیہ گولڑہ شریف میں استاد العلماء حضرت شیخ الجامعہ مولانا محب النبی ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری دی۔ ابتدائی کتب سے لیکر معقولات و منقولات کی انتہائی کتابیں ان سے پڑھنے کی سعادت حاصل ۔شرح جامی کے چند اسباق مولانا گل اکرام، رحمۃ اللہ علیہ (برہ زئی والے) نائب مدرس سے پڑھے، دیگر اساتذہ کرام مثلاً ملک العلماء علامہ عطاء محمد بندیالوی، مولانا اللہ بخش مٹھیالوی، مولانا خدا بخش مٹھیالوی اور مولانا محمد فاضل چشتی رحمۃ اللہ علیہ اجمعین کی موجودگی کے باوجود حضرت شیخ الجامعہ نے آپ کو خصوصی شفقت سے نوازا۔ جب حضرت شیخ الجامعہ رحمۃ اللہ علیہ نے ضعف پیری کے سبب حضرت سید غلام محی الدین شاہ بابو جی رحمۃ اللہ سے فراغت کی درخواست کی کہ اب تدریسی فرائض سے سبکدوش فرمائیں تو آپ نے اجازت رحمت فرمادی اور آپ بھوئی اپنے گھر قیام فرما ہوئے تو مولانا نور الٰہی انور صاحب نے دار العلوم حزب الاحناف لاہور میں داخلہ لے لیا، وہاں صدر مدرس علامہ حسن الدین ہاشمی صاحب سے بھی اکتساب فیض کیا۔اسی

دوران شیخ القرآن علامہ عبدالغفور ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شیخ الجامعہ رحمۃ اللہ علیہ سے درخواست کی کہ گاؤں میں آپ اکیلے رہ کر کیا کریں گے، وزیر آباد تشریف لے آئیں۔ہمیں خدمت کا موقع ملے گا۔آپ اپنی مرضی سے مصروفیت کے لیے مفتی عبدالشکور ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک آدھ سبق پڑھا دیا کریں۔ چنانچہ آپ وزیر آباد تشریف لائے تو مولانا نورالٰہی انور صاحب بھی لاہور سے وزیر آباد آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ یہاں سال بعد شعبان المعظم اور رمضان المبارک میں دورۂ قرآن پاک ہوتا تھا تو دیگر علماء کی طرح جامعہ محمدیہ شریف جھنگ کے فضلاء بھی شریک ہوتے تھے۔ان فضلاء نے بعد اصرار مولانا محمد ذاکر رحمۃ اللہ علیہ کے پیغام پہنچائے کہ آپ برکت کے لیے ہمیں موقع دیں صرف ایک سبق ہی بخاری شریف کا پڑھا دیا کریں آپ نے اسے قبول فرما لیا اس طرح جامعہ محمدیہ شریف جھنگ میں بھی آپ اپنے استادِ گرامی حضرت شیخ الجامعہ علامہ محب النبی ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ گئے اور وہاں سے دورۂ حدیث کی تکمیل فرمائی۔

تعلیمی فراغت کے چند دنوں بعد آپ کی ازدواجی زندگی شروع ہوگئی اور آپ لاہور چلے گئے۔ مارچ ۱۹۶۳ء سے جامع حنفیہ غوثیہ، مزنگ میں امامت وخطاب کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ میں حضرت پیر سید غلام محی الدین قبلہ بابو جی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہیں۔آپ کی اولاد امجاد میں دو بیٹے ہیں، مفتی مسعود الرحمن نعیمی صاحب جو محکمہ اوقاف میں ضلع خطیب کی حیثیت سے خدمات سرانجام دے رہے ہیں دوسرے بیٹے حافظ جلال الدین صاحب متروکہ وقف املاک میں ملازم ہیں۔ مولانا نورالٰہی انور صاحب عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ میں ہمیشہ سرگرم عمل رہے۔ جماعت اہلِ سنت حلقہ، مزنگ لاہور کے صدر ضلع لاہور کے سینئر نائب صدر کی حیثیت سے آپ کی خدمات جاری و

ساری ہیں ۔تحریکِ ختم نبوت ۱۹۷۴ء میں جماعت اہلِ سنت حلقہ مزنگ لاہور کی طرف سے احتجاجی جلسوں ، ریلیوں اور پروگراموں میں بھرپور شریک رہے اور خدمات سرانجام دیں ۔اب بھی پیرانہ سالی کے باوجود تدریسی اور تبلیغی سلسلہ جاری ہے اللہ تعالیٰ آپ کو سلامت، باکرامت رکھے آمین ۔

نوٹ: یہ تمام معلومات آپ کے مکتوب گرامی محررہ ۱۲ دسمبر ۲۰۱۸ بنام سید صابر حسین شاہ سے اخذ کی گئی ہیں ۔

ملک نثار رضا ربانی

خوش الحاں نعت خواں ملک نثار رضا ربانی بن ملک خان بہادر بھوئی گاڑ میں پیدا ہوئے۔ان کے چار بھائی اور ایک بہن ہے۔تمام نعت خوان اور عالم وفاضل ہیں۔ان کے نانا جان ملک نواز عرف مولوی بابا علمائے بھوئی کی صحبت کی وجہ سے عالم، فاضل اور حضور پیر سید حسن شاہ کے ہم مکتب تھے۔

آپ کی والدہ ماجدہ عاشق نبی ﷺ اور اولیاء کی خدمت گار اور مشائخ گولڑہ کی مرید ہیں۔حضور پیر سید نصیر الدین سے خصوصی عقیدت ومحبت رکھتے ہیں۔

ماں کی عظیم تربیت کی وجہ سے تمام بیٹے خادم علماء ومشائخ ہیں اور ڈیرہ غوثیہ مہریہ نصریہ پر سالانہ عظیم الشان محفل نعت اور میلاد النبی کانفرنس کا انعقاد کرتے ہیں۔ملک نثار کے والد گرامی اور والدہ ماجدہ نے راقم الحروف (قاضی عرفان الحق نیرؔ) کو اپنے گھر چائے کی دعوت پر بلایا اور ان کی ہمشیرہ کے متعلق تعلیمی مشاورت کی کہ ہم اسے دین کی تبلیغ کیلئے وقف کرتے ہیں۔آپ راہنمائی کریں اور کسی مدرسہ میں داخل کروائیں۔

میری گزارش پر جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی زیر سرپرستی پیر سید حسین الدین شاہ کے پاس داخل کروالیا گیا۔آج ماشاء اللہ حافظہ، عالمہ، فاضلہ، نعت خواں بن کر دین متین کی خدمت کر رہی ہیں۔

مساجد و مدارس کی معاونت اور علماء ومشائخ کی خدمت اور محبت وعقیدت اس گھرانہ کی ایک زندہ وجاوید مثال ہے۔ملک نثار رضا ربانی کے نانا جی ملک محمد نواز عمرہ ادا کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کو پیارے ہوگئے مسجد حرام میں نماز جنازہ ادا کی گئی اور مکہ شریف میں انکی تدفین کی گئی۔جانے سے پہلے کہتے رہے میں جارہا ہوں واپس نہیں آؤں گا۔

اُن کے والد گرامی ملک خان بہادر حج کے دنوں میں اللہ کو پیارے ہوئے اور اپنے قدیمی قبرستان بھوئی گاڑ میں دفن ہوئے۔

حافظ غلام احمد

حضرت حافظ غلام احمد بن حاجی احمد بن کرم الدین بن محمد حفیظ بن راجہ جون خان بن راجہ نور محمد خان بھوئی گاڑ تحصیل حسن ابدال ضلع اٹک کے مشہور بھٹی راجپوت قبیلہ کی شاخ وریا میں سے تھے۔ ۱۲۹۷ھ بمطابق ۱۸۸۰ء میں پیدا ہوئے۔ حافظ صاحب پیدائشی نابینا تھے۔ حضور ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے حفظ قرآن مجید کیلئے تونسہ شریف ضلع ڈیرہ غازی خان بھیجا تھا۔ حفظ قرآن مجید وہاں سے ہی کیا، سلسلہ چشتیہ نظامیہ میں حضرت خواجہ غلام محی الدین صاحب سجادہ نشین مکھڈ شریف کے فیض یافتہ تھے۔

حضرت ثالث رحمۃ اللہ علیہ کے قریبی ساتھیوں میں سے تھے اکثر باہم آنا جانا تھا۔ حافظ صاحب کے ہمسایہ میں حضرت ثالث رحمۃ اللہ علیہ کی پھوپھی رہتی تھیں۔ جبکہ حافظ صاحب کا سسرال گڑھی افغاناں کی اعوان برادری سے تھا۔ حافظ صاحب نے تمام عمر مرکزی جامع مسجد بھوئی گاڑ اور مدرسہ نعمانیہ امرتسر جس کے مہتمم مفتی محمد حسن ملپوری تھے میں قرآن مجید کی تدریس فرمائی اور رمضان المبارک میں بھی تراویح میں قرآن مجید سناتے تھے۔ آپ کے تلامذہ سینکڑوں کی تعداد میں تھے۔ ۱۳۶۴ھ بمطابق ۱۹۴۵ء میں فوت ہو کر قبرستان دکن والا بھوئی گاڑ میں دفن ہوئے۔

آپ نے بڑی عمر میں اپنے چچا زاد بھائی راجہ گلاب خان کی بیوہ گلاب نور سے شادی کی تھی۔ ان سے آپ کے دو فرزند راجہ منظور الٰہی اور راجہ محبوب الٰہی تھے۔ راجہ منظور الٰہی، راجہ نور محمد نظامی کے سسر ہیں اور ۱۹۹۳ء میں فوت ہوئے۔

ساداتِ بھوئی شریف

پیر سید ظہور حسین شاہ:

پیر سید ظہور حسین شاہ بن پیر سید مبارک حسین شاہ بن پیر سید فضل حسین شاہ، سادات بھوئی گاڑ کے عظیم چشم و چراغ ہیں۔علمی وروحانی طور پر آپ علاقے کی ایک پہچان اورشان ہیں۔مسجد علی المرتضیٰ گاڑ کی تعمیر وترقی کے ساتھ ساتھ امامت وخطابت پر بھی متمکن رہے۔سالانہ میلاد النبی کے جلوس میں پیر سید ظہور حسین شاہ کا کردار نمایاں ہوتا ہے اور تمام معاملات میں فعال رہ کر سرپرستی فرماتے ہیں۔آپ کے جدامجد پیر سید جنڈے شاہ سرکار ہیں جو مغلیہ دور ۱۰۶۷ھ ہجری میں بھوئی آباد تشریف لائے اور وہیں کے رہ گئے۔

بارش کی نماز ادا کرنے کیلئے بھوئی کے لوگ آپ کے مزار کے پاس حاضر ہوتے ہیں۔نماز استسقاء ادا کرتے ہیں۔خصوصی لنگر کا اہتمام ہوتا۔اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرتے ہیں اور ان بزرگوں کی بدولت اللہ تعالیٰ ابرِ رحمت ادا عطا فرماتے ہیں۔پیر سید جنڈے شاہ سرکار کے مزار کے احاطہ میں مولانا حافظ شیخ احمد مولانا قاضی محمد دین اور علماء ومشائخ اور سادات کی قبور ہیں۔ ماہانہ گیارہویں شریف سالانہ خصوصی محافل اس مزار کے احاطہ میں منعقد ہوتی ہیں۔نعت خوان نبی پاک علیہ السلام کی بارگاہ میں ہدیہ عقیدت پیش کرتے ہیں اور علماء خصوصی بیان فرماے ہیں۔سادات عظام کی محبت اور احترام جز و ایمان ہے۔

بقول اعلیٰ حضرت انشاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عینِ نور تیرا سب گھرانہ نور کا

ساداتِ بھلڑ توپ

مجذوب العصر سید عبداللہ شاہ کاظمی مشہدی

ازقلم: فضیلۃ الشیخ سید صابر حسین شاہ بخاری قادری (گولڈ میڈلسٹ)

قطعہ سالِ اشاعت

مقالہ مفیدِ خلقت

۱۴۴۰ھ

پیر صابر شاہ بخاری لائقِ صد آفریں
بے بدل ان کا مقالہ ہے یہ اک دُرِ ثمین
اس کی تھی فیض الامیں کو فکر سال چاپ کی
غیب سے آئی صدا ''خوش رنگ مقالہ بہتریں''

۲۰۱۹ء

ازقلم: صاحبزادہ پیر فیض الامین فاروقی سیالوی
مونیاں شریف گجرات

مجذوب العصر حضرت سید عبداللہ شاہ کاظمی مشہدی رحمۃ اللہ علیہ گلستان اہلِ بیت اطہار کے ایک مہکتے ہوئے پھول ہیں شہید کربلا حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد امجاد میں سے ہیں۔

آپ کا خاندان ہجرت کرتے ہوئے سید کسرواں (راولپنڈی) پہنچا اور پھر یہاں سے بھلڑ توپ (نزد فارقیہ، تحصیل ٹیکسلا، راولپنڈی) آ گیا۔ پہاڑ کے دامن میں بھلڑ توپ کا نہایت خوب صورت مقام آپ کے والد گرامی حضرت سید سید علی شاہ رحمۃ اللہ کو اتنا پسند آیا

کہ آپ نے یہاں مستقل رہائش اختیار کر لی آپ کا پیشہ کاشت کاری تھا اور یہاں کے اکثر لوگ بھی کاشت کاری کے پیشے سے منسلک تھے یہاں کی ساری آبادی عقیدہ اہلِ سنت پر نہایت سختی سے کاربند تھی جس پر یہاں کی مساجد اور مزارات اولیاء شاہد عدل و ناطق ہیں۔

حضرت سید سید علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی نہایت مجاہدانہ انداز میں گزاری آپ نے مجاہد فورس کی طرف سے انگریزوں کے خلاف جہاد میں بھرپور حصہ لیا تھا آپ کے خاندان میں اسلامی کتب کا ایک بڑا ذخیرہ تھا جو زمانے کی دست برد سے محفوظ نہ رہ سکا۔

بھلڑ توپ کے محلہ سیداں میں حضرت سید سید علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں ۲ مئی ۱۸۸۵ء کو مجذوب العصر سید عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت با سعادت ہوئی آپ مادرزاد ولی تھے۔ بچپن ہی سے آپ کی عادات واطوار اور معمولات عام بچوں سے جداگانہ اور نمایاں رہیں۔ آسمانِ ولایت پر آپ آفتاب بن کر چمکے۔ بچپن میں والد گرامی نے جب آپ کو مویشی چرانے کے لیے باہر بھیجا تو آپ مویشیوں کو چھوڑ کر ''اللہ، اللہ، اللہ'' کے ذکر میں مشغول ہو گئے چند دن ایسا ہی ہوا اور پھر جانور مرنے لگے چنانچہ والد گرامی نے آپ کو مویشیوں کے ساتھ بھیجنا ترک کر دیا۔ ایک دن آپ اچانک گھر سے غائب ہو گئے اور دس سے بیس سال کی عمر تک گھر سے غائب رہے۔ اس دوران آپ بھلڑ توپ سرڑہ پہاڑ کے ایک غار میں چلہ کش ہو گئے اور یہاں سے "اللہ، اللہ، اللہ" کی صدائیں آتی تھیں ایک دن ایک چرواہے نے جب "اللہ، اللہ، اللہ" کی آوازیں سنیں تو وہ غار کے قریب آیا اور آپ کو دیکھ لیا اس نے آپ کے گھر میں آ کر آپ کی وہاں موجودگی کی اطلاع دی۔ چنانچہ آپ کے والد گرامی آپ کو گھر لے آئے اور یوں رفتہ رفتہ آپ کی کرامات ظاہر ہونا شروع ہو گئیں۔

آپ ساری زندگی مجرد رہے ہمیشہ احرام کی حالت میں، ننگے پاؤں، زبان پر"اللہ ،اللہ، اللہ" کا ورد کرتے ہوئے تیز تیز چلتے تھے آپ کے پاؤں میں کبھی کیچڑ نہ لگ سکی آپ کے کشف و کرامات اور مشاہدات کے کئی واقعات زبان زدِ عام ہیں راقم کے والد گرامی سید مسکین شاہ بخاری رحمۃ الباری (م ۲۰۰۵ء) فرماتے ہیں "یہ غالباً ۱۹۴۲ کا واقعہ ہے کہ میں فوج میں تھا جنگ زوروں پر تھی ہر طرف سے گولیاں چلتیں اور روزانہ ہزاروں آدمی لقمہ ء اجل بن جاتے تھے میں جب چھٹی پر گھر آیا تو حضرت سید عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ برہان شریف میں تشریف فرما تھے میری چونکہ ان سے نیاز مندی تھی میں نے ان کی خدمت میں حاضری دی اور عرض کیا حضور جنگ میں گولیوں کی بوچھاڑ ہو رہی ہے اور لوگ مر رہے ہیں ۔آپ نے فرمایا! لاوارث لوگ مر رہے ہیں جن کے وارث زندہ ہوں ان کو گولی نہیں لگتی میں نے عرض کیا! حضور! مجھے گولی نہیں لگے گی فرمایا! ہاں تجھے گولی نہیں لگے گی۔

بعدزاں میں چھٹی کے بعد واپس گیا اور گولیوں کی بوچھاڑ میں پھرتا تھا دائیں بائیں لوگ گولیوں کا نشانہ بنتے اور موت کے منہ میں چلے جاتے تھے لیکن الحمداللہ کوئی گولی اس فقیر کا کوئی بال بھی بیکا نہ کرسکی۔ قیام پاکستان سے بہت پہلے آپ نے مژدہ جانفزا سنایا۔

"انگریز یہ ملک چھوڑ جائیں گے"

لوسر باؤلی کے مقام پر کھڑے ہو کر ایک بار آپ نے فرمایا:

"یہاں ہر طرف روشنی ہی روشنی نظر آ رہی ہے"

چنانچہ اس واقعہ کے پانچ سال بعد یہاں واہ آرڈیننس فیکٹری کی بنیاد رکھی گئی۔

محمد امیر ملنگ مرحوم ساکن برہان شریف اپنی آپ بیتی یوں سناتے ہیں۔

"ایک دفعہ میں حضرت سید عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور

عرض کیا کہ حضور! میں اجمیر شریف میں حضرت سلطان الھند حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضری دینا چاہتا ہوں مگر میرے پاس کرایہ نہیں ہے " آپ نے فرمایا تو اجمیر شریف جا تیرا کرایہ کوئی نہیں لے گا۔ میں نے پھر عرض کیا حضور! اگر یہاں ہی اجمیر شریف دکھا دیں تو کون سی بات ہے فرمایا نہیں میں خود بھی اجمیر شریف حاضری دیتا ہوں اور وہاں حاضری دینا پڑتی ہے۔

میں نے تقریباً پانچ، چھ دفعہ سلطان الھند حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہ میں اجمیر شریف حاضری دی ہے مگر ریل گاڑی میں ہر بار آتے جاتے مجھ سے کسی نے کرایہ طلب نہ کیا۔

مجذوب العصر اکثر یہ اشعار پڑھتے اور گنگاتے تھے۔

الف اللہ ۔م۔محمد ۔ع۔علی دے گھر وچ جاناں
عرشاں توں لتھیاں چار کتاباں پڑھیاں مسلماناں
شاہ منصور سولی چڑھیا
بھید نئیں رکھیاں جر کے
دوہاں گلاں توں پھڑ کے
''اللہ ، اللہ ، اللہ ، اللہ''

بھلڑتوپ کی گجر برادری نے جب آپ کے خاندان کو تنگ کیا تو آپ یوں گنگناتے تھے

گجر پھلاہی دے مڈھ وچوں نکلے
سید ، چنبے دیاں کلیاں
سڑ گئیاں پیراں دی تلیاں

میں کنہاں ویلے دیاں کھلیاں

اللہ ،اللہ، اللہ، اللہ

مجدد دین ملت الشاہ امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (م۔۱۹۲۱ء) مجاذیب کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ''سچے مجذوب کی یہ پہچان ہے کہ شریعت مطہرہ کا کبھی مقابلہ نہ کرے گا''۔

مزید فرماتے ہیں وہ خود سلسلے میں ہوتے ہیں ان کا کوئی سلسلہ نہیں ان سے آگے پھر نہیں چلتا" (الملفوظ)

حضرت سید عبداللہ شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ ایک سچے اور سُچے مجذوب تھے۔آپ نے اپنے بارے میں خود فرمایا کہ میری روحانی بیعت حضرت سید عبدالطیف بری امام سرکار قادری رحمۃ اللہ علیہ سے ہے۔

شریعت مطہرہ کے بارے میں آپ نے دوٹوک الفاظ میں فرمایا ہے۔

"جب تک ہوش وحواس قائم ہوں تو میرے نانا پاک

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی شریعت مطہرہ سے کوئی نہیں بچ سکتا"

پڑوسی کے بارے میں آپ نے یوں تلقین فرمائی ہے

"پڑوسی کا بڑا حق ہے انہیں کھانا وغیرہ بھیجتے رہا کرو

اگر ناراض ہوں تو دیوار پر رکھ کر آؤ بے شک اسے پرندے وغیرہ ہی کیوں نہ کھا جائیں"

کامرہ شرقی کے سائیں دوست محمد مرحوم کہتے ہیں کہ ایک بار میں نے آپ کی پیٹھ کے پیچھے دل میں درود وسلام پڑھا تو آپ نے پلٹ کر فرمایا۔

میری پیٹھ کے پیچھے درود وسلام پڑھ کر میری بزرگی کو آزماتے ہو۔

آپ اکثر فرماتے تھے کہ ہاتھی زندہ ہوتو لاکھ کا اور اگر مرجائے تو پھر کروڑ کا ہوجاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی رضا پر ہر حال میں راضی رہنا چاہیے

حرامی اپنا کام کرنے سے باز نہیں آتا تو اس کی حرام کاری سے دور رہو۔

ظالم ظلم کرنے سے باز نہیں آتا کیونکہ اسے عادت ہوتی ہے لہذا ظالم سے بچو

ناحق قتل کرنے والا بخشا نہیں جاسکتا اگر بخشا گیا تو مجھے مرد نہ سمجھنا

سائیں میاں خان مرحوم ساکن کامرہ شرقی کا بیان ہے کہ ایک بار حضرت سید عبداللہ شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ ہمارے گھر میں قیام پذیر تھے کہ اچانک "اللہ، اللہ، اللہ" کا ورد کرتے ہوئے باہر نکلے اور اپنے مزار والی جگہ پر کھڑے ہوکر فرمایا کہ یہاں میرا آخری ٹھکانہ ہوگا۔ یہ جگہ انتہائی ویران تھی یہاں جنگل تھا یہاں پر جنات کا ڈیرہ بھی تھا حتیٰ کہ اس جگہ سے کوئی شخص رات بسر کرنا تو درکنار یہاں گزر بھی نہیں سکتا تھا۔

کامرہ مشرقی اٹک ہی میں سائیں میاں خان مرحوم کے گھر میں آپ ٹھہرے ہوئے تھے کہ اچانک آپ کو بخار ہوا آپ نے فرمایا کہ اب میرا سفر آخرت قریب ہے۔ اپنے بھانجے سید لعل بادشاہ رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں فرمایا کہ میں فانی دنیا سے جارہا ہوں میری نمازِ جنازہ آکر پڑھائیں۔ آپ کی علالت کی اطلاع آپ کے برادر اکبر سید چن پیر شاہ رحمۃ اللہ کو ملی تو آپ فوراً میاں خان مرحوم کے گھر (کامرہ شرقی اٹک) پہنچے اپنے بھائی مجذوب العصر حضرت سید عبداللہ شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کی اور آپ کی تیمارداری فرمائی۔ آپ نے فرمایا کہ اب میں سفر آخرت پر روانہ ہونے والا ہوں میری قبر کامرہ ہی میں ہوگی۔ چنانچہ اسی رات ۲ جمادی الثانی ۱۳۶۴ء/ ۱۰ مئی ۱۹۴۵ کو آپ داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔ یوں یہ آسمان ولایت کا آفتاب غروب ہوگیا۔ آپ کی نمازِ جنازہ میں ایک جم

غفیر تھا، عوام، علماء اور صوفیاء بڑی تعداد میں شامل تھے۔آپ کے بھانجے سید لعل بادشاہ رحمۃ اللہ علیہ نے نمازِ جنازہ کی امامت فرمائی۔کامرہ شرقی اٹک میں آپ کا مزار پر انوار مرجع خلائق ہے۔

خدا رحمت کنند ایں عاشقانِ پاک طینت را

راقم کی خواہش پر صاحبزادہ پیر فیض الامین فاروقی سیالوی نے ''مردِ باخدا پیر سید عبد اللہ شاہ مشہدی'' (۱۹۴۵ء) اور سید عبد اللہ شاہ مجذوب کامل'' (۱۳۶۴ھ) سے آپ کے سالِ وصال کے تاریخی مادے نکالے اور یوں قطعۂ وصال رقم فرمایا:

حضرتِ عبداللہ ارفع خصائل　　اک جدا گانہ مقام ان کو تھا حاصل

ان کا سینہ معرفت کا تھا خزینہ　　ساکنانِ خُلد میں ہیں اب وہ شامل

سالِ رحلت ہے کہا فیض الامیں نے

''سید عبد اللہ شاہ مجذوب کامل''

۱۳۶۴ھ

آپ کے وصالِ باکمال کے بعد آپ کے برادرِ اکبر سید چن پیر شاہ رحمۃ اللہ علیہ بھی بھلڑ توپ کو خیر باد کہہ کر یہاں آ گئے اور آپ کے مزار کے متولی بنے آپ کے چھوٹے بھائی سید شاہ حسین رحمۃ اللہ راولپنڈی چلے گئے تھے لیکن ان کا مزار بھی یہاں ہی ہے۔

سید چن پیر شاہ رحمۃ اللہ علیہ سلف صالحین کے پیروکار تھے اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد ''صوفی صاحبِ تحقیق اور ان کا مقلد زندیق'' کے سختی سے قائل تھے آپ نے مزار کے قریب ایک خوبصورت مسجد بنوائی جس میں اس احقر کو بھی کچھ عرصہ نمازِ جمعہ پڑھانے کی سعادت حاصل ہوئی۔اس میں مختلف تقریبات ہوتیں جن میں

عید میلا د النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ،شبِ معراج، خلفائے راشدین کے ایام نہایت نمایاں طور پر منائے جاتے تھے۔

حضرت سید چن پیر شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد آپ کی اولادِ امجاد میں سے سید علی گوہر شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ دربار کے متولی مقرر ہوئے اور مزار اور مسجد کی تزئین و آرائش میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ دوسرے صاحبزادے سید شاہ رحمۃ اللہ نے بھلڑ توپ میں قیام رکھا اور اپنے اجداد کے مزارات کی نگرانی فرماتے رہے اور وہاں ہی محوِ اسراحت ہیں۔ تیسرے صاحبزادے سید نور حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے مزار کی مسجد میں امامت و خطابت کے فرائض سنبھالے رکھے آپ کے صاحبزادے سید عدیل شاہ صاحب ایک اچھے نعت خواں ہیں۔ چوتھے صاحبزادے سید یوسف علی شاہ م ۲۰۰۷ء۔ تقریباً چالیس سال کے عالم میں جذب میں چلے گئے تھے اور پھر اپنی بیوی اور چار بچیوں کو بھی خیر باد کہہ دیا تھا۔ آپ کا شمار بھی مجاذیب میں ہوتا ہے۔ آپ سے بھی کئی کرامات کا صدور ہوا ہے۔ آپ کا مزار پر انوار بھلڑ توپ میں مرجع خلائق ہے۔ مزار پر تو اہلِ تشیع نے قبضہ کر رکھا ہے لیکن فاروقیہ میں آپ کی بیٹھک پر آپ کے بھتیجے سید حیدر علی شاہ صاحب نے ڈیرہ لگا جمایا ہوا ہے۔

سید علی گوہر شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی ہی میں اپنے صاحبزادے سید عباس علی شاہ صاحب کو اپنے بعد حضرت سید عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے دربار کا متولی مقرر فرما دیا تھا۔ ماشاء اللہ آپ بھی ایک فعال اور متحرک نوجوان ہیں۔ کم گو ہیں لیکن ہر آتے جاتے کو تحفظ عقیدہ ختم نبوت کے لیے کمر بستہ رہنے کی تلقین فرماتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے محبوب حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل سلامت، باکرامت، با استقامت رکھے آمین ثم

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وآلہ اصحابہ اجمعین۔

ساداتِ سلطان پور شریف

دنیائے اسلام میں سادات کرام کا جو مقام و مرتبہ ہے وہ کسی اور کو حاصل نہیں۔ سیدالانبیاء علیہ السلام کی ذات مقدس سے نسبی نسبت صرف اور صرف انہی کو حاصل ہے۔ یوں تو ہر نسبت مصطفی علیہ السلام کا ادب واحترام ہرایک امتی پر واجب ہے۔ مگر سادات کی مؤدت ومحبت پرتو قرآن وسنت ناطق ہے۔

عصرحاضر میں ''سادات سلطان پور'' خانوادہ ضیائیہ کو اللہ تعالیٰ نے علم ومعرفت رشد وہدایت اور ہزاروں گم شدہ راہوں کو راہ دکھانے کیلئے منتخب کرلیا ہے۔ آل محمد علیہ السلام و اولاد فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شان ارفع میں یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ جب کبھی دین اسلام کی کشتی ہچکولے کھانے لگتی ہے، تو انہی نفوس قدسیہ نے اسے ساحل مراد وعافیت تک پہنچایا۔ جان کائنات علیہ السلام کی اولاد امجاد کی تعریف درحقیقت سرکارِ دوعالم نورمجسم علیہ السلام کی ہی تعریف وتوصیف اور مدح سرائی ہے۔

دوسوسال قبل اس عظیم خاندان کے جدامجد حضرت علامہ پیر سید سپارت حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے سلطان پور تحصیل حسن ابدال میں قدم رنجا فرمایا۔ آپ کی آمد سے سلطان پور کو علم و عرفان اور معرفت وحقیقت کی وجہ سے شہرت دوام ملی۔ اس خاندان کی علمی وادبی خدمات کی وجہ سے برصغیر پاک وہند میں شہریت آفاق مقام ملا۔ علوم نبویہ کی تعلیم وتدریس سے ''عشق'' اس خاندان کا طرہ امتیاز ہے۔ علم دین کی شمع کو فروزاں رکھنا دیے سے دیے جلائے رکھنا وہ امتیازی حیثیت ہے۔ جو اس خاندان کو دوسرے خاندانوں سے ممتاز رکھتی ہے۔ تعلیم وتعلم، درس وتدریس کی وجہ سے علمی دنیا میں ساداتِ سلطان پور اپنا ثانی نہیں رکھتے۔ ساداتِ

سلطان پور کے جد امجد حضرت علامہ پیر سید سپارت حسین شاہ سلطان پوری رحمۃ اللہ علیہ کے قلمی مخطوطات جو ان کے دستِ مبارک سے تحریر کئے گئے ہیں۔بعض مخطوطات تو درخت کے پتوں اور خشک چھال پر بھی کنداں ہیں۔قلمی مخطوطات میں سے ایک مخطوطہ''شرح قصیدہ بردہ شریف ہے۔اللہ تعالیٰ نے علم وحکمت کے خزانے اور چشمے سلطان پور میں جاری فرما دیئے ہیں۔

علمائے بھوئی گاڑ اور خاندانِ ساداتِ سلطان پور کا علمی تعلق جو حضرت علامہ پیر سید سپارت حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ (جد امجد ساداتِ سلطان پور) اور حضرت علامہ قاضی حافظ شیخ احمد ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ (جدِ امجد خاندانِ ہاشمی) سے شروع ہوا۔وہ حضرت مولانا حمید الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ شاگرد مولانا قاضی امیر حمزہ ہاشمی،حضرت مولانا ضیاء الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ شاگرد مولانا احمد الدین ہاشمی،حضرت مولانا سید امام شاہ رحمۃ اللہ علیہ شاگرد حضرت مولانا قاضی احمد الدین ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ سے ہوتا ہوا حضرت مولانا سید غلام محی الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ شاگرد مولانا قاضی احمد الدین ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ و مولانا قاضی محب النبی ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ،حضرت علامہ مولانا پیر سید حسین الدین شاہ مدظلہ العالیٰ شاگرد مولانا قاضی محب النبی ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ تک جا پہنچتا ہے۔

حضرت علامہ قاضی محب النبی ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا پیر سید ضیاء الدین شاہ سلطان پور کے بارے میں رقم طراز ہیں:

''میں نے اپنی زندگی میں فقہ و اصول کا اس قدر ماہر اور فقہی جزئیات کو تمام باریکیوں کیساتھ سمجھنے والا عالم و فاضل شخص نہیں دیکھا''

حضرت علامہ استاذ العلماء مولانا احمد الدین ہاشمی حضور اعلیٰ سیدنا پیر سید مہر علی شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد خاص تھے۔

حضرت علامہ پیر سید غلام محی الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ، علامہ قاضی محب النبی ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس چنبہ پنڈ، مکھڈ شریف، جامعہ نعمانیہ اور جینڈھر شریف گجرات پڑھتے رہے۔فخر المدرسین جامع معقول ومنقول شیخ الحدیث علامہ قاضی محب النبی ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے وہ علم مرتبہ ومقام عطا کیا ہوا تھا کہ سفر وحضر میں طلباء کی معیت میں راہ چلتے بھی درس وتدریس کا سلسلہ جاری رہتا۔آپ قاری قرآن وحدیث تھے۔اسی توجہ اور خصوصی نگاہِ کرم کا صدقہ ہے کہ آپ کے تمام طلباء علمی حلقوں میں جانے پہنچانے جاتے ہیں۔

کسی کہنے والے نے کیا خوب کہا تھا:

''ساداتِ سلطان پور درس وتدریس اور تعلیم وتعلم میں خاندان ہاشمی کے نائب ہیں جو پڑھتے بھی ہیں اور پڑھاتے بھی ہیں۔تاریخ کے اوراق کا اگر مطالعہ کیا جائے تو شاید یہ واقعہ جامعہ نعمانیہ لاہور میں پیش آیا ہو''۔

حضرت علامہ سید غلام محی الدین شاہ چشتی سلطان پوری رحمۃ اللہ علیہ جامعہ نعمانیہ لاہور میں دورانِ تدریس تمام طلباء کے برعکس حضرت شیخ الحدیث قاضی محب النبی ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ کے قریب اور وفادار شاگرد ثابت ہوئے۔کہ آپ علامہ محب النبی ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردِ خاص کے طور پر پہچانے جانے لگے۔

ہرگز نہ میرد آنکہ دلشی زندہ شد بعشق
ثبت است برجیدۂ عالم دوامِ ما

ساداتِ قطبال شریف

علامہ پیر سید محمد شاہ بخاری قطبالوی:

فخر المشائخ حضرت علامہ پیر سید محمد شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ قطبالوی تحصیل فتح جنگ ضلع اٹک میں پیدا ہوئے۔ آپ نے جس عظیم المرتبت ہستی کے گھر میں آنکھ کھولی وہ روحانیت کا گہوارہ اور علم وعرفان کا مرکز تھا۔ یہ گھرانہ قطبِ زماں، ولی کامل حضرت علامہ پیر سید مظفر حسین شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے سے اتباعِ سنتِ نبوی کا امین ہے۔

آپ کی شخصیت کونکھارنے کیلئے زیادہ تر کوشش آپ کے والد گرامی کی تھیں۔ ان کی اعلیٰ توجہ کا نتیجہ تھا کہ آپ اپنے معاصرین میں علمی وروحانی حیثیت سے نمایاں حیثیت سے نمایاں اور ممتاز ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت سی خوبیوں سے نواز تھا۔ ذہانت و فطانت اور علمی مہارت کی وجہ سے مختلف اساتذہ سے آپ نے اکتساب فیض حاصل کیا۔ یہ اساتذہ کی کرم نوازی ہی تھی کہ آپ عربی، فارسی، اُردو، پنجابی میں کمال مہارت رکھتے تھے۔

آپ کے والد گرامی حضرت علامہ پیر سید مظفر حسین شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ عالم، فاضل، متقی اور روحانی اسرار ورموز سے باخبر تھے۔ حضرت خواجہ مفتی قاضی غلام یحییٰ ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ کے ہم عصر تھے۔ دونوں باہم مل کر علم ومعرفت اور فقہی مسائل پر گفتگو کرتے تھے۔ قبلہ شاہ صاحب ہر وقت عبادت میں مصروف رہتے تھے۔

غرباء ومساکین کی مدد اور مریدین کی دست گیری آپ کے مرغوب مشاغل میں شامل تھا۔ اکثر اوقات راتوں کو جاگ کر اور ٹھنڈے پانی میں کھڑے ہو کر عبادت میں مصروف رہتے تھے۔

دربارِ عالیہ کے قریب ایک پل کے نیچے سخت سردی کے موسم میں پانی میں کھڑے

ہو کر عبادت میں مصروف تھے کہ اسی دوران قبلہ عالم حضور سیدنا پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ گھوڑے پر سوار ہوا کر کسی جگہ نماز جنازہ کیلئے جا رہے تھے۔ آپ کا گھوڑا اپل پر آ کر کھڑا ہو گیا۔ کوشش کے باوجود آگے نہ چلا تو حضور سیدنا پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ گھوڑے سے اتر کر پیر سید مظفر حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھ کر فرمانے لگے۔ مظفر شاہ مجھے جانے دو گے یا کہ نہیں! شرف ملاقات کے بعد قبلہ عالم پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا وہاں سے گزر ہوا۔

ونی گجراں تحصیل ٹیکسلا کے لوگ آپ سے محبت و عقیدت رکھتے تھے اور آپ کے مقام روحانیت کو سمجھتے تھے۔ اِس خاندان کے عظیم چشم و چراغ سید فیصل حسین شاہ بخاری جن کی پیدائش ۳ مئی ۱۹۷۲ء کو ہوئی اور بچپن میں ۱۳ اپریل ۱۹۸۱ء کو وفات پا گئے تھے۔

ان کا تذکرہ خیر کرنا بھی ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو خداداد صلاحیت عطا کر رکھی تھی۔ راقم الحروف (قاضی عرفان الحق نیرؔ) خود اس چیز کا شاید ہے کہ سید فیصل حسین شاہ بخاری جو حضور پیر سید محمد شاہ بخاری کے پوتے تھے۔ آپ کے نورِ نظر تھے اور خصوصی شفقت بھی آپ کو حاصل تھی۔ جس کے حق میں دعا فرماتے ضرور قبول ہوتی ہے بارش کے لئے دعا کی درخواست کی جاتی تو اللہ تعالیٰ ابر کرم عطا فرماتا۔

پیر سید فیصل حسین شاہ بخاری کا مزار دربارِ عالیہ کے احاطہ کے اندر موجود ہے۔ باغ نیلاب تحصیل و ضلع اٹک آپ کے خاندان کا روحانی جگہ ہے۔ جہاں حضرت علامہ پیر سید محمود حسین شاہ بخاری کا مزار ہے۔ جو مجذوب، درویش، فقیر اور علم و معرفت کے خزانے سے مالا مال تھے، آپ نے شادی نہیں کی۔

پیر سید محمود شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ عبادت و ریاضت میں مشغول رہتے تھے۔ ہر وقت کالی کملی اوڑھے مستانہ چال ڈھال اور نگاہیں جھکائے گزرتے تو یقیناً یادگارِ اسلاف کی

جھلک سامنے نظر آتی۔ علامہ پیر سید سجاد حسین شاہ بخاری، علامہ سید آفتاب حسین شاہ بخاری باغِ نیلاب میں آپ کے روحانی مشن کو جاری وساری رکھے ہوئے ہیں۔

سالانہ عرس پاک میں محفلِ سماع میں آپ کی حالت قابلِ دید ہوتی۔ آپ کی پوری زندگی آستانہ عالیہ کی خدمت اور تبلیغ اسلام میں صرف ہوئی۔ جس انداز میں آپ نے تعلیماتِ پیر سید مظفر حسین شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو عام کیا اور اتباعِ سنت کی ترویج کیلئے جس طرح انتھک محنت اور کوشش فرمائی۔ اس پر اکثر علماء ومشائخ اور آپ کے مریدین اس بات کے معترف ہیں کہ آپ کے اس روحانی مقام کو ہم نہیں پہنچ سکتے۔ اس لئے آپ کو ہمیشہ فخر المشائخ کے لقب سے یاد کیا جاتا رہے گا۔

راقم الحروف (قاضی عرفان الحق نیرؔ) کے زمانے طالبِ علمی جامعہ رضویہ انوار العلوم واہ کینٹ کی بات ہے۔ جب گھر واپسی ہوتی تو ضرور آپ سے شرفِ ملاقات ہوتی آپ کتنی دیر تک اپنے پاس بیٹھنے کا حکم فرماتے اور علمی وروحانی گفتگو سے نوازتے۔ پیر سید مظفر حسین شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ، مفتی قاضی غلام یحییٰ ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ کی باہمی محبت کے انداز سے متعلق بہت سی باتیں بتاتے۔ تاریخ کے ان اوراق اور ماضی کی ان باتوں کو یاد کیا جائے تو وہ وقت علم ومعرفت کا خزانہ محسوس ہوتا ہے۔ دربارِ عالیہ پر نمازِ جمعہ شروع کرنے کا آپ نے حکم دیا۔ حالانکہ اس وقت میں گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکول حسن ابدال میں شعبہ تعلیم کے ساتھ منسلک تھا۔ سکول ٹائم کی وجہ سے نماز جمعہ کی ادائیگی کے ٹائم کے مطابق پہنچنا بڑا مشکل تھا۔ لیکن آپ کے حکم کو بجالاتے ہوئے نمازِ جمعہ شروع کیا۔ اُس وقت آپکے علمی وروحانی پہلوں سے پردہ چاک ہوا اور آپ کا روحانی مقام جو میرے لئے پوشیدہ تھا مجھ پر منکشف ہوا۔

جب آپ کی شفقت کی وجہ سے باخبر ہوا تو اُس علمی وروحانی حصے سے میرے

نصیب میں جو آیا وہ حضرت پیر سید مظفر حسین شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت پیر سید محمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا فیضِ خاص تھا۔ایک جمعۃ المبارک کے خطاب کا عنوان ''شانِ سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا'' تھا جو کیف و سرور اس موقعہ پر میں نے محسوس کیا، احاطۂ آواز میں لانا ممکن نہیں ۔ یہ ساری نگاہِ التفات اور شفقت اُس دربارِ عالیہ اور مسندِ ارشاد پر متمکن ، زینتِ مجلس حضور پیر سید محمد شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی تھی ۔جن کی نگاہ کی بدولت مجھ جیسا کم علم اور بے دست و پا اُس مجلس میں منبر پر بیٹھ کر سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے عنوان پر گفتگو کرنے کی سعادت حاصل کر رہا تھا۔حضرت پیر سید محمد شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کے کئی گوشوں پر بات ہوسکتی ہے۔لیکن مقامِ سادات اور عظمتِ سادات کا عنوان آپ کا پسندیدہ اور ترجیحی عنوان ہوتا تھا۔آپ اکثر فرماتے تھے نیرّ صاحب اسی عنوان پر گفتگو کیا کریں۔

آپ کے ساتھ آپ کے حلقہ مریدین ونی گجراں ،نوکری ڈورا، منگیال، بھڈ یانہ، لالہ کلے ، کالہ کلے ،ترناب فارم پشاور، بھی ساتھ جانے کا اتفاق ہوتا رہا۔آپ خصوصی شفقت فرماتے اور مجھے دعوت خطاب دیتے ۔آپ کی کن کن عطاؤں مہربانیوں کو یاد کروں اور انہیں زیرتحریر مرتب کروں ۔آسمانِ علم و معرفت کا یہ نیرّ تاباں ۱۱ محرم الحرام ۱۴۳۳ھ بمطابق ۷ دسمبر ۲۰۱۱ء کو رحلت فرما گیا۔نمازِ جنازہ آپ کے صاحبزادے موجودہ سجادہ نشین حضرت علامہ پیر سید امجد حسین شاہ بخاری نے پڑھائی اور آپ کو والد گرامی کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

آپ کے چار بیٹے پیر سید اجمل حسین شاہ بخاری، پیر سید جاوید حسین شاہ بخاری، پیر سید امجد حسین شاہ بخاری، پیر سید معین الدین شاہ بخاری اور دو بیٹیاں ہیں۔حضرت علامہ حضور پیر سید امجد حسین شاہ بخاری مسندِ دربارِ عالیہ پر رونق افروز ہیں۔آپ نے اور آپ کے

شفیق و کریم بھائی حضرت علامہ پیر سید معین الدین شاہ بخاری نے اپنے اجداد کے اس عظیم ورثے کو کمال محبت سے سنبھال کر اسے خوب نکھارا اور اسے زینت بخشی ہے۔ سالانہ عظیم الشان میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کانفرنس و محفلِ نعت آپکی محبتوں، محنتوں کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

حضرت قبلہ سیدنا پیر محمد شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے حکم پر راقم الحروف (قاضی عرفان الحق نیرؔ) حضور پیر سید امجد حسین شاہ بخاری کو علم و آگاہی کی منازل طے کرانے کیلئے حضور مفکر ملت پیر عبد القادر مدظلہ العالیٰ (جامعہ رضویہ انوار العلوم) واہ کینٹ کے پاس لے کر گیا۔ خاندانِ سادات کے اس چشم و چراغ نے وہاں زمانہ طالب علمی کا کچھ وقت علم کی پیاس بجھانے میں گزارا۔

حضور پیر سید امجد حسین شاہ بخاری کو جو روحانی رنگ اپنے جدِ امجد حضور پیر مظفر حسین شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور والدِ گرامی حضور پیر سید محمد شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے عطا کیا۔ یہ اسی چشمہ فیض کا اثر ہے کہ آج حضرت علامہ پیر سید امجد حسین شاہ بخاری اور آپکے برادر مکرم پیکرِ اخلاص و محبت حضرت علامہ پیر سید معین الدین شاہ بخاری، سید حامد حسین شاہ بخاری مل کر اس عظیم درگاہ کو چار چاند لگائے ہوئے ہیں۔

دربارِ عالیہ پر شعبہ حفظ، ناظرہ، تجوید کے لئے جامعہ غوثیہ دربارِ عالیہ سید مظفر حسین شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا آغاز کر دیا گیا ہے۔ جہاں علاقہ بھر کے طلباء چشمہ فیض سید مظفر حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے سیر یاب ہو رہے ہیں۔ حضور پیر محمد شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت علامہ مفتی قاضی غلام یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ قطبال کے شاگرد رشید ہیں۔ آپ کے ساتھ صاحبزادگان دریا شریف مٹھیال شریف بھی ہم مکتب تھے۔

یہ اُس عظیم علمی درسگاہ کا فیض تھا۔ جو مسجد اقصیٰ قطبال میں موجود تھی اور دور و

نزدیک سے طلباء، درس قرآن وحدیث حاصل کرنے کیلئے یہاں موجود ہوتے۔ حضرت علامہ سید امجد حسین شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے ایک بیٹا اور ایک بیٹی عطا کی۔ آپکے خداداد صلاحیتوں والے صاحبزادے سید جرار حسین شاہ بخاری محفل نعت اور میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کانفرنس میں سٹیج کی زینت بنتے ہیں اور خاندانِ سادات کے انمول، ہیرے سے مریدین فیض حاصل کرتے ہیں۔

پیکر اخلاص ومحبت حضرت علامہ سید معین الدین شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے دو بیٹے اور ایک بیٹی عطا فرمائی ہے۔ سید ذیشان حیدر شاہ بخاری سید علیان حیدر شاہ بخاری بھی اس خاندان کی عظمتوں کے عظیم نشان ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس عظیم درگاہ کو اور اس کے صاحبزادگان کو اپنے اجداد کے روحانی مشن کو جاری وساری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

ساداتِ برہان شریف

سید صابر حسین شاہ بخاری کا تعلق قدیم گاؤں برہان شریف تحصیل حسن ابدال ضلع اٹک کے ایک سادات ممتاز، مذہبی، روحانی، علمی اور ادبی گھرانے سے ہے۔

آپ کے والد محترم سید مسکین شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ (۱۹۲۱ء۔۲۰۰۵ء) ایک صوفی منش انسان تھے، سارے زندگی سادگی اور درویشی کی حالت میں گزاری۔ آپ کے پردادا مولانا سید مخدوم شاہ برہانی رحمۃ اللہ علیہ اور انکے حقیقی بھائی علامہ مفتی سید نواب شاہ برہانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے عہد کے علماء وفضلاء میں نمایاں تھے یہ دونوں بھائی سلسلہ عالیہ قادریہ میں حضرت قبلہ صاحب مبارک مانکی شریف رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھے۔

ان دونوں بھائیوں کی عظیم لائبریری زمانے کی دست برد سے محفوظ نہ رہ سکی۔ ان کی اپنی اکثر تصانیف وفتاویٰ بھی محفوظ نہ رہ سکے۔ البتہ دور دراز سے تلاش بسیار کے بعد علامہ مفتی سید نواب شاہ برہانی رحمۃ اللہ علیہ کے دو مطبوعہ رسائل اور ایک قلمی رسالے کی نقل دستیاب ہوئی ہے جو آپ کی فقہی بصیرت پر شاہد وناطق ہے۔

ننھیال:

سید صابر حسین شاہ کے نانا سید انور حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۰۰۹ء) حطار ہری پور ہزارہ کے سُنّی ساداتِ کرام میں نمایاں ہیں۔ آپ کے ننھیال میں دو مجاذیب مشہور ہیں:

۱) سید عبداللہ شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۹۴۵ء)

۲) سید یوسف حسین شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۰۰۷ء)

ولادتِ باسعادت:

سید صابر حسین بخاری تحصیل حسن ابدال کے معروف وقدیم گاؤں برہان شریف

محلہ کنڈ، ڈھوک سیداں میں ۲۰ فروری ۱۹۶۶ء کو ایک بلند مرتبہ علمی خاندان میں پیدا ہوئے۔ آپ کا اسم گرامی آپ کی نانی صاحبہ نے مشہور ولی حضرت صابر پیا علی احمد صابر کلیر شریف کی نسبت سے صابر حسین شاہ تجویز کیا۔

تعلیم و تربیت:

ابتدائی تعلیم کا آغاز گھر میں ہی ہوا۔ مولانا شوکت حیات (دندی پنڈی گھیپ) اور مولانا سید نور حسین شاہ (دربار عالیہ کامرہ شرقی) سے اکتساب فیض کیا۔

پرائمری تک گورنمنٹ پرائمری سکول کچہ (حسن ابدال) میں پڑھا۔ ۱۹۸۵ء میں گورنمنٹ ہائی سکول حسن ابدال سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ ۹۰۔۱۹۸۹ء میں گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکول حسن ابدال سے پی ٹی سی کا کورس نمایاں حیثیت میں پاس کیا۔

ذوق مطالعہ:

زمانہ طالب علمی سے لے کر آج تک مطالعہ کا جنون کی حد شوق ہے انہیں کتابیں جمع کرنے کا شوق ہے۔ نصابی کتب کے علاوہ ایک دو غیر نصابی دینی کتب بھی بستے میں ہمیشہ رہیں۔ حصول کتب کا شوق جنون کی حد کو چھوتا ہے انہوں نے انفرادی محبت اور اپنی آمدنی سے ایک عظیم کتب خانہ قائم کیا۔

بیعت کی سعادت:

امیر دعوت اسلامی مولانا محمد الیاس عطار قادری مدظلہ العالی کے ہاتھ پر سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ عطاریہ میں ۱۸ صفر المظفر ۱۴۱۲ھ/ ۲۹ اگست ۱۹۹۱ء کو بیعت کی سعادت حاصل کی۔

اجازت وخلافت:

۱) محقق عصر مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد کراچی

۱۹ صفر المظفر ۱۴۲۷ھ/ ۲۰ مارچ ۲۰۰۶ء کو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ مظہریہ میں اجازت و خلافت عطا فرمائی نیز دلائل الخیرات شریف، حصن حصین شریف اور تعویذات واوراد مسعودیہ مظہریہ کی اجازت بھی مرحمت فرمائی۔

۲) مناظر اہل سنت علامہ محمد حسن علی قادری رضوی، میلسی

۳ ربیع الآخر ۱۴۲۷ھ/ مئی ۲۰۰۶ء کو سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ برکاتیہ اور سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ سراجیہ میں اجازت و خلافت اور جملہ اوراد ووظائف کی اجازت عنائت فرمائی۔

۳) شرف ملت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری، لاہور

۲۷ ربیع الثانی ۱۴۲۷ھ/ جولائی ۲۰۰۶ء کو سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ میں اجازت وخلافت نیز اوراد و وظائف کی اجازت عطا فرمائی۔

۴) پروفیسر ڈاکٹر سلطان الطاف علی القادری، کوئٹہ

۱۲ محرم الحرام ۱۴۲۸ھ/ یکم فروری ۲۰۰۷ء کو سلسلہ قادریہ میں اجازت وخلافت عطا فرمائی۔

۵) شیخ محمد عارف قادری ضیائی مدنی، مدینہ منورہ

۸ جمادی الثانی ۱۴۲۸ھ/ ۲۴ جون ۲۰۰۷ء کو سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ ضیائیہ منوریہ شاذلیہ سنوسیہ میں سند اجازت و خلافت اور اوراد و وظائف کی

اجازت عطا فرمائی۔

۶) **فخرِ سادات صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری، کراچی**

۸ شعبان المعظم ۱۴۲۸ھ / ۲۲ اگست ۲۰۰۷ء کو سلسلہ ہائے طریقت قادریہ برکاتیہ رضویہ چشتیہ سہروردیہ نقشبندیہ عنبریہ رفاعیہ اور شاذلیہ میں اجازت وخلافت عطا فرمائی اور جملہ اوراد و وظائف کی اجازت عنایت فرمائی۔

۷) **علامہ محمد سبحان رضا خان سبحانی میاں سجادہ نشین آستانہ عالیہ رضویہ بریلی شریف، یوپی انڈیا**

۲۷ شوال المکرم ۱۴۲۸ھ / ۹ نومبر ۲۰۰۷ء کو سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ میں اجازت وخلافت اور جملہ اوراد و وظائف کی اجازت عنایت فرمائی۔

۸) **علامہ مفتی جمیل احمد نعیمی ضیائی چشتی صابری، کراچی**

۶ ربیع الاول ۱۴۳۷ء / ۱۹ دسمبر ۲۰۱۵ء کو سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں اجازت وخلافت اور جملہ اوراد و وظائف کی اجازت مرحمت فرمائی۔

خلفائے کرام:

آپ جلوت کی بجائے خلوت پسند ہیں، کم گو اور گوشہ نشین ہیں، ساری زندگی صرف ایک شخصیت کو ان کے اصرار پر مرید کیا حالانکہ اپنے خاندان اور اولاد کو بھی حضرت امیرِ اہلِ سنت مولانا محمد الیاس قادری دامت برکاتہم العالیہ کے دستِ حق پرست پر سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعتِ نو کی ترغیب دی البتہ درج ذیل احباب کو ان کی خواہش پر اجازت وخلافت سے نوازا ہے۔

۱) صوفی عبد القادر القادری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۰۰۸ء)

صدر اسلامک مشن حسن ابدال

۲) الحاج محمد مقبول احمد قادری ضیائی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۰۰۸ء)

رضا اکیڈمی لاہور

۳) علامہ محمد عدیل قادری

حسن ابدال حال مقیم ڈبلن آئرلینڈ

۴) حافظ نثار احمد نقشبندی

خطیب جامع مسجد دربار سلطانیہ قادریہ، برہان شریف اٹک

۵) علامہ حافظ محمد صفدر علی شاکر نقشبندی خطیب مورگاہ، راولپنڈی

۶) حکیم سید اعجاز علی رامپوری قادری

آستانہ عالیہ قادری رضویہ ہاؤسنگ کالونی حسن ابدال

۷) ابوالحسنین مفتی محمد عارف محمود خان قادری

رئیس دارالافتاء جامعہ فیضانِ غوث ورضا واہ کینٹ

۸) ظفر محمود قریشی ''

مدیر منتظم مجلہ البرھان الحق واہ کینٹ''

۹) مولانا پیر سید غفور حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ (م ۲۰۱۸ء)

سابق امام وخطیب جامع مسجد چودھریاں حسن ابدال

۱۰) مولانا منصور رضا قادری

سرپرست اعلیٰ ادارہ فیضان مصطفیٰ حسن ابدال

ادارہ فروغ افکار رضا برہان شریف:

آپ کو بچپن ہی سے اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

سے خاص عقیدت وہ محبت تھی۔ اسی لیے آپ زمانہ ہی سے مجلس رضا واہ کینٹ کے ایک فعال رکن تھے۔ اس پر آپ کے نام مجلس کے صدر صوفی محمد یٰسین نقشبندی ایڈووکیٹ (م ۲۰۱۹ء) رحمۃ اللہ علیہ کے مکاتیب شاہد ہیں۔

آپ نے پہلے اعلیٰ حضرت کی یاد میں امام اہل سنت لائبریری قائم کی اور بعد میں اُن کے افکار کو عام کرنے کیلئے ۱۹۹۳ء میں باقاعدہ ''ادارہ فروغ افکار رضا'' کا قیام عمل میں لایا۔ جس کے تحت آپ نے خود بھی لکھا اور دوسروں سے بھی لکھوایا۔ اس ادارے کے زیر اہتمام آپ کا اپنا ایک مقالہ ''جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند'' چھپا۔ حضرت نذر صابری رحمۃ اللہ علیہ سے ''حدائق بخشش'' کا ایک انتخاب کروایا اور اسے بھی اس ادارے سے خوبصورت انداز میں شائع کیا۔

اسی طرح آپ ہی کی تحریک پر مختلف شعراء کرام نے سلام رضا پر تضامین لکھنے کی سعادت حاصل کی ان میں حضرت طارق سلطان پوری رحمۃ اللہ علیہ اور واحد رضوی اور سید شاکر القادری کی تضامین قابل ذکر ہیں۔

امام اہلسنت لائبریری:

یوں تو زمانہ طالب علمی ہی سے آپ کا ذوق مطالعہ نمایاں رہا لیکن اس کے ساتھ ساتھ کتابیں جمع کرنا اور انہیں خاص سلیقہ سے رکھنا بھی آپ کا شغف رہا۔

اپنے ذاتی کتب خانے کو آپ نے ۱۹۹۱ء میں ''امام اہل سنت لائبریری'' کا نام دیا اور اس میں خاص طور پر اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف اور ان کی حیات وخدمات پر کتابیں جمع کیں اور خود بھی ان کی مختلف توجہات پر درجنوں مقالات لکھے جو کتابی صورت میں بھی شائع ہو کر عام ہوئے۔

رشتۂ قرطاس وقلم:

سید صابر حسین شاہ کو زمانہ طلب علمی ہی سے مطالعہ کا شوق رہا۔ مطالعہ کے ساتھ ساتھ لکھنے کا شوق بھی ہوا۔ پہلا مضمون میلاد مصطفی ﷺ کے عنوان سے رقم کیا۔ جو مجلہ ''تاجدار حرم کراچی'' شمارہ ۱۹۸۵ء میں شائع ہوا۔

۱۹۸۸ء میں ماہنامہ ''فیضان مصطفی ﷺ'' واہ کینٹ کی ترتیب و اشاعت میں مصروف رہے اور ۲۰۰۷ء سے ماہانہ ''الحقیقہ'' شکر گڑھ کی ادارت سنبھالے ہوئے ہیں اور اسکا ایک عظیم وضخیم ''تحفظ ختم نبوت نمبر'' مرتب کرنے میں مصروف ہیں۔ اب تک اس کی دو ضخیم جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔

ماہنامہ ''چراغ راہ'' حسن ابدال کے سرپرست اعلیٰ ہیں نیز ماہنامہ ''فیضان مصطفی ﷺ واہ کینٹ ماہی'' ''انوار رضا'' جوہر آباد، ماہنامہ ''آواز حق'' پشاور، ماہنامہ ''معارف رضا'' کراچی، ماہنامہ ''السیف الصارم'' اسلام آباد کی مجلس کے رکن بھی ہیں

مختلف موضوعات کے تحت خامہ فرسائی کی ہے۔ ان میں ختمِ نبوت، رضویات، اقبالیات، قائداعظم، سیاست، تصوف اور شعر وسخن کے موضوعات شامل ہیں۔ درجنوں مقالات کتابی صورت میں شائع ہو کر سامنے آچکے ہیں۔ قائداعظم کا مسلک جیسی تحقیقی کتاب پر آپ کو کنز الایمان سوسائٹی اٹک نے ''قائداعظم گولڈ میڈل'' تفویض کیا ہے۔

کلماتِ مقدسہ (خزینۃ المشائخ سے)

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے ارشادات

۱۔ کسی بھائی کی حاجت پوری کرنے والا یوں ہے گویا اس نے تمام رات خدا کی عبادت میں گزاری۔

۲۔ تم اپنے بھائی کی مدد کرو اگرچہ وہ ظالم ہے یا مظلوم مظلوم کی مدد ظالم سے چھڑانا اور ظالم کی مدد ظلم سے باز رکھنا ہے۔

۳۔ اللہ کے نزدیک اس سے زیادہ کوئی عبادت نہیں کہ تو کسی مسلمان بھائی کا دل خوش کردے۔

۴۔ جب دو بھائی مصافحہ کرتے ہیں تو ان میں ستر رحمتیں تقسیم کی جاتی ہیں۔ انتہر (۶۹) رحمتیں خندہ پیشانی والے کو ایک دوسرے کو ملتی ہے۔

۵۔ حق ہمسائیگی درجہ وار چالیس گھروں تک ہے یعنی چاروں طرف چالیس چالیس گھر

۶۔ ہمسائیگی کا حق صرف یہی نہیں کہ انکو ستائے نہیں بلکہ ان کے ساتھ احسان کرنا بھی ضروری ہے۔

۷۔ جو خدا اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے۔ اُسے کہدو کہ پڑوسی کی تکریم کرے۔

۸۔ جس کے شر سے پڑوسی بے خوف نہ ہو مسلماں نہیں خواہ وہ پڑوسی مومن ہو یا کفار۔

۹۔ پڑوسی کے ستانے والا دوزخی ہے۔ اگرچہ تمام رات عبادت کرے اور تمام دن روزہ دار رہے۔

۱۰۔ جب جنازہ کے ساتھ جائے تو مردہ کے غم سے زیادہ اپنا غم کر اور خیال کر کہ وہ ملک

الموت کا منہ دیکھ چکا ہے اور میں نے ابھی دیکھنا ہے۔ وہ موت کی تلخی کا مزہ چکھ چکا ہے میں نے ابھی چکھنا ہے۔

۱۱۔ جو شخص بوڑھوں کی تعظیم اور بچوں پر شفقت نہ کریگا وہ میری امت میں نہیں۔

۱۲۔ سخی اللہ سے قریب ہے، جنت سے قریب ہے، لوگوں سے قریب ہے اور آگ سے دور ہے۔

۱۳۔ بخیل اللہ سے دور ہے، جنت سے دور ہے، لوگوں سے دور ہے اور دوزخ کے قریب ہے۔

۱۴۔ تین باتوں سے توقف مت کرو۔ نماز میں جب اس کا وقت ہو جائے، جنازہ میں تیار ہو اور بیوہ کے نکاح میں جب اس کا جوڑا مل جائے۔

۱۵۔ قیامت کے دن مومن کے اعمال کے ترازو میں کوئی چیز خوش خلقی سے زیادہ وزنی نہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ بدگو، بدزبان کو بہت بُرا سمجھتا ہے۔

۱۶۔ مومن کو ایذا پہنچانا خدا کے نزدیک کعبہ اور بیت اللہ گرانے سے پندرہ گناہ بُرا ہے

۱۷۔ دنیا کی کوئی چیز تیرے پاس نہ ہو لیکن چار چیزیں ہوں تو تجھے ضرر نہیں۔ راست گفتاری، حفظ امانت، خوش خُلقی، غذائے حلال۔

۱۸۔ آدمی کے دوست تین ہیں۔ ایک تو قبض روح تک ساتھ دیتا ہے، دوسرا قبر تک، تیسرا قیامت تک، قبض روحی کا ساتھی مال ہے۔ قبر تک کے ساتھی اس کے گھر والے، قیامت تک کے ساتھی اس کے اعمال ہیں۔

۱۹۔ گوشہ نشینی کو لازم پکڑو۔ یہ عمدہ عبادت ہے جو نیکو کاروں کا طریقہ ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ارشادات

۱۔ عبادت ایک پیشہ ہے، دکان اس کی خلوت ہے۔ راس اعمال اس کا تقویٰ ہے اور نفع اس کا جنت ہے۔

۲۔ نماز کو سجدہ سہو پورا کرتا ہے۔ روزہ کو صدقۂ فطر پورا کرتا ہے۔ حج کو فدیہ پورا کرتا ہے اور ایمان کو جہاد پورا کرتا ہے۔

۳۔ جہاد کفار جہاد اصغر ہے اور جہاد نفس جہاد اکبر ہے۔

۴۔ خوف الٰہی بقدر علم ہوتا ہے اور خدا سے بے خوفی بقدر جہالت ہوتی ہے۔

۵۔ تو دنیا میں رہنے کے سامانوں میں لگا ہے اور دنیا تجھ کو اپنے سے نکالنے میں سرگرم ہے۔

۶۔ علم پیغمبروں کی میراث ہے اور مال فرعون و کفار وغیرہ کا خزانہ ہے۔

۷۔ صبح خیزی میں مرغانِ سحر کا سبقت لے جانا تیرے لئے باعث ندامت ہے

۸۔ وہ لوگ بہتر نہیں جو دنیا کو آخرت کیلئے ترک کر دیتے ہیں بلکہ بہتر وہ ہیں۔ جو دنیا و آخرت دونوں کو لیتے ہیں۔

۹۔ جو اللہ کے کاموں میں لگ جاتا ہے۔ اللہ اس کے کاموں میں لگ جاتا ہے

۱۰۔ بُروں کی ہم نشینی سے تنہائی بہتر ہے اور تنہائی سے صحبت صلحاء بدرجہا بہتر ہے

۱۱۔ جس پر نصیحت اثر نہ کرے۔ وہ جانے کہ میرا دل ایمان سے خالی ہے۔

۱۲۔ آنکھ کا کاسہ دل کا دروازہ ہے۔ کہ قلب کی تمام آفتیں اسی راستہ سے آتی ہیں اور شہوت ولذت پیدا ہوتی ہے۔ آنکھ بند کرلے تو تمام آفتوں سے محفوظ ہو جائیگا۔

۱۳۔ انسان ضعیف ہے تعجب ہے کہ وہ کیونکر خدائے قوی کی نافرمانی کرتا ہے۔

۱۴۔ علم کی قوت جب حد سے بڑھ جائے تو مکاری پیدا کرتی ہے اور جب ناقص ہو تو حماقت وابلیسی پیدا کرتی ہے

۱۵۔ اخلاص یہ ہے کہ اعمال کا عوض نہ چاہئے۔ دنیا کو آخرت کے لئے اور آخرت کو اللہ کیلئے چھوڑ دے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ارشادات

۱۔ جو شخص اپنا راز پوشیدہ رکھتا ہے وہ گویا اپنی سلامتی کو اپنے قبضے میں رکھتا ہے۔

۲۔ توبہ اس کا نام ہے کہ برے فعل سے اسی طرح توبہ کی جائے کہ پھر اس کو نہ کرے

۳۔ تین چیزیں محبت کو پڑھاتی ہیں۔ سلام کرنا، دوسروں کیلئے جگہ خالی کرنا۔

۴۔ ایمان اس کا نام ہے کہ خدائے واحد کو دل سے پہچانے اور زبان سے اس کا اقرار کرے اور حکم شرعی پر عمل کرے۔

۵۔ کم بولنا حکمت ہے کم کھانا صحت، کم سونا عبادت اور عوام سے کم جانا عافیت ہے۔

۶۔ سخی حبیب خدا ہے اگرچہ فاسق ہو۔ بخیل دشمن خدا ہے۔ اگرچہ زاہد ہو۔

۷۔ قوت فی العمل یہ ہے کہ آج کے کام کل پر نہ اٹھا رکھے جائیں۔

۸۔ کسی مسلمان کو یہ زیبا نہیں کہ تلاش رزق میں بیٹھ جائے اور دعا کرے کہ اے خدا مجھ کو رزق دے۔ کیونکہ تم کو معلوم ہے کہ آسمان سے سونا اور چاندی نہیں برستا۔

۹۔ جب تم کسی صاحب علم کو دنیا کی طرف مائل دیکھو تو سمجھ لو کہ دین کے بارے میں وہ قابل الزام ہے۔ کیونکہ یہ قاعدہ ہے کہ جو شخص جس چیز کے خواہاں ہوتا ہے وہ اسی کی دھن میں لگا رہتا ہے۔

۱۰۔ خشوع وخضوع کا تعلق دل سے ہے نہ کہ ظاہری حرکات سے بدخو کی دوستی سے

احتراز لازم ہے کیونکہ اگر وہ بھلائی بھی کرنا چاہتا ہے تو بھی اس سے بُرائی سرزد ہوتی ہے۔

۱۱۔ لوگوں کے ساتھ نیک خُلق آدھی عقل ہے، حُسنِ سوال نصف علم ہے اور حُسنِ تدبیر نصف معیشت ہے۔

۱۲۔ طالب دنیا کو علم پڑھانا، راہزن کے ہاتھ تلوار فروخت کرنا ہے۔

۱۳۔ کسی کے خلق پر اعتماد نہ کرنا تاوقتیکہ غصہ کے وقت اُسے نہ دیکھ لیو لے۔

۱۴۔ کسی کی دینداری پر اعتماد نہ کرنا تاوقتیکہ طمع کے وقت اُسے نہ آزما لیو لے۔

حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے ارشادات

۱۔ تعجب ہے اس پر جو دنیا کو فانی جانتا ہے اور پھر اس کی رغبت رکھتا ہے۔

۲۔ تعجب ہے اس پر جو تقدیر کو پہنچانتا ہے اور پھر جانے والی چیز کا غم کرتا ہے۔

۳۔ تعجب ہے اس پر جو دوزخ کو برحق سمجھتا ہے اور پھر گناہ کرتا ہے۔

۴۔ تعجب ہے اس پر جو جنت پر ایمان رکھتا ہے اور پھر دنیا کے ساتھ آرام پکڑتا ہے۔

۵۔ تعجب ہے اس پر جو شیطان کو دشمن جانتا ہے اور پھر اس کی اطاعت کرتا ہے

۶۔ اے انسان خدا نے اپنے لئے پیدا کیا ہے اور تو دوسروں کا ہونا چاہتا ہے۔

۷۔ لوگوں کو جس طرح چاہے آزما دیکھ سانپ بچھوؤں سے کم نہ پائیگا۔

۸۔ علم عمل کے ساتھ نفع دیتا ہے اور علم بغیر عمل کے نفع نہیں دیتا۔

۹۔ ایک پرہیزگار فقیہ شیطان پر ہزار عابد سے بھاری ہے۔

۱۰۔ دنیا خدا کی سرائے ہے جو آخرت کے مسافروں کیلئے وقف ہے، اپنا توشہ لے اور جو کچھ سرائے میں ہے اس کا لالچ نہ کر۔

۱۱۔ اے انسان اگر تو معبود حقیقی کی پرستش نہیں کرنا چاہتا تو اس کی بناء ہوئی چیزوں کو

بھی استعمال نہ کر۔

۱۲۔ اللہ کو ہر وقت اپنے ساتھ سمجھنا افضل ترین ایمان ہے۔

۱۳۔ جانور اپنے مالک کو پہچانتا ہے لیکن اپنے خدا کو نہیں پہنچانتا۔

۱۴۔ تلوار کا زخم جسم پر ہوتا ہے اور بُری گفتار کا روح پر قبر کا گڑھا مت بھول، عمدہ غذاؤں کے شیدائی کیڑوں مکوڑوں کی غذا بننا یاد رکھ۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ارشادات

۱۔ ادب بہترین کمالات اور خیرات افضل ترین عبادات میں سے ہے۔

۲۔ عقلمند اپنے آپ کو پست کر کے بلندی حاصل کرتا ہے اور نادان اپنے آپ کو بڑھا کر ذلت اُٹھاتا ہے۔

۳۔ عقلمند وہ ہے جو غیروں سے عبرت حاصل کرے نہ کہ خود دوسروں کیلئے باعث عبرت ہو۔

۴۔ علماء اس لئے غریب و بیکس ہیں کہ جاہل لوگ زیادہ ہیں جو ان کی قدر نہیں سمجھتے۔

۵۔ حرص سے کچھ روزی نہیں بڑھ جاتی مگر آدمی کی قدر گھٹ جاتی ہے۔

۶۔ بُرا آدمی کسی کے ساتھ نیک گمان نہیں رکھتا۔ کیونکہ وہ ہر ایک کو اپنے جیسا خیال کرتا ہے۔

۷۔ علم مال سے بہتر ہے، کیونکہ علم تمہاری حفاظت کرتا ہے اور تم مال کی حفاظت کرتے ہو۔

۸۔ جس شخص کے دل میں جتنی حرص ہوتی ہے۔ اس کو خدا تعالیٰ پر اتنا ہی کم یقین ہوتا ہے۔

۹۔ دنیا ایک مردار ہے۔ جو لوگ اس کی بدولت آپس میں بھائی بند بنتے ہیں۔ اس کی بھائی بندی اس کے لالچ میں ایک دوسرے پر حملہ کرنے سے مانع نہیں ہوتی۔

۱۰۔ اول عمر میں جو وقت ضائع کیا ہے۔ آخر عمر میں اس کا تدارک کرنا کہ انجام بخیر ہو۔

۱۱۔ اگر تو کسی کے ساتھ احسان کرے تو اس کو مخفی رکھ اور جب تیرے ساتھ کوئی احسان کرے تو اس کو ظاہر کر۔

۱۲۔ جو شخص بندوں کے حقوق ادا کرتا ہے۔ وہ آخر خداوند تعالیٰ کے حقوق بھی ادا کرے گا۔

۱۳۔ غیبت کے سننے والا غیب کرنے والوں میں داخل اور میرے کام پر راضی ہونیوالا گویا اس کا فاعل ہے۔

۱۴۔ صاحب علم اگرچہ حقیر حالت میں ہو اُسے ذلیل نہ سمجھ، بیوقوف اگرچہ بڑے مرتبے پر ہو اسے بڑا مت خیال کر۔

۱۵۔ دشمن کے حسن سلوک پر بھروسہ مت کر کیونکہ پانی کو آگ سے کتنا ہی گرم کیا جائے پھر بھی وہ اس کو بجھانے کیلئے کافی ہے۔

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے ارشادات

۱۔ جو کوئی اللہ تعالیٰ سے انس رکھتا ہے۔ اس کو خلق سے وحشت ہو جاتی ہے۔

۲۔ فضلیت اگرچہ جماعت میں ہے لیکن سلامتی گوشہ نشینی میں ہے۔

۳۔ زیادہ شکم سیری اور فاقہ کشی دونوں مانع عبادت ہیں۔

۴۔ فاجر سے صحبت مت رکھ کہ تجھ پر فجور غالب آجائیگا۔ مشاورت ایسے لوگوں سے کر جو اطاعت خدا کرتے ہیں۔

۵۔ عبادت بلا توجہ درست نہیں ہوتی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے توبہ کو عبادت پر مقدم کیا ہے

۶۔ بے حد اعتقاد بربادی ہے اور نکتہ چینی بد نصیبی ۔توبہ کرنا آسان لیکن گناہ چھوڑنا مشکل ہے۔

۷۔ ہمارا دین سراپا ادب ہے جو اس کو ملحوظ رکھے گا وہ حرماں نصیب ہے۔

۸۔ بڑا زہد دنیا میں یہ ہے کہ لوگوں کی ملاقات سے کنارہ کش ہو جائے گا۔

۹۔ انتقام رکھتے ہوئے غصے کو پی جانا افضل ترین جہاد ہے۔

۱۰۔ درد کو مّروت اور حاسد کو راحت نہیں، بد خلق کو سر دردی اور ملوک کو اخوت نہیں۔

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات

۱۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ مقبول وہ شخص ہے کہ جو بار خلق کھینچے اور خوئے خوش رکھے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کی محبت یہ ہے کہ دنیا و آخرت ہر دو کو دوست نہ رکھے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ کے پہچاننے کی یہ نشانی ہے کہ خلق سے بھاگے اور ملک و مال سے پرہیز کرے۔

۴۔ خوش خُلقی اور خاموشی ہلکی ہیں، پیٹھ پر اور بھاری نہیں میزان پر۔

۵۔ اپنے آپ کو اتنا ہی ظاہر کر جتنا کہ تو ہے یا ویسا ہی ہو جا جیسا اپنے آپ کو ظاہر کرے۔

۶۔ کسی نے دریافت کیا کہ آپ بھوک کی اس قدر کیوں تعریف کرتے ہیں ۔فرمایا اگر فرعون بھوکا ہوتا تو انا ربکم الاعلیٰ ہرگز نہ کہتا۔

۷۔ برے اعمال اللہ تعالیٰ کے ساتھ صریح دشمنی کے مترادف ہے۔

۸۔ جو نیکی فی الفور کسی نور یا علم کا پھل نہ دے۔اس کی نیکی گن اور جس گناہ کے بعد فوراً اللہ کا خوف اور توبہ میسر آ جائے اس کو گناہ نہ گن۔

۹۔ جو شخص کثرت خواہشات سے اپنے دل کو مردہ بنائے اس کو لعنت کے کفن میں لپیٹو اور ندامت کی زمین میں دفن کرو اور جو نفس کی خواہشات سے باز رکھتا ہے۔اس کو رحمت کے کفن میں لپیٹو اور سلامتی کی زمین میں دفن کر۔

۱۰۔ ایک بزرگ کی شہرت سن کر آپ اُسے دیکھنے گئے۔ جب قریب گئے تو اس نے قبلہ کی طرف تھوک دیا۔آپ اس وقت واپس آ گئے تو فرمایا اگر اسے طریقت میں کچھ دخل ہوتا تو شریعت کے خلاف عمل نہ کرتا۔

حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات

۱۔ جو کچھ تو اللہ کے واسطے کرے وہ اخلاص ہے اور جو خلق کے واسطے کرے وہ ریا ہے۔

۲۔ رسول اللہ ﷺ کا وارث وہ شخص ہے کہ رسول کریم ﷺ کے فعل کی اقتدا کرے نہ کہ وہ کاغذ سیاہ کرے۔

۳۔ نماز روزہ اچھی چیز ہے۔لیکن غرور حسد سے دور کرنا انکو زیادہ اچھا بنا دیتا ہے۔

۴۔ اعلانیہ گناہ پوشیدہ کی نسبت سخت اور اظہار گناہ دوسرا گناہ ہے۔

۵۔ اللہ تعالیٰ کی دوستی اس شخص کے دل میں نہیں ہوتی جس کو خلق پر شفقت نہیں۔

۶۔ ایک لمحے کے واسطے اللہ تعالیٰ کا ہو رہنا خلائق زمین و آسمان کے اعمال سے بہتر ہے۔

۷۔ مخلوق کی اذیت پر صبر کرنا علامات ولائت میں سے ہے۔

۸۔ فقیر کا تنفس کی خواہش کیلئے جس پر اس کو قدرت نہیں ہے غنی کے ہزار سال کی عبادت سے بہتر ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات

۱۔ جمعیت خاطر سے حق تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہ اور متعلقین کا غم حق تعالیٰ کے حوالے کر اس دشمن کا وفیہ سخت مشکل ہے جو اطاعت کی راہ سے آئے۔

۲۔ دل آنکھ کے تابع ہے آنکھ کے بگڑنے کے بعد دل کی حفاظت مشکل ہے اور دل کے بگڑ جانے کے بعد شرمگاہ کی حفاظت مشکل ہے۔

۳۔ علمائے بے عمل پارس پتھر کی مثل ہے۔ اوروں کو تو سونا بناتے ہیں لیکن خود پتھر کے پتھر ہی رہتے ہیں۔

۴۔ کفر کے بعد سب سے بڑا گناہ دل آزاری ہے خواہ مومن کا ہو یا کافر کا۔

۵۔ اسلام غریبوں میں ہی ظاہر ہوا اور عنقریب غریبوں میں ہی رہ جائیگا۔

۶۔ دولت مند لوگ پیغمبر کو جھٹلاتے رہے اور مسکین غریب ہی ان کی اطاعت کرتے رہے ہیں۔

۷۔ اہل و اعیال کے ساتھ حد سے زیادہ محبت مت کر کہ ضروری کام میں فتور آ جائے۔

۸۔ خلق کے ساتھ ضرورت سے زیادہ مت اختلاط رکھ کیونکہ زیادہ اختلاط زیادہ مضرتوں کا سبب ہوتا ہے۔

۹۔ اہل اللہ سے کرامت مت ڈھونڈو۔ ان کے وجود ہی کرامت جانو۔

حضرت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات

۱۔ بُرے کاموں سے بچنے کیلئے صفائی دل ضروری ہے اور صفائی دل کیلئے باطنی تقویٰ

کی ضرورت ہے اگر دل پاک ہے تو تمام جسم پاک ہے۔ اگر دل صاف نہیں تو تمام جسم میں فساد ہوگا۔

۲۔ اِقْرَارٌ بِاللسان پوست ہے ایمان کا اور تصدیقٌ بالقلب مغز ہے اسکا۔

۳۔ زبان نرم ترین عضو بے استخون ہے اگر گفتار بھی نرم ہو تو زبان ہے ورنہ زیان ہے

۴۔ خواہش پر غالب آنا فرشتوں کی صفت ہے اور خواہش سے مغلوب ہونا چو پایوں کی عادت ہے۔

۵۔ امیروں اور بادشاہوں سے میل جول نہ رکھو۔ جو کہ دین سے دور اور شریعت سے دُور ہیں۔

۶۔ اگر تو اسقدر نماز پڑھے کہ خم ہو جائے اور اس قدر روزے رکھے کہ بدن ہلال بن جائے ہرگز فائدہ نہ پائیگا تاوقتیکہ مالِ حرام سے پرہیز نہ کریگا۔

۷۔ عابد کو کھانا کھلانا عبادت میں مدد کرنا ہے اور فاسق کو کھانا کھلانا فسق کی مدد کرنا ہے

۹۔ تو اس دنیا میں دارِ آخرت کی طرف چلنے والا ایک مسافر ہے۔ تیرے سفر کی ابتدا مہد اور انتہا لحد ہے۔ تیری عمر کا ہر برس منزل ہے۔ ہر مہینہ فرسنگ ہر دن میل اور ہر سانس قدم ہے۔

۱۰۔ اپنے آپ کو سب سے بہتر سمجھنا جہالت ہے۔ بلکہ ہر شخص کو اپنے سے بہتر سمجھنا سعادت ہے۔

حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات

۱۔ بغیر عمل کئے ہوئے بہشت کی آرزو کرنا گناہ ہے اور بغیر ادائے سُنت کے امید شفاعت محض غروراور دھوکا ہے۔بغیر فرمانبرداری امیدوار رحمت ہونا محض جہالت اورحماقت ہے۔

۲۔ حق تعالیٰ جب کسی بندے کی بھلائی چاہتے ہیں تو حسن عمل کا دروازہ اس پر کھول دیتے ہیں۔

۳۔ حب دنیا کوترک کردو کیونکہ دنیا کی اگر ذراسی چیز بھی تمہارے دل میں ہوگی تو سجدہ کرنے میں بھی تم اس کو فراموش نہ کرسکو گے۔

۴۔ دولت کے بھوکے کو کبھی راحت نصیب نہیں ہوتی۔

۵۔ ایسی بات میں گفتگو کرنا جس میں کسی کا فائدہ نہ ہو علامتِ ذلالت وگمراہی ہے۔

۶۔ تو جس طرح برائی سننے کو ناپسند کرتا ہے۔اُسی طرح اپنے آپ کو مدح سرائی سے بھی بچا۔

۷۔ محبت ایک ایسی چیز ہے جو سیکھنے اور کسی کے بتانے کی نہیں ہے۔

۸۔ تواضع یہ ہے کہ جس کسی سے بھی تو ملے اپنے سے بہتر جانے خواہ چھوٹا ہو یا بڑا، عالم ہو یا جاہل، مومن ہو یا کافر۔

۹۔ درویشی یہ ہے کہ کسی چیز پر طمع نہ کرے۔ جب بے طلب کوئی لائے تو منع نہ کرے اور جب لے لے تو جمع نہ کرے۔

۱۰۔ نعمت کی حالت میں تو خدا کو محبوب سمجھتا ہے۔ جب بلا آتی ہے تو بھاگ کھڑا ہوتا ہے۔ بلا اور فقر میں ثابت قدمی رہنا خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت کی علامت ہے۔

حضرت شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات

۱۔ جس کا باطن ظاہر سے افضل ہے وہ ولی اللہ ہے جس کا باطن وظاہر برابر ہے وہ عالم ہے اور جسکا ظاہر باطن سے افضل ہے وہ جاہل ومکار ہے۔

۲۔ عقلمند وہ ہے جو دنیا سے دست بردار ہو جائے۔ اس سے پہلے کہ دنیا اس سے دستبردار ہو جائے۔

۳۔ عقلمند وہ ہے کہ خدا کی خوشنودی حاصل کرے اس سے پہلے کہ وہ خدا کے روبرو بلایا جائے۔

۴۔ عبادت جو مخلوق کیلئے کی جاتی ہے۔ زمین میں دھنسائی جاتی ہے اور جو خالق کیلئے کی جاتی ہے وہ آسمان پر چڑھائی جاتی ہے۔

۵۔ اگر تم کسی مرد خدا کو پہچاننا چاہتے ہو تو دیکھو کہ وہ حق تعالیٰ کے وعدوں پر زیادہ بے خوف ہے یا مخلوق کے وعدوں پر زیادہ بھروسہ رکھتا ہے۔

۶۔ دل کی صفائی چاہتا ہے تو آنکھ جہاں سے بند کر لے یہی وہ رخنہ ہے، جہاں سے غبار آتا ہے۔

۷۔ زبردست گناہوں کا کفارہ زیردستوں کی امداد اور درماندگاں کی دستگیری ہے

۸۔ نفس کو مباح چیزوں کی خواہش سے روک ورنہ دُنیا اُس کی بہشت بن جائیگی اور موت اس پر دشوار ہوگی۔

۹۔ کسی سے بدلہ لینے میں جلدی نہ کرو اور کسی کے ساتھ نیکی کرنے میں تاخیر نہ کرو۔

حضرت سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات

۱۔ راستے کو ملنے والا چور اس فاسق سے بہتر ہے جو پرہیزگاری کا لباس پہنتا ہو۔

۲۔ اگرچہ دریا میں بہت فائدے ہیں لیکن سلامتی چاہتے ہو تو کنارے پر ملے گی۔

۳۔ اگر کوئی شخص مردے کی قبر کھولے تو بادشاہ اور گدا میں فرق نہ کر سکے۔

۴۔ کیمیا بنانے والا غم اور غصے میں ہی مر گیا اور بے وقوف نے ویرانے میں خزانے پالیا۔

۵۔ تو حکمت سے اس لئے خالی ہے کہ کھانے سے ناک تک بھرا ہوا ہے۔

۶۔ نصیحت خواہ دیوار پر لکھی ہو اُسے کان میں ڈال لو۔

۷۔ شیر غار میں سختی اُٹھا کر مر جاتا ہے مگر کتے کا جھوٹا نہیں کھاتا۔

۸۔ کوشش سے دریائے دجلہ کے آگے بند لگا سکتے ہو مگر بد اندیش کی زبان نہیں بند رکھ سکتے۔

۹۔ عذر اور توبہ کر کے تو خدا سے چھوٹ سکتا ہے مگر لوگوں کی زبان سے نہیں چھوٹ سکتا

حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات

آپ نے فرمایا کتے میں دس ایسی عمدہ خصلتیں ہیں جو ہر مومن کو اختیار کرنی چاہئے۔

۱۔ وہ بھوکا رہتا ہے یہ آداب صالحین سے ہے اور تھوڑی چیز پر قناعت کرتا ہے یہ علامت صابرین سے ہے۔

۲۔ اس کا کوئی مکان نہیں ہوتا یہ علامت متوکلین سے ہے۔

۳۔ وہ رات کو بہت کم سوتا ہے یہ صفات شب بیداران و علامت محبّین سے ہے

۴۔ جب مرتا ہے تو کوئی میراث نہیں چھوڑتا یہ صفات زاہدین سے ہے۔

۵۔ اپنے ملک کو نہیں چھوڑتا گو وہ اس پر جفا کرے اور اس کو مارے یہ علامت مریدان صادقین سے ہے۔

۶۔ ادنیٰ جگہ پر ہی راضی ہو جاتا ہے یہ علامت متواضعین سے ہے۔

۷۔ اس کی جائے رہائش پر کوئی غالب ہو جائے تو اس کو چھوڑ دیتا ہے اور دوسری جگہ چلا جاتا ہے۔ یہ نشان راضین سے ہے۔

۸۔ اس کو ماریں اور پھر ٹکڑا ڈالیں تو فوراً واپس آجاتا ہے، مار کا کینہ نہیں رکھتا یہ علامت خاشعین سے ہے۔

۹۔ کھانا سامنے رکھا ہوا دیکھتا ہے تو دور بیٹھا ہوا تکتا ہے یہ علامت مساکین سے ہے

۱۰۔ کسی مکان سے کوچ کر جاتا ہے پھر اس کی طرف التفات نہیں کرتا۔ یہ علامت مخزونین سے ہے۔ اے عزیز قناعت کا سبق کتے سے حاصل کر تو نے اکثر دیکھا ہوگا کہ شکاری کتوں کو جب گلی کوچوں کے کتے دیکھتے ہیں تو بھونکتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے مسکینوں جب تم نے عمدہ اور لذیز کھانوں کی طرف رغبت کی تو تم زنجیروں کے ساتھ قید ہو گئے۔ اگر تم بھی ہماری طرح روکھی سوکھی پر قناعت کرتے تو ہماری طرح آزاد زندگی بسر کرتے۔

حضرت داتا گنج بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات

۱۔ نماز ایسی عبادت ہے کہ طالبانِ حق اللہ تعالیٰ کی راہ میں ابتداء سے لے کر انتہاء تک اُسی کے ذریعے راستے پاتے ہیں اور اسی میں ان کے مقامات کھلتے ہیں۔

۲۔ علم سے غفلت اور بے پرواہی اختیار کرنا محض کفر ہے۔

۳۔ ہماری خوشی اور غم دنوں رضائے حق کیلئے ہونے چاہئیں۔

۴۔ فقیر کو چاہئے کہ بادشاہ کی ملاقات کو سانپ واژدھا کی ملاقات کے برابر سمجھے۔

۵۔ خواہ کافروں کی سی ٹوپی سر پر رکھ، مگر باطن میں سچا مومن اور فقیر بنا رہ۔

۶۔ پروانہ ہمیشہ شمع پر ہی جلتا ہے، پس اگر مومن بھی پروانے کی طرح شمع حق کا پرستار ہے۔تو مرتبہ صدق وصفا کو پا سکتا ہے۔

۷۔ خوف حق میں آنکھوں سے آنسو بہا کر یہ شے روح کی قدرت کو دھو دیتی ہے۔

۸۔ جاہل صوفیوں سے دور ہو، جس نے نہ تو کسی مرشد کی صحبت سے تربیت پائی اور نہ کسی استاد سے سبق سیکھا۔ یونہی نیلگوں لباس پہن کر اپنے آپ کو صوفی مشہور کر دیا۔

۹۔ خلقت کی طرف سے جو بطور تحفہ نذر و نیاز ملے، فقراء میں تقسیم کر دے۔ اس میں سے کوئی چیز بھی اپنے پاس نہ رکھے۔

حضرت خواجہ فرید الدین شکر گنج پاکپتنی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات

۱۔ پردہ پوشی درویشی کی ایک صفت ہے جس سے مراد بندگان خدا ہیں۔

۲۔ محبت میں ہی صادق ہے جو ہر لمحہ ذکر الٰہی میں مشغول رہتا ہے۔

۳۔ عبادت الٰہی سے عشق کی تکمیل ہوتی ہے۔

۴۔ کلام پاک کی تلاوت سے بہتر اور افضل تر کوئی عبادت نہیں۔

۵۔ تصوف کا کمال یہ ہے کہ اصحاب تصوف ہر روز پانچوں نمازوں کے اوقات میں اپنے آپ کو عرش پر دیکھیں۔

۶۔ صوفی کو زندگی بھر ذکر حق میں مشغول رہنا چاہئے۔ اس کا ذکر حق میں مستغرق و بے ہوش رہنا زندگی اور غافل ہو جانا موت ہے۔

۷۔ راہ سلوک میں سالک پر بقدر رنج تکلیف اور مصیبت نازل ہوگی، وہ اللہ تعالیٰ

سے قریب ہوتو جائے گا۔

۸۔ جو شخص جس قدر زیادہ موت سے غافل رہتا ہے۔اسی قدر دنیا کا ذکر اس کے دل میں جڑ پکڑ تا ہے۔

۹۔ جو شخص اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہونا چاہتا ہے، وہ کلام اللہ پڑھے۔نیک بخت وہی شمار ہوتا ہے جو اپنے مولا سے کلام کرے۔

۱۰۔ دل ایک شیشہ ہے جسے مال و دولت، اولاد و بیوی، عزت و اقبال، دنیا و آخرت کے خیالات سے اگر صاف رکھیں تو خداوند تعالیٰ اپنا جلوہ دکھاتا ہے۔

حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات

۱۔ ایمان اصل اور اعمال فروع ہے ۔لہٰذا ایمان میں شرکت سے اور اعمال میں معصیت سے بچو۔

۲۔ تو نفس کی تمنا پوری کرنے میں مصروف ہے اور وہ تجھ کو برباد کرنے میں لگا ہے۔

۳۔ مومن کی نیند کرنا زیبا نہیں جب تک اپنا وصیت نامہ اپنے سر پر رکھ لے۔

۴۔ تیرا عمل تیرے عقائد کی دلیل ہے اور تیرا ظاہر تیرے باطن کی۔

۵۔ اے عمل کرنے والے! اخلاص پیدا کر ورنہ فضول مشقت ہے۔

۶۔ مومن جس قدر بوڑھا ہوتا ہے اس کا ایمان جوان ہوتا ہے۔

۷۔ جو حکم کی تعمیل نہ کرے۔لازمی ہے کہ وہ خوشنوئی آقا سے محروم۔

۸۔ نعمت تجھے اپنا پابند نہ بنالے کہ منعم سے غافل کردے۔

۹۔ موت کو یاد رکھنا نفس کی تمام بیماریوں کی دوا ہے۔

حضرت خواجہ محمد سُلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات

۱۔ سالک کو چاہئے کہ علم سیکھے کیونکہ جہالت سے یہ راہ طے نہیں کی جاسکتی۔

۲۔ سالک کو چاہئے کہ ہمیشہ مخلوق خدا کے واسطے دعا کرتا رہے اور لوگوں پر شفیق بن کر رہے۔

۳۔ سالک کو چاہئے کہ قناعت پر اپنا طریقہ بنائے۔ کیونکہ: ''**القناعة کنزٌ لا نفند**'' قناعت ایسا خزانہ ہے جو خرچ کرنے سے کم نہیں ہوتا۔

۴۔ سالک کو چاہئے کہ ہر کسی سے لطف و احسان اور خلق و مروت سے پیش آئے، کیونکہ حسد کینہ اور جھگڑا فساد خداوند تعالیٰ کی راہ سے روکتے ہیں۔

۵۔ سالک کو چاہئے کہ رات دن محاسبہ اور مراقبہ، زُھد دریافت اور حق تعالیٰ کی رضا مندی میں کوشش کرے۔

۶۔ سالک کو چاہئے کہ پہلے علم ظاہری میں کوشش کرے کیونکہ علم باطنی کا حصول ظاہری کے بغیر ناممکن ہے۔

۷۔ سالک کو چاہئے کہ ہر وقت حق تعالیٰ کے حساب میں کرتا رہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شریعت کی پیروی میں ذرہ بھر کوتاہی نہ کرے۔

۸۔ سالک کو چاہئے کہ حق تعالیٰ کی بے نیازی اور اس کے عذاب سے ہمیشہ ڈرتا رہے اور امر کو بجالانے اور منہیات کو چھوڑنے میں پوری کوشش کرے۔

۹۔ سالک کو چاہئے کہ اپنے باطن کو تمام بُرے اخلاق سے پاک کرے، اس کے بعد جو کچھ اس کی زبان پر آئیگا وہ مؤثر ہوگا۔

۱۰۔ سالک کو چاہئے کہ اپنے دل کو جفا دنیا کی آلائشوں سے پاک کر کیونکہ دنیا کی محبت تمام گناہوں کی جڑ ہے۔ اس سے بچنا تمام عبادتوں سے بہتر ہے۔

(تذکرہ خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات

۱۔ جس کے دل میں محبت اخلاص اور رحم موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ اس بندے کو اپنی قربت کا شرف دینے کیلئے ہر وقت تیار رہتا ہے۔

۲۔ دوست وہ ہے جو اپنے کسی دوست کی خطا اور ایذا دہی سے رنجیدہ نہ ہو گناہ اور عیب پر پردہ ڈالے۔

۳۔ اگر مردے کو زبان گویائی مل جاتی تو موت کے متعلق عجیب راز بیان کرتا۔

۴۔ اپنا بوجھ دوسروں کی گردن سے اُٹھا لو اور انکا بوجھ خود لے لو۔

۵۔ دوزخ سے نجات چاہتے ہو تو خلقِ خدا کی خدمت کرو۔ بہشت کی توقع ہے تو عبادت الٰہی میں مصروف رہ۔

۶۔ جسم خدا کے نور اور بندہ کے درمیان ایک پردہ ہے۔ جسم کیا ہے مالی و جاہ و دیگر تکلفات کا نام ہے۔ انکو فنا کر خدا کی حضوری میں رہ۔

۷۔ زبان وہی جو ذاکر ہو، دل وہی جو شاکر ہو اور جسم وہی جو صابر ہو۔

۸۔ جو جسم علم سے خالی ہو وہ ایک ایسا شہر ہے جہاں ایک بوند پانی کی نہیں ملتی، ایسا علاقہ ہے جو بغیر آقا کے ہے۔

۹۔ علم اور علم کا درجہ سب سے افضل ہے۔

۱۰۔ چار چیزیں نایاب ہیں:

۱۔ دولت مند، بردبار اور فیاض ۲۔ درویش، صابر اور شاکر

۳۔ گنہگار، جو اپنی حالت پر پچھتائے اور خدا سے ڈرنے والا ہو۔

۴۔ عالم، باعمل

حضرت خواجہ پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات

۱۔ میرے نزدیک بہترین مسلک اور پسندیدہ ترین مشرب اسوۂ حسنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

۲۔ مومن کی خوشی صرف ان اعمال میں ہے جس سے اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول خوش رہے۔

۳۔ فقیری وہ ہے کہ معرفت کے سات خزانے دل میں ہوں اور ہمسائے کو خبر نہ ہو۔

۴۔ اہل عرض محبت سے خالی ہوتے ہیں۔

۵۔ ہر شخص کو اپنے سے بہتر جانو اور حسن ظن جانو دوسروں کی بجائے اپنے عیبوں پر نظر رکھو۔

۶۔ اگلے زمانے کے لوگ علوم ظاہری کے بعد طریقت کی طرف آتے تھے۔ ان کی طبیعت وسوسوں سے پاک ہوتی تھی۔ آج کل کوتاہ ہمتی کے باعث پہلے ہی صوفی بن جاتے تھے۔ اس راستے میں خطا کا امکان ہے۔

۷۔ اگلے زمانے کے لوگ قرآن وحدیث کے تابع تھے۔ آج کل کے لوگ قرآن و حدیث کو اپنے آڑ کے تابع رکھتے ہیں۔

۸۔ صاحبِ عرفان اتباع نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ترک نہیں کرتا۔

۹۔ ایمان بے عشق موجب خطر ہے۔

۱۰۔ نمے گویم کہ در عالم جدا باش لہر جائے کہ باشی با خدا باش

ترجمہ: دُنیا میں رہتے ہوئے خدا کو یاد رکھ۔

مقالاتِ نیئر

علوم مصطفی ﷺ بہ زبان مصطفی ﷺ

(ماہنامہ ضیائے حرم لاہور۔شمارہ ستمبر 2005ء)

حدیث مبارکہ میں حضور ﷺ کا ارشاد پاک ہے۔ترجمہ: میں نے اپنے رب کو اپنی آنکھ اور اپنے دل سے دیکھا۔(بخاری شریف ومسلم شریف)

ہمارا ایمان ہے کہ اللہ عزوجل سب سے بڑھ کر عالم الغیب ہے۔اس سے بڑھ کر عالم الغیب اور کوئی نہیں۔غور فرمائیے حضور سرور کونین ﷺ کے علم کی وسعت پر کہ اللہ عزو جل کو حضور سرور کونین ﷺ نے اپنی سر کی آنکھوں سے دیکھا۔عالم الغیب کی ذات کا مشاہدہ اپنی حقیقی آنکھوں سے کیا۔ذرا بتائیے بھلا کائنات کا اب کونسا ایسا علم ہے جو باقی رہ گیا ہو اور جو آپ کے احاطہ علم میں نہ ہو۔اللہ عزوجل کی ذات وصفات کو جاننے کا علم جتنا آپ ﷺ کو ہے کسی اور کو نہیں۔آپ ﷺ اولین وآخرین کے تمام علوم کو جاننے والے ہیں۔ام المومنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ چاندرات تھی میں نے بارگاہ نبوت میں عرض کیا" کیا آسمان کے ستاروں کی تعداد کے برابر بھی کسی کی نیکیاں ہیں تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہاں عائشہ رضی اللہ عنہا وہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں۔(مشکوۃ شریف)

مذکورہ بالا حدیثِ مبارکہ سے واضح ہو گیا کہ حضور علیہ السلام کو آسمان کے ستاروں کی تعداد کا علم بھی ہے اور اپنے امتیوں کی نیکیوں کا اور اعمال وافعال کا بھی علم ہے۔

جنگ موتہ جو مدینہ منورہ سے ایک مہینے سے زیادہ سفر کے فاصلے پر لڑی گئی اس جنگ کی کیفیات آپ علیہ السلام نے مدینہ پاک میں بیٹھ کر اس طرح بیان فرمائیں' اب فوج کا نشان (جھنڈا) زید نے اٹھایا اور شہید ہو گئے اور اب جعفر نے علم اٹھایا اور وہ بھی شہید ہو گئے آخر میں فرمایا فوج کا جھنڈا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اٹھایا اور مسلمانوں کو فتح ہوگئی۔

(بخاری شریف)

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے رسول ﷺ کو کیا سکھایا' کیا پڑھایا؟ کتنا پڑھایا؟ کتنا علم عطا کیا؟ اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ اپنے مقدس کلام قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے

''وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا'' (سورۃ نساء)

ترجمہ کنز الایمان شریف: اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے

اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو تمام ظاہری اور پوشیدہ علوم کے خزانے عطا کر دیئے

صاحب لولاک ﷺ کا ارشاد گرامی ہے **وعلمت مافی السموت والارض**

(مشکوۃ شریف، ترمذی شریف)

اور جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے میں اس کو جان گیا۔

فخر موجودات باعث تخلیق کائنات حضرت محمد ﷺ کا ایک اور ارشاد سن لیجئے۔

ارشاد ہوتا ہے!

ترجمہ: کیا حال ہے ان قوموں کا جنہوں نے میرے علم میں طعن کیا ہے جو تمہارا دل چاہے میرے اور قیامت کے درمیان سوال کرلو میں تمہیں خبر دوں گا۔

(تفسیر خازن ص ۳۸۲ جلد اول مطبوعہ مصر)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ کسی شخص کی اونٹنی گم ہوگئی اس کی تلاش جاری تھی کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اونٹنی فلاں جنگل میں فلاں جگہ موجود ہے۔ حضور ﷺ کے اس ارشاد پر وہ صحابی الٹے پاؤں سرکار کے بتائے ہوئے مقام پر روانہ ہوگئے۔ ادھر لشکر میں موجود کچھ منافقین بھی موجود تھے جنہوں نے ازراہ طنز آپس میں کہنا شروع کر دیا: **وما یدریہ بالغیب محمد** ﷺ غیب کی بات کیا جانیں۔ جب یہ منافقین مدینہ واپس آئے تو بعض صحابہ نے حضور ﷺ تک یہ خبر پہنچائی کہ فلاں فلاں لوگ آپ کے غیب کے بارے میں طنز کر رہے تھے۔ سرکار ﷺ نے جب انہیں بلا کر دریافت کیا تو ایک دم بدل گئے اور کہنے

لگے کہ ہماری قوم کے چند نوخیز لڑکوں نے یونہی از راہ مذاق اس طرح کی باتیں کیں در حقیقت ہم لوگ حضور ﷺ کی غیب دانی کے منکر نہیں ہمارا بھی وہی عقیدہ ہے جو عام صحابہ کا ہے اپنی صفائی میں وہ بیان دے ہی رہے تھے کہ حضرت روح الامین قرآن کی یہ آیتیں لے کر آئے

قُلْ اَبِاللّٰهِ وَآيَاتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ - لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ ۔اے محبوب ﷺ آپ کہہ دیجئے کہ کیا مذاق کرنے کیلئے اللہ، اس کی آیتیں اور رسول ہی رہ گیا ہے۔ باتیں نہ بناؤ ایمان قبول کرنے کے بعد تم کافر مرتد ہو گئے۔ (درمنثور)

امام اہلسنت مجدد دین وملت الشاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ ان کی قبر مبارک پر ہزاروں بلکہ کروڑوں مرتبہ رحمتیں نازل فرمائے کتنی محبت کی بات کرتے ہیں:

تو دانائے ماکان وما یکون ہے ۔۔۔ مگر بے خبر بے خبر دیکھتے ہیں

جب آیت ''يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا---'(سورۃ الحجرات) نازل ہوئی تو حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ جو کچھ اونچا سنتے اور اونچا بولتے تھے جب یہ آیت نازل ہوئی تو انہیں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کی جرأت نہ ہوئی حضور ﷺ نے انہیں بارگاہ اقدس میں غیر حاضر پا کر طلب فرمایا۔ حاضر ہوئے اور عرض کی میری غیر حاضری کی وجہ یہ ہے کہ جیسا کہ سرکار ﷺ کو معلوم ہے کہ میں اونچا سنتا اور اونچا بولتا ہوں ڈرتا ہوں کہ آپ کے حضور اونچا بولنے کی سزا میں اپنے نیک اعمال ضائع نہ کر بیٹھوں اس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا! انك تعيش بخير وتموت بخير وانك من اهل الجنة : یعنی اے ثابت ایسا نہ ہوگا تم خیریت سے جیتے رہو گے خیریت سے تمہیں موت آئے گی اور تم جنتیوں میں سے ہو۔

آپ کو اپنے صحابی کے متعلق علم ہے کہ وہ ایمان کے ساتھ رخصت ہوں گے خیریت سے انہیں موت آئے گی اور یہ بھی جانتے ہیں کہ ان کا مقام جنت ہے۔

واقعہ معراج حضور کونین ﷺ کا ایسا معجزہ ہے جو کہ پہلے کسی نبی یا رسول کو حاصل نہ

ہوسکا شب معراج کے اسرار ورموز کو سمجھنا ہم ناقص العقل کیلئے کسی طرح ممکن نہیں ہوسکتا اس کے حقائق کا اصل علم تو اللہ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کو ہی ہے۔ معراج شریف آپ ﷺ کی زندگی کا وہ معجزہ ہے جس میں آپ پر تمام عالمین کے اسرار و موز اور حقائق کو منکشف کیا گیا حدیث مبارکہ میں حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

رأیتُ رَبّیْ بِعَیْنِ قَلْبِیْ

ترجمہ: میں نے اپنے رب کو اپنی آنکھ اور اپنے دل سے دیکھا۔ (بخاری شریف)

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک مرتبہ بارگاہ خداوندی میں عرض کیا رب ارنی انظر الیک ارشاد ہوا: لن ترانی' حضرت موسیٰ علیہ السلام اصرار نے کیا تو آپ علیہ السلام کی اس خواہش پر اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات کی صرف ایک تجلی کا جلوہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ظاہر فرمایا جس کی تاب نہ لاکر آپ بے ہوش ہو گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی ذات کا مشاہدہ نہیں کیا صرف ایک تجلی اپنی آنکھوں سے دیکھی تھی جسے دیکھ کر آپ کو یہ کمال حاصل ہوا کہ آپ کی بینائی بہت روشن ہوگئی۔ علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک حدیث پاک میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بینائی کا یہ عالم ہو گیا کہ وہ کالی چیونٹی کو اندھیری رات میں میلوں دور دیکھ لیا کرتے تھے۔ مسلمانو! غور فرمایئے جس کی آنکھ نے صرف نور الٰہی کی ایک تجلی دیکھی ہو پھر اس کی آنکھ کی بصارت کا یہ عالم ہو جائے کہ ایک چیونٹی گھٹا ٹوپ اندھیری رات میں ہزار ہا نشیب وفراز کے باجود تیس میل کی دوری سے نظر آجائے تو ذرا سوچیۓ اس آنکھ کی نورانیت و بصارت کا کیا عالم ہوگا! جن کی آنکھ نے عین ظاہری حالت میں اپنی آنکھ سے ذات الٰہی کا مشاہدہ کیا ہو اور اللہ جل مجدہ کا دیدار اس شان سے کیا ہو ما زاغ البصر و ما طغیٰ آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑی ایمان وضمیر سے فیصلہ کیجئے کہ جس آنکھ نے خداوند قدوس کو دیکھا اس آنکھ سے کیا خدا کی خدائی چھپ سکتی ہے ہرگز نہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے اس وقت تک وفات نہ پائی جب تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو

ہر چیز کا علم نہ دے دیا۔ شارح بخاری حضرت علامہ قسطلانی ارشاد فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کے سوا وقتِ قیامت کوئی نہیں جانتا سوائے اس کے جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہے۔ جو اللہ کے رسول ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے غیب پر جس کو چاہتا ہے مطلع فرما دیتا ہے اور اولیاء اللہ جو رسول کے تابع ہوتے ہیں وہ ان سے غیب کا علم حاصل کرتے ہیں۔ علامہ امام قرطبی علامہ آلوسی اور سید احمد بن مبارک تو یہاں تک ارشاد فرماتے ہیں کہ اولیاء کرام کو بھی حضور علیہ السلام کے وسیلہ سے علوم خمسہ کا علم حاصل ہوتا ہے۔

مسلمانو! غور کرو آج ہر مسلمان یہ جانتا ہے کہ قیامت جمعہ کو ہوگی محرم کی دس تاریخ ہوگی یا جوج و ماجوج اور دجال ظاہر ہوں گے۔ حضرت امام مہدی کا ظہور ہوگا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا۔ صور پھونکا جائے گا پہاڑ رائی کے گالوں کی طرح اڑیں گے قیامت کی یہ ساری خبریں ہمیں کس نے بتائیں۔ حضور علیہ السلام نے اپنی امت کو بتائیں۔ ذرا سوچئے! جو ذات گرامی قیامت کے دن تاریخ مہینہ اور دیگر نشانیاں اپنی امت کو بتائے ایسی عظیم ہستی کے بارے میں اگر بے ادب یہ کہے کہ ان کو قیامت کا علم نہیں دیوار کے پیچھے کا علم نہیں بتائیے یہ کہنا دانشمندی ہے یا جہالت یقیناً جہالت۔ جس طرح تاریخ، دن اور مہینہ آپ علیہ السلام کو معلوم ہے اسی طرح ساعت بھی آپ کو معلوم ہے مگر اللہ تعالیٰ نے اسے چھپانے کا حکم دیا۔ علامہ صاوی فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام غیوب کے علوم پر آگاہ فرمایا اور انہیں میں سے قیامت کا علم بھی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ حکم دے دیا تھا کہ ”قیامت کب آئے گی“ اس علم کو آپ امت سے چھپائیں۔

اللہ تعالیٰ تبارک و تعالیٰ کا علم غیب ذاتی لامحدود اور ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ہے جبکہ ہمارے پیارے آقا مدنی مصطفی علیہ السلام کا علم غیب عطائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جب سے دیا ہے تب سے ہے جتنا علم غیب عطا فرمایا ہے اتنا ہے نیز ہمارا یہ بھی عقیدہ ہے کہ سرکار علیہ السلام کو

قیامت تک کے تمام واقعات کا علم تفصیل کے ساتھ عطا فرما دیا گیا۔ یہاں تک کہ کوئی ذرہ آپ کے علم شریف سے باہر نہیں۔ مخلوق کی ابتداء سے لے کر قیامت تک جو کچھ ہوا ہے اور ہوگا اسے ''ما کان و ما یکون'' کا علم کہتے ہیں اس علم کی ساری تفصیل آپ کو قرآن کے نزول کے ساتھ وقفے وقفے سے عطا فرمائی گئی۔ قرآن کے نزول کی تکمیل کے ساتھ ہی آپ علیہ السلام کے علم ما کان و ما یکون کی تکمیل ہوئی۔ ما کان و ما یکون یعنی لوح محفوظ میں قیامت تک کی جملہ تحریرات کا علم ہے اور یہ ما کان و ما یکون کا علم ہمارے آقا علیہ السلام کا پورا علم نہیں بلکہ آپ علیہ السلام کو اللہ عزوجل نے جو اپنی ذات وصفات کا علم فرمایا اس کے مقابلے میں ما کان و ما یکون کا علم تو ہزاروں سمندروں کے مقابلے میں قطرہ ہے۔ امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فان من جودک الدنیا وضرتھا

ومن علومک علم اللوح والقلم

سرکار کی حدیث پاک ہے **اعطیت مفاتیح الغیب** مجھے چابیاں دی گئیں زمین کے خزانوں کی۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے یہاں ایک عجیب نقطہ بیان فرمایا ہے اس لفظ میں مفاتیح ہے جس کا معنیٰ چابیاں ہیں اور دوسری آیت میں لہ مقالید السموت والارض۔ اس کے پاس چابیاں ہیں آسمانوں کی اور زمینوں کی۔ مفاتیح اور مقالید دونوں کی معنی چابی ہے۔ اب مفاتیح کا پہلا حرف م، اور مقالید کا پہلا حرف م اور آخری د ہے۔ ان کے لفظوں کو ملانے سے محمد علیہ السلام بنتا ہے۔ آیت کا معنی یہ ہوا کہ حقیقت محمد یہ کو رب کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اس کی تفسیر وہ حدیث ہوگی جو آپ نے ارشاد فرمایا اے ابوبکر میرے رب کے بغیر میری حقیقت کو کوئی نہیں جانتا۔

تمام زمین حضور علیہ السلام کے مشاہدہ میں ہے اور زمین میں خزائن اور دفائن موجود ہیں وہ بھی نظر پاک سے پوشیدہ نہیں ہیں کیونکہ ان خزائن کی چابیاں حضور اقدس علیہ السلام کے دست مبارک میں ہیں حضور علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ مجھے جامع کلمات دے کر بھیجا گیا اور رعب

دے کر میری مدد کی گئی۔ ایک وقت میں سو یا تھا کہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ میرے پاس زمین کے تمام خزانوں کی چابیاں لائی گئیں اور میرے ہاتھ میں رکھ دی گئیں۔

علم غیب مصطفی علیہ السلام پر کیا جانے والا یہ اعتراض

"قُل لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِىْ خَزَآئِنُ اللهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّىْ مَلَكٌ

(الانعام آیت نمبر ۵۰ پارہ ۷)

تم فرما دو میں تم سے نہیں کہتا میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہتا ہوں کہ میں غیب جان لیتا ہوں اور یہ کہ میں فرشتہ ہوں۔

اس آیت میں الغیب مطلق ہے اس میں اس غیب کی نفی ہے جو قوت خداوندی ہے اور غیب ذاتی ہے صاحب تفسیر خازن نقل فرماتے ہیں کہ کفار ناحق نبی کریم علیہ السلام سے یہ سوال کیا کرتے تھے کوئی یہ کہتا تھا کہ مجھے بتائیں خزانہ کہاں ہے تا کہ میں نکال کر مالدار بن جاؤں کوئی کہتا کہ مجھے کس کاروبار میں نفع ہوگا کوئی کہتا اگر آپ نبی ہیں تو آپ کھاتے پیتے کیوں ہیں۔ رب کریم نے نبی علیہ السلام کو جواب سکھایا تا کہ سرے سے ان کے اعتراضات ختم ہو جائیں۔ آپ علیہ السلام نے اس آیت میں توضعاً للہ اللہ تعالیٰ اور اظہار عبدیت کیلئے ارشاد فرمایا اور تواضع کرنا کاملین کا کمال ہوتا ہے نہ کہ جھوٹ۔

محترم مسلمانو! یہ تھا وہ مقدس اعلان جو اس مقدس ہستی سے کرایا گیا کہ جن کی انگلی کے ایک اشارے سے چاند دو ٹکڑے ہوا اور ڈوبا ہوا سورج واپس لوٹ آیا فرمایا کہ اے کفار! میں رب ہونے کا دعویٰ نہیں کرتا یہ کہتا ہوں کہ اللہ کی قدرت کے سارے خزانے میرے قبضے میں ہیں یا مجھے خود بخود غیب کا علم ہے۔ اس ارشاد میں عطائی علم غیب کی نفی نہیں۔

دنیا کی کوئی شئے آپ سے پوشیدہ نہیں اس لئے آپ کو عرش وفرش دنیا وآخرت اور دوزخ وجنت سب کی خبر ہے۔ آپ کو اجرام سماویہ میں سے ہر جرم کا علم ہے کہ یہ کہاں سے پیدا کیا گیا کب اور کیوں پیدا کیا گیا اور اس کا منتہی کیا ہوگا۔ آپ کو ہر آسمان کے فرشتوں کا

پتہ ہے کہ کون فرشتہ کس فلک پر پیدا کیا گیا کیوں پیدا کیا گیا اوران کا انجام کیا ہوگا اور اسی طرح آپ کوستر حجابوں اور ہر حجاب کے فرشتوں کا بھی علم ہے۔اسی طرح آپ کوعلم علوی کے اجرام ساتوں زمینوں اورزمین کی ہرمخلوق اور بحر وبر کی تمام اشیاء کاعلم ہےاس کے علاوہ دیگر عوالم کے متعلق بھی آپ کے علم کی یہی حالت ہے۔

پس قرآن وحدیث سے واضح ہوا کہ حضور سرورکونین علیہ السلام غیب دان ہیں اور جو شخص حضور کے علم غیب کا انکار کرے بلاشبہ وہ قرآن وحدیث کا منکر ہے۔حضور علیہ السلام کا غیب دان ہونا اللہ کی عطا سے ہے اللہ نے آپ کوغیب داں بنایا توآپ غیب داں ہوئے ۔اللہ تعالیٰ ارشادفرماتے ہیں:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِي مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَاءُ۔ ترجمہ کنزالایمان: اوراللہ عزوجل کی شان یہ نہیں کہ عام لوگو! تمہیں غیب کاعلم دے دے ہاں اللہ عزوجل چن لیتا ہےاپنے رسولوں میں سے جسے چاہے۔

(سورہ ال عمران آیت ۱۷۹)

امام اہلسنت مجدددین وملت الشاہ احمدرضاخان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ارشادفرماتے ہیں۔

سرعرش پر ہے تیری گزر دلِ فرش پر ہے تیری نظر
ملکوت وملک میں کوئی شئ نہیں وہ جوتجھ پہ عیاں نہیں

رحمت مصطفی علیہ السلام کے تقاضے

(فیضان مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شمارہ مئی 2018)

کسی نظریے سے محبت اسی صورت میں متصور ہو سکتی ہے کہ اس کے پیش کرنے والے سے محبت ہو چنانچہ اسلام کی محبت بانی اسلام علیہ السلام کی محبت کے بغیر ناممکن ہے۔ حب رسول کا یہ پاکیزہ جذبہ ہی ایمان کی روح ہے اس کے بغیر توحید خدا شناسی اور اسلام کا ہر دعویٰ باطل ہے۔ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے سچ فرمایا تھا۔

معزز قرآن، روح ایمان، جان دیں
ہست حب رحمۃ العلمین (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

محدثین کرام جن میں علامہ قسطلانی، ابن حجر مکی اور شیخ عبد الحق حفظہ اللہ جیسے عظیم لوگ شامل ہیں۔ انہوں نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ ماہ ربیع الاول شریف کو مسلمان ہمیشہ سے ہی بڑے اہتمام سے مناتے چلے آرہے ہیں اور ابتدا ہی سے اسکو خصوصی اہمیت دیتے آئے ہیں۔

اس ماہ مبارک میں وہ محافل میلاد کا انعقاد کرتے ہیں۔ سرور و شادمانی کا اظہار کرتے ہیں صدقات وحسنات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں اور حمد وثناء کے ترانے زیادہ ذوق وشوق سے پڑھتے ہیں تو یہ نئی بات نہیں بلکہ شروع سے ہوتا چلا آیا ہے۔

حضرت علامہ امام قسطلانی اس بحث کے آخر میں یہاں تک کہہ گئے ہیں کہ اس ماہ میں مومن اور منافق کی پہچان ہو جاتی ہے۔ مومن وہ جو اظہار محبت و سرور کرے۔ منافق جو جلتا اور مرتا جائے چونکہ حضور سرور کائنات علیہ السلام رحمۃ اللعالمین ہیں۔ اس لئے آپ کی تشریف آوری پر سب نے خوشی منائی۔ بلکہ جب بھی یہ شب ولادت آتی ہے کائنات کی ہر چیز پر مسرت و بہجت چھا جاتی ہے۔

سال ومہ خوش ہیں روز خوش، شب خوش

وحشی دشت خوش، مہذب خوش
ہیں غرض آپ کی ولادت سے
مسٹر ابلیس کے سوا سب خوش

قادر مطلق نے اس محبوب ذیشان، جان کائنات و سلطان موجودات ﷺ کی تشریف آوری کا اعلان جس وسیع پیمانے پر کیا۔ وہ اسی کی شان قدرت کے لائق ہے۔ عرصہ ایجاد چونکہ آپ ﷺ ہی کیلئے معرض وجود میں آیا تھا جیسا کہ ابن عساکر کی درج ذیل روایت سے ظاہر ہے۔

(ترجمہ) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں۔ کہ جبریل علیہ السلام نے نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوکر عرض کی کہ آپ کا رب فرماتا ہے۔ میں نے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا تو آپ کو اپنا حبیب بنایا اور کوئی چیز ایسی پیدا نہیں کی جو میرے نزدیک آپ سے زیادہ بزرگ ہو اور یقین جانئے کہ میں نے دنیا اور دنیا والوں کو اس لئے پیدا کیا کہ ان کو آپ کی بزرگی اور مرتبت جو میرے نزدیک ہے معلوم کراؤں۔ اگر آپ نہ ہوتے تو میں دنیا کو پیدا نہ کرتا۔ (انوار احمدی ص ۱۴)

یہی وجہ ہے کہ پہلے دن سے ہی آپ کی عزت و عظمت کا چرچا ہونے لگا اور مختلف انبیاء و مرسلین اپنے اپنے دور میں حضور پرنور شافع یوم النشور ﷺ کے فضائل و محامد مختلف انداز سے بیان کرتے رہے بلکہ وہ آسمانی کتابیں اور صحیفے جوان پر نازل ہوئے نعت مصطفی سے معمور تھے۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام جو انبیائے بنی اسرائیل میں آخری نبی تھے، خصوصیت سے اپنی تشریف آوری کے دو مقصد بیان فرماتے ہیں۔

۱۔ مصدقا لما بین یدی من التوراۃ

ترجمہ: اپنے سے پہلے کی کتاب تورات وغیرہ کی تصدیق کرتا ہوں۔

۲۔ ومبشرا بر سول یاتی من بعدی اسمہ احمد

ترجمہ: ایک عظیم الشان رسول کی جو میرے بعد تشریف لائیں گے جن کا نام احمد ہے خوشخبری دیتا ہوں۔

پھر جب سرکار ابد قرار کا ظہور ہوا تو اسی وقت مشرق و مغرب، شمال و جنوب، بحر و بر اور تحت و فوق ہر جگہ اس آمد آمد کا اعلان کیا گیا۔ اور مختلف طریقوں سے کائنات کے گوشے گوشے میں اس بادشاہ عرش و فرش کی بارگاہ عظمت پناہ میں سلامی پیش کی گئی۔

حضرت امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ اپنے مقبول و معروف قصیدہ بردہ شریف میں کس سج دھج سے میلاد پاک بیان فرماتے ہیں۔ قصیدہ شریف کے اس حصے کا نام آپ نے فی مولد النبی علیہ السلام رکھا۔

حقیقت یہ ہے آج قوم دل بینا سے محروم ہوتی جا رہی ہے اور یہ تنزلی کی دلیل ہے ترقی کی نہیں دل بیدار میسر آئے تو بغض و کینہ سے حسد و عداوت اور کبر و نخوست سے بلند تر ہو کر عشق و مستی کی سروری فضاؤں میں اڑنے لگتا ہے۔ وہ حرص و ہوا سے پاک ہو جاتا ہے اور تسلیم و رضا میں ڈوب جاتا ہے۔ وہ غیرت فاروقی کا پیکر اور فقر حیدری کا مجسمہ بن جاتا ہے۔

دلِ بیدار فاروقی ، دلِ بیدار کراری
مس آدم کے حق میں کیمیا ہے دل کی بیداری
دل بیدار کر دل خوابیدہ ہے جب تک
نہ تیری ضرب ہے کاری نہ میری ضرب ہے کاری

دل بیدار ہو تو ربیع الاول شریف کی نورانی فضاؤں میں اور زیادہ نکھار آ جاتا ہے۔ اس کو سکون و اطمینان کی دولت جاوید حاصل ہوتی ہے۔ حبیب کبریا علیہ الصلوۃ والسلام سے اس کا رابطہ بڑھ جاتا ہے۔

ماہ مدنی کی نورانی کرنیں اس کے فکر و نظر کو اُجالے بخشتی ہیں اور لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی

الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلاً کا نزول اسکے ضمیر پر ہونے لگتا ہے۔

وہ لوگ جو دین وایمان کی بہار کے اس مہینے میں بھی کوئی انقلاب محسوس نہیں کرتے دل کے مریض ہیں اور بقول مولانا روم بیماری دل یعنی سب سے سخت بیماری دل کی بیماری ہے۔اسی بیماری کا ذکر قرآن حکیم میں یوں آیا ہے۔

فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا

ترجمہ: ان کے دلوں میں بیماری ہے سو اللہ نے ان کی بیماری بڑھا دی۔

غور فرمایئے ! اللہ جنہیں بیماری قرار دے رہا ہو اور بیمار بھی ایسا کہ بیماری بڑھتی جائے کون ان کی شفایابی کی کوشش میں کامیاب ہوسکتا ہے' مگر یہ بیمار کون ہیں؟ جن کے سینے محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محروم ہیں۔جن کے دلوں پر بغض وحسد کی تہیں جمی ہوئی ہیں جنہیں عداوت ہے۔تو خالق کائنات کے محبوب اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ماہ ربیع الاول شریف میں جب ایمان والے خوشیاں مناتے ہیں۔سرور طرب کا مظاہرہ کرتے ہیں محافل میلاد کا انعقاد کرکے اپنے آقا ومولا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور عاجزانہ وغلامانہ ہدیہ عقیدت پیش کرتے ہیں۔ خیرات وصدقات کی کثرت سے اپنے رب کا شکر ادا کرتے ہیں۔بغض کے بیمار جلے جاتے ہیں بات بات پر الجھتے ہیں اور عشق والوں پر کفر وشرک کے فتوے لگاتے ہیں۔

حالانکہ بقول اعلیٰ حضرت!

شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب — اس برے مذہب پر لعنت کیجئے

ہاں ہاں یہ دن رحمت وبرکت کا دن ہے کیونکہ اس میں وہ ذاتِ ستودہ صفات جلوہ گر ہوئی جو سراپا رحمت وبرکت ہے یہ دن تجلیاتِ توحید سے دنیا کے جگمگانے کا دن ہے کہ اس میں شریعت وحقیقت کا وہ شہنشاہ تشریف لایا۔

تیری آمد تھی کہ بیت اللہ مجرے کو جھکا
تیری ہیبت تھی کہ ہر بت تھرتھرا کر گر گیا

یہ دن خود شناسی، خدا شناسی کا دن ہے۔ یہ دن تاریخ کائنات کے سب سے بڑے انقلاب کا دن ہے۔ یہ دن رجوع الی اللہ کا دن ہے۔ یہ دن شکر خداوندی اور تعظیم رسالت کا دن ہے۔ چنانچہ علامہ اسماعیل حقی نے اپنی تفسیر روح البیان میں فرمایا ہے۔

من تعظمه عمل المولد اذا لم یکن فیه منکراً

ترجمہ: یعنی میلاد شریف کرنا بھی حضور علیہ السلام کی تعظیم ہی تو ہے۔ بشرطیکہ کوئی بری بات اس میں شامل نہ ہو۔

سوالے! رحمت ورافت کے طلبگار اٹھو! اس دن کی قدر کرو جھولیاں پھیلاؤ کہ بھر دی جائیں مرادیں مانگو کہ بَر لائی جائیں۔ دعائیں کرو کہ پوری کی جائیں۔ آج کے دن سب سے بڑا کریم جو تمہارا خالق و مالک و رازق بھی ہے خود تمہیں با مراد و کامیاب دیکھنا چاہتا ہے۔

سنو! اے توحید کے پجاریو اس دن کی عظمتوں کو سلام کیلئے جھک جاؤ کیونکہ توحید کے سوتے اسی دن سے پھوٹے ہیں۔ کفر و شرک اسی روز خاک بسر ہوئے اگر واقعی تمہیں شرک وکفر سے نفرت ہے تو آج کے دن تشریف لانے والے کمبل پوش آقا کی بارگاہ میں درود وسلام کے گجرے پیش کرو۔ اے وحدت انسانی کا نعرہ لگانے والوں! تمہیں اس دن کی اہمیت سے بے خبر نہیں رہنا چاہئے۔ عدل وانصاف کا کامل ترین تصور اور بہترین نمونہ وہی تھا جو آج تشریف لانے والے بادشاہ ہفت کشور علیہ السلام نے پیش کیا۔

اے شکاگو کے مزدوروں کی یاد منانے والو! انسانی حریت کے نقیب اعظم حضرت محمد علیہ السلام کا دن ۱۲ ربیع الاول شریف مناؤ۔ جس نے الکاسب حبیب اللہ فرما کر مزدوروں کو خدا کا حبیب بنایا۔

اے دنیا بھر کے مظلومو! اے کسی چارہ ساز کی جستجو کرنے والے بے چارہ انسانو! اے ظلم وستم کی چکی میں پسنے والے بے بس لوگو! آج کا دن پوری آب وتاب، پورے ذوق و

شوق، پورے جوش و ولولہ سے پورے اہتمام واحترام سے مناؤ کہ تمہارے منانے کا اصل دن آج کا دن ہی ہے تمہیں معلوم ہونا چاہئے آج کون آیا ہے؟

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا
مرادیں غریبوں کی بھر لانے والا
مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا
وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا
فقیروں کا ملجا، ضعیفوں کا ماویٰ
یتیموں کا والی غلاموں کا مولیٰ

اگر آپ کلمہ شریف کی اس اہمیت کو سمجھتے ہیں کہ کافر اسے صدق دل سے پڑھ لے تو مسلمان ہو جاتا تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ مسلمان ہونے کیلئے اللہ کی توحید اور اس کے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت پر ایمان لانا سب سے زیادہ ضروری ہے۔

اگر رسالت پر ایمان لانا ضروری نہ ہوتا تو اسے کلمہ طیبہ میں شامل نہ کیا جاتا چنانچہ کوئی شخص ساری عمر بھی لا الہ الا اللہ پڑھتا رہے مگر محمد رسول اللہ نہ کہے تو وہ دائرہ اسلام میں داخل نہیں ہوگا۔ ہاں ہاں کئی مذاہب اللہ کی توحید کے تو قائل ہیں مگر اس سے وہ مسلمان نہیں ہوئے اور انہیں مسلمان نہیں کہا جاتا۔ مثلاً سکھ خدا کو ایک ماننے کے باوجود سکھ ہی رہتے ہیں یونہی عیسائیوں میں بھی ایک فرقہ موحدین کا ہے مگر وہ پھر بھی عیسائی ہیں۔ یہودیوں میں بلکہ ہندوؤں میں بھی ایک خدا کو ماننے والے موجود ہیں۔

یونہی کئی سائنسدان اور کئی فلسفی اور فلسفے سائنس اور فلسفے کی روشنی میں توحید کے قائل ہو جاتے ہیں۔ مگر عقیدت رسالت پر ایمان نہ لانے کی وجہ سے کافر کے کافر ہی رہتے ہیں۔

یہاں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کافر اور مسلمان میں فرق عقیدہ توحید سے نہیں عقیدہ

رسالت سے ہوتا ہے۔اسی لئے حضور علیہ السلام نے ایک طویل حدیث کے آخر میں ارشاد فرمایا:

فمن اطاع محمداً فد اطاع اللہ ومن عصی محمداً فقد عصی اللہ ومحمد فرق بین الناس۔(بخاری شریف)

ترجمہ: جس نے محمد مصطفی علیہ السلام کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور محمد علیہ السلام انسانوں میں وجہ امتیاز ہیں۔

خلاصہ ہے یہی سب داستان کفر وایمان کا
کرے انکار وہ کافر انہیں جو مان لے مومن

علمی دنیا کا روشن ستارہ

(فیضان مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شمارہ اگست 2006)

دنیا میں کچھ جامع الصفات ہستیاں ایسی ہوتی ہیں جن کے علم وفن سے مخلوق خدا طویل عرصے تک مستفید ہوتی رہتی ہے۔اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کی ہمہ جہت شخصیت محتاج تعارف نہیں ۔ وہ بیک وقت ایک عظیم مصلح، محدث ومجدد، مفسر ومترجم، فقیہ و ادیب اور منفرد شاعر کی حیثیت سے نظر آتے ہیں ۔ان سب سے قطع نظر ان کی شبانہ روز کاوشیں صرف اور صرف اعلائے کلمہ دین کیلئے وقف تھیں ۔ان کی فکر ونظر کا محور عشق رسول اکرم علیہ السلام تھا۔

ان کی قرآن فہمی سے لے کر شعر گوئی تک کے موضوعات ایک جہانِ نو لیے ہوئے ہیں مترجم کی حیثیت میں ہوں تو شعورِ بیان اور اداؤ زبان کا ایک دبستانِ جدید نظر آتے ہیں جب محدث کی حیثیت سے دیکھیں تو امام نووی، امام عسقلانی، امام قسطلانی اور امام سیوطی یاد آجاتے ہیں ۔علوم معقول ومنقول کا کونسا شعبہ ہے جس میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ درجہ اجتہاد پر فائز نہیں ہیں ۔اخلاق وعمل، غیرت وحمیت ملی، ان کی ذات کے نرالے پہلو ہیں۔

امام احمد رضا نے مسلمانوں کی اجتماعی حیات کیلئے جو آئین بنایا ۔ اسکی بنیاد رسول علیہ السلام سے وفاداری غیر مشروط رکھی ۔ وہ فرنگی وہندی چنگیزیت کا مقابلہ مصطفویت علیہ السلام کے اس نور سے کرنا چاہتے ہیں جہاں شرار بولہبیت کا بھی نہ گزر سکے۔اقبال بھی یہی مرض تشخیص کرتے ہیں کہ کفر وطاغوت کی سازش یہی ہے کہ

وہ فاقہ کش جو موت سے ڈرتا نہیں ذرا

روح محمد علیہ السلام اس کے بدن سے نکال دو

امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ نے اس مریضانہ ذہن کی پیدا شدہ سازش کا علاج یہ تجویز کیا کہ

ٹھوکریں کھاتے پھروگے‘ان کے در پر پڑ رہو

قافلہ تو اے رضا اول گیا آخر گیا

عشق رسول ﷺ اور ذکر رسول ﷺ کے بغیر ذکر الٰہی ہمیں منزل مقصود تک نہیں پہنچا سکتا ایسا ذکر‘ ذکر حق نہیں بلکہ سقر کی کنجی ہے۔ عشق مصطفی ﷺ نے محمد‘ احمد رضا‘ المختار کو عبد المصطفیٰ بنا دیا اور انکی نگاہ میں وہ نورانیت پیدا کر دی کہ آیت مبارکہ ' وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَىٰ پڑھتے ہی انہوں نے اس کا مفہوم حقیقی ان لفظوں میں بیان فرمایا کہ ''اور تمہیں اپنی محبت میں خودرفتہ پایا تو اپنی راہ دی'' جب کہ دیگر مترجمین اور مفسرین نے لفظ ضالاً کا ترجمہ گمراہ، بھٹکتا، راہ بھولا ہوا اور بے خبر کیا۔ بھلا آفتاب ہدایت کو گمراہی و بے خبر سے کیا واسطہ ایسے مترجمین کے بارے میں یہی کہا جا سکتا ہے۔

چہ بے خبر ز مقام محمد عربی است

اعلیٰ حضرت اس حقیقت سے آگاہ تھے کہ حضور اکرم ﷺ کے بارے میں لب کشائی‘ انتہائی ادب اور احتیاط کی متقاضی ہے صوت نبی ﷺ سے اپنی آواز بلند کرنے سے اعمال برباد ہو جاتے ہیں۔

برصغیر پاک و ہند میں نعتیہ شاعری کا با قاعدہ نشان سلطان شہاب الدین التمش کے عہد میں ملتا ہے۔ اس کے بعد کے دور میں حضرت امیر خسرو سے نعتیہ شاعری کو فروغ ملا صاحبان دل کیلئے ان کی نعت برنگ غزل آج بھی کیف و سرمستی کا موجب ہے۔ انکی مشہور نعت کا مقطع ملاحظہ ہو:

خدا خود میر مجلس بود اندر لامکاں خسرو

محمد ﷺ شمع محفل بود شب جائے کہ من بودم

امام اہلسنت‘ مجدد دین وملت رحمۃ اللہ علیہ نے اردو ادب میں صنف نعت کو ایک نئی جلا بخشی اور عشق رسول پاک ﷺ کے نور میں ڈھلے ہوئے جذبات اور احساسات سے اردو کی نعتیہ

شاعری کو چار چاند لگا دیئے ۔ حدائق بخشش کا ایک ایک شعر پڑھتے جایئے ۔ لفظ لفظ سے عشق و محبت کا پھوٹتا ہوا ایک آبشار نظر آئے گا ۔:

کروں تیرے نام پہ جاں فدا نہ بس ایک جاں دو جہاں فدا

دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

نعت گوئی کی راہ میں انہوں نے مداح رسول حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے نقش قدم پر چلنا اختیار کیا اور اسی نقش قدم پر چلتے چلتے انہوں نے حسان الہند کا لقب پایا۔

قرآن سے انہوں نے نعت گوئی کا مزاج پایا اور اسی جذبے میں فرمایا

اے رضا خود صاحبِ قرآن ہے مداحِ حضور

تجھ سے کب ممکن ہے پھر مدحت رسول اللہ کی

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ میں اعلیٰ حضرت کو آقا کی عظمت کا نور جبین نظر آیا اور فرمایا:

تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

انا من نور اللہ و کل من نوری کا مفہوم بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

وہ نورِ حق وہی ظل رب انہیں سے سب ہے انہیں کا سب

حدیث قدسی لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ کی ترجمانی میں آپ کا نفیس انداز دیکھو:

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو

جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہاں ہے

باطل کے قلعے گرانے میں وہ ایسے شجاع ہے کہ ان کے قلم کی ہیبت سیف اللہ کی طرح باطل کے دلوں پر چھائی ہوئی تھی ۔ ان کے قلم کی زد میں جو بھی دشمن خدا اور دشمن مصطفی علیہ السلام آیا نیست و نابود ہو گیا اور ذکر مصطفی علیہ السلام سے کدورت اور بعض رکھنے والے شاتم اور شریر گروہ کے قلعے یہ کہہ کر منہدم کر دیئے کہ:

حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائشِ مولیٰ کی دھوم

مثل فارس نجد کے قلعے گراتے جائیں گے

آپ کے تذکرہ نگاروں نے آپ کو علم کا سمندر، علم کا بادشاہ، امام ومجدد ملت لکھا ہے قدرت نے علم کے جو خزانے آپ کو عطا کیے ان کا اظہار بچپن سے ہونے گا۔ تین سال کی چھوٹی عمر میں معلم کے اصرار کے باوجود قرآن پاک کی ایک آیت میں زیر کی جگہ زبر پڑھنے سے انکار دیا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ شاگرد کا انکار بجا تھا اور اس نسخہ کلام پاک میں کتابت کی غلطی رہ گئی تھی۔

چار سال کی عمر میں قرآن پاک ناظرہ پڑھ دیا۔ ایک بار کسی نے آپ کو حافظ صاحب کہہ کر مخاطب کر دیا۔ اس وقت آپ حافظ نہ تھے تو ایک ماہ کے قلیل عرصے میں قرآن پاک حفظ کر لیا۔

چودہ برس کی عمر میں جملہ علوم قرآن، حدیث وفقہ، عقائد وکلام، تنقیدات، تصوف، تاریخ، ادب، نحو، نعت وغیرہ میں کمال حاصل کر کے سند و دستار فضلیت پائی اور فتویٰ نویسی کا فریضہ سرانجام دینے لگے۔ علم حدیث میں آپ کو اپنے دور کا امام ابوحنیفہ کہا جا سکتا ہے۔ اس علم میں ان کو اس قدر عبور حاصل تھا کے اصول حدیث کے فہم و ادراک کے علاوہ انہیں احادیث کے متن اور راویان کے اسماء وحالات ازبر تھے۔

حدیث واصول حدیث پر آپ کی تصانیف کی تعداد ۵۳ کے قریب ہے۔ علم فقہ میں آپ کی فقاہت علمی کا لوہا اپنے بیگانے سب مانتے ہیں۔ علوم فقہ میں بارہ جلدوں پر مشتمل تصنیف فرمائیں۔ سائنسی مادی اور طبعی علوم میں بھی آپ کے علمی رسائل تحقیق وفکر کے شاہکار ہیں۔ علم ریاضی، ہندسہ، الجبرا، توقیت، نجوم، جعفر اور دیگر بہت سے علوم کی تعداد ایک سو اور تصانیف کی تعداد ایک ہزار کے قریب ہے۔ مقام حیرت ہے کہ فردِ واحد میں اتنے علوم کیسے جمع ہو گئے؟ آپ کی معرکۃ الآرا تصنیف کنز الایمان عظمتِ توحید کی محافظ بھی ہے اور احترام انبیاء وصالحین کی داعی بھی کنز الایمان نے الفاظ قرآن کے پیکر کو سامنے رکھتے ہوئے

روح قرآن کو بڑی حد تک اپنے اندر جذب کر لیا۔

کنز الایمان صحیح معنوں میں موضوع قرآن بھی ہے اور ترجمان بھی روح قرآن بھی ہے اور معارف قرآن بھی ضیاء القرآن بھی اور محاسن قرآن بھی۔

امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (تاریخ پیدائش ۱۴ جون ۱۸۵۶ تاریخ وصال ۲۸ اکتوبر ۱۹۲۱) کے حالات زندگی کا اگر ہم جائزہ لیں تو حیرت انگیز تفصیلات معلوم ہوں گی۔امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ سے قبل جتنے بھی مجدد ہوئے ان میں اور امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ میں ایک نمایاں فرق نظر آئے گا ماضی کے مجددین کے زمانے میں ایک' دو یا زیادہ سے زیادہ چار پانچ فتنے تھے ان تمام فتنوں کا ان حضرات نے احسن طریقے سے تدارک فرمایا۔لیکن امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں جو فتنے تھے انکی ایک طویل فہرست مرتب کرنا ہوگی، امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ پر آقائے کائنات علیہ السلام کا خصوصی فضل و کرم تھا اور اسی وجہ سے وہ ہر محاذ پر کامیاب اور فتح مند ہوئے امام احمد رضا علیہ السلام کا بارگاہ رسالت علیہ السلام میں مندرجہ ذیل استغاثہ قابل غور ہے۔

اک طرف اعدائے دیں ، ایک طرف حاسدیں
بندہ ہے تنہا شہا ، تم پہ کروڑوں درود
کیوں کہوں بیکس ہوں میں، کیوں کہوں بے بس ہوں میں
تم ہو، میں تم پر فدا، تم پہ کروڑوں درود

اعلیٰ حضرت اعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے عالم اسلام کی دینی اور معاشرتی اصلاح کے علاوہ برصغیر کے میدان سیاست میں بھی تجدیدی کارنامے سرانجام دیئے۔آپ کے افکار سے میدان سیاست کے نامور شہسواروں نے رہنمائی حاصل کی۔آپ نے سب سے پہلے ۱۸۹۳ء اور ۱۹۰۰ء میں پٹنہ کے آل انڈیا مسلم کانفرنس کے اجلاس میں اس وقت دوقومی نظریہ کا پرچار کیا۔جب قائداعظم اور ڈاکٹر علامہ اقبال جیسے رہنما بھی متحدہ قومیت کے حامی

تھے۔ چنانچہ آج کا پاکستان آپ کے اسی دوقومی نظریہ کا ثمر ہے۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت الشاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے افکار کا مرکزی نکتہ عشق مصطفی علیہ السلام ہے۔ وہ حضور نبی اکرم علیہ السلام کی محبت میں سرشار تھے۔ ذکر مصطفی علیہ السلام کی محفلیں سجاتے مصطفی علیہ السلام جان رحمت، وشمع بزم ہدایت پہ لاکھوں درود وسلام بھیجتے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ حبیب خدا علیہ السلام کی محبت میں سرشار وخود رفتہ ہوئے تو سرور کونین علیہ السلام، مدینۃ العلم علیہ السلام نے انہیں اپنی طرف راہ عطا فرمادی اور یوں فیضان نبوت سے انہیں وہ وسعت علمی نصیب ہوگئی جس پر عالمانِ دہر حیران وششدر ہیں۔

ایک بار ڈاکٹر ضیاء الدین نے آپ سے پوچھا کہ علوم ریاضی میں دستگاہ کس ادارے کا فیض ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا ایک ریاضی تو کیا جملہ علوم بھی سرکار دو عالم علیہ السلام کی خیرات ہیں۔ گویا آپ نے بزبان خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا۔

ماطالب خدائیم بردین مصطفی ئیم

بردر گہش گدائیم سلطان ما محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آیا ہے بلاوا دربارِ نبی ﷺ سے

(ماہنامہ ضیائے حرم لاہور، شمارہ دسمبر 2005ء)

مدینہ منورہ وہ پاک سرزمین ومبارک شہر ہے جو خدائے بزرگ و برتر کے بعد سب سے افضل ہستی پیغمبر آخرالزماں حضرت محمد مصطفی ﷺ کو اپنے دامن آغوش میں لئے ہوئے ہے اور اس جگہ ذاتِ گرامی آرام فرما ہیں جو ساری مخلوق سے برتر اور لوح و قلم کی زینت ہے۔ یہی وہ تابناک و لآویز خطہ ہے جس کی خاک پاک کو حضور ﷺ کی قدم بوسی کا شرف حاصل ہے۔ اسی جگہ روز و شب درود و سلام کی نغمہ ریزیاں سامعہ نواز ہوتی رہتی ہیں۔ فرشتے اور انسان سلام وصلوۃ کیلئے حاضری کو زندگی کا حاصل سمجھتے ہیں اور یہی وہ مقدس بارگاہ ہے جہاں کی حاضری کے لئے ہر فرد دل و جان سے بے تاب نظر آتا ہے:

مرحبا سید ﷺ مکی، مدنی العربی

دل وجان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

حسن و جمال کے لحاظ سے، خوبی ومحبوبی کے لحاظ سے، زیبائی دلکشی کے لحاظ سے پردۂ زمین پر مسجد نبوی ہے، اللہ اللہ کیسے کیسے محبوبوں نے یہاں ماتھے ٹیکے ہیں۔ اینٹ، پتھر، مٹی اور چونے تک ہر چیز پر محبوبیت چھا رہی ہے۔ منبر شریف اور روضہ پاک کا درمیانی حصہ ''روضہ جنت'' کے نام سے موسوم ہے۔

اے مدینہ! اے نیک جذبوں کے آماجگاہ! اے وارفتہ دلوں کے سکون کے مرکز، اے اجڑے ہوؤں کی منتہائے امید، تیری مٹی سونے سے قیمتی، تیری زمین عرش سے بہتر، جب سے تجھے ہمارے آقائے دو عالم ﷺ سے نسبت ٹھہری ہے تیری ہر چیز ہمیں محبوب ہے۔ تیری گلیوں میں ہمارے رسول مقبول ﷺ کے پاؤں کی آہٹ ہے، تیری ہواؤں میں ان کے سانسوں کی خوشبو ہے، تیرے ذروں میں ان کی چشم انوار کی تابانی، تیرے بادلوں میں ان کے گیسوئے تابدار کی چمک ہے اور تیرے پانی میں ان کے لعاب عنبرین کی مٹھاس!

اے سرزمین طیبہ! ہم غلامان مصطفیٰ علیہ السلام نے اپنی زندگیوں کا اکثر حصہ اس امید میں گزارا ہے کہ ایک دن، ایک ساعت ایسی بھی آئے گی کہ ہم پریشان حالوں، بے سروسامانوں کو دربارِ مصطفیٰ علیہ السلام میں حاضری کا موقع ملے گا۔ سالہا سال سے ایک درخواست کا مضمون دل ہی دل میں بن رہا تھا جس کے پیش کرنے کا وقت قریب آرہا ہے۔ دل کی دھڑکن تیز ہوا چلی ہے۔ محبوب سبحانی علیہ السلام کے حضور میں پیشی ہے۔ آداب سے ناواقف ہوں۔ اے فخر دنیا علیہ السلام کے پڑوسیو! اس نفس پرور نااہل کو بھی دربارِ سرور کونین کے آداب سکھا دو۔ یہاں تو جنید رحمۃ اللہ علیہ و بایزید رحمۃ اللہ علیہ جیسے اولیاء بھی مجسمہ ادب بن کر حاضر ہوتے ہیں۔

ادب گاہیست زیر آسمان از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنیدؒ و بایزیدؒ ایں جا

ہاں ہم عاصی اور کہاں شفیع امت رحمۃ اللہ علیہ کا پاک ترین آشیانہ۔ حضور رحمۃ اللہ علیہ گنہگاروں کی شفاعت ہی نہیں کرتے انہیں اپنے حضور بلاتے بھی ہیں روحانی تصرف سے انہیں سمجھاتے بھی ہیں اوران کے قلوب خفتہ کو جگاتے بھی ہیں ارشاد ہے:

من زار قبری وجبت له شفاعتی من حج فزار قبری بعد وفاتی فکانما زارنی فی حیاتی۔ (شفاء السقام)

ترجمہ: جس نے میری تربیت کی زیارت کی اس کے لیے میری شفاعت واجب ہوگئی جس نے حج کیا اور میری وفات کی بعد میری قبر کی زیارت کی گویا اس نے میری زیارت میری زندگی میں کی۔

نبی پاک علیہ السلام فرماتے ہیں:

جس نے چالیس نمازیں میری مسجد میں پڑھ لیں اسے نفاق سے اور عذاب دوزخ سے رہائی کا پروانہ مل گیا۔ مکۃ المکرمہ! اس شہر بے مثال کے چپے چپے پر انبیاء اور برزگانِ دین کے قدموں کے نشانات ہیں۔ یہی وہ شہر ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے اپنا گھر

تعمیر کروایا اور اس کام کیلئے اس کی نگاہ انتخاب حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام پر پڑی ۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی پرورش بھی اسی شہر میں ہوئی ۔اسی شہر میں انہوں نے نعرہ حق بلند کیا اسی شہر میں حضرت حاجرہ رحمۃ اللہ علیہا کی یادگاریں ہیں ۔اسی شہر میں ہمارے نبی پاک علیہ السلام تشریف لائے اور اپنی حیات طیبہ کے ۵۳ سال اسی سرزمین پر گزارے۔

یہیں انہوں نے اعلان نبوت فرمایا اور انہوں نے ایمان کی روشنی پھیلائی ۔ مکہ مکرمہ وہ شہر ہے جس کو رسول علیہ السلام نے پسند فرمایا۔ کیونکہ یہاں بیت اللہ ہے۔جس کا انہوں نے طواف کیا۔یہیں وہ غار حرا میں بیٹھے ۔یہیں وہ رحمت العالمین کہلائے۔

یہی وجہ ہے کہ ہجرت کے وقت جب حضور علیہ السلام کو یہ شہر مجبوراً چھوڑنا پڑا تو ان کی آنکھوں سے اتنے آنسو بہے کہ زمین تر ہوگئی اور شہر کو خیر باد کہتے ہوئے انہوں نے فرمایا کہ یہ شہر اللہ تعالیٰ کے تمام شہروں سے افضل ہے، یہ شہر مقدس جس وادی میں واقع ہے وہ صحیح معنوں میں ام القریٰ یعنی سب بستیوں کی ماں ہے ۔ اس لیے اس کی حرمت ہر ایک پر واجب ہے، یہ حرم ہے۔امن وآشتی کا مقام ہے۔

تقدس اور پاکیزگی کا مقام ہے۔اس شہر پر فرشتوں کا سایہ ہے اسی لیے تو اس کو بلد الامین کہا گیا۔

یہ بجا ہے کہ کعبہ خدا کا ہے گھر جس جگہ جا کے جھکتا ہے عالم کا سر

حضرت سعید بن مسیب تابعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

من نظر الی الکعبۃ ایمانا و تصدیقاً خرج من الخطایا کیوم ولدته امه

(نزھۃ المجالس)

جوکوئی ایمان اور تصدیق قلبی سے کعبہ شریف کی طرف نظر کرے تو وہ گناہوں سے ایسا نکل جاتا ہے جیسے اسے ماں نے آج ہی جنا۔

دوران طواف رُکن یمانی کی طرف ہاتھ اٹھانا، ملتزم سے سینے کو چمٹانا، حجر اسود کو

بوسے دینا۔ مقام ابراہیم علیہ السلام پر دعائیں مانگنا، نفل پڑھنا کیسا منظر ہوگا ان تمام مقامات کا حضرت ابراہیم علیہ السلام سے تعلق ہے اس لیے یہ سب مقدس ومحترم ہیں اور پھر خاتم النبین علیہ السلام نے بھی تو ان مقامات پر خاصا وقت گزارا ہے۔

زم زم کی زیارت، یہ وہ مقام ہے جہاں سے پانی نکلتا ہے۔ جب حضرت ہاجرہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو پیاس کی شدت سے بے چین دیکھا تو دعائیں مانگیں اور اس بے چینی کے عالم میں حضرت اسماعیل علیہ السلام نے ایڑیاں رگڑیں تو اللہ تعالیٰ نے انہیں پانی کی اس دولت سے نوازا۔ اللہ تعالیٰ کا یہ فیض آج تک جاری ہے۔ جس طرح رمضان کا مہینہ تمام اسلامی دنیا میں تقویٰ کا موسم ہے، اسی طرح حج کا زمانہ تمام روئے زمین میں اسلام کی زندگی اور بیداری کا زمانہ ہے۔ محمد علیہ السلام اپنے رب کا اتنا محبوب! کہ اللہ نے نبوت ان کے نام پر ختم کر دی۔ وحی ان کے نام پر ختم کر دی۔ ان کے نام پر ختم نبوت کا تاج سجا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی آخری دائمی کتاب میں جگہ جگہ ان کے نام کو سجا دیا۔ کلمہ طیبہ میں اپنے نام کے ساتھ ان کے نام کو جوڑ دیا۔ اذانوں اور اقامتوں میں اپنے نام کے ساتھ ان کے نام کو بھی شامل کر دیا۔

درود شریف کیا ہے نشاط روح ہے نغمہ جاں فزا ہے نوید بہاراں ہے۔ عشق کا بہتا دھارا ہے دل کی آبیاری درود شریف سے ہوگی تو یہاں بہار خیمہ زن ہوگی نکہتوں کے گلاب کھل اٹھیں گے۔ امید کی چاندنی دل کے سونے آنگن میں یوں اتر آئے گی جس طرح جھیلوں اور دریاؤں کی گہرائیوں میں چاند اترتا ہے اور اشک ندامت کے وہ نایاب خزینے آنکھوں میں رچ بس جائیں گے کہ جن کی خریدار خود رحمت ہوتی ہے پھر یہ دنیا بھی اپنی ہے اور وہ دنیا بھی۔

یارب تو کریمی ورسول تو کریم   صد شکر کہ ہستیم میان دو کریم

ایک شخص باوجود نیک اور پرہیز گار، پابند نماز روزہ ہونے کے درود پاک پڑھنے

میں کوتاہی وسستی کیا کرتا تھا۔ایک رات خواب میں سید دو عالم ﷺ کی زیارت با سعادت سے مشرف ہوا مگر حضور انور ﷺ نے کوئی توجہ نہ فرمائی۔وہ بار بار کوشش کرتا سامنے آتا مگر ہر بار سرکار اس سے اعراض فرماتے رہے۔آخر اس نے گھبرا کر عرض کیا۔کیا آپ مجھ سے ناراض ہیں،فرمایا نہیں۔عرض کیا اگر نہیں تو حضو ﷺ مجھ پر نظر عنایت نہیں فرما رہے،فرمایا میں تجھے پہچانتا ہی نہیں۔عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کی امت کا ہی ایک فرد ہوں اور میں نے علمائے کرام سے سنا ہے کہ حضور ﷺ اپنی امت کو بیٹوں سے بھی زیادہ عزیز رکھتے ہیں۔فرمایا ایسا ہی ہے مگر تم مجھ پر درودِ پاک کا تحفہ نہیں بھیجتے۔میری نظر عنایت اور شفقت اس امتی پر ہوگی جو مجھ پر درود پاک پڑھتا ہے،وہ شخص غمگین ہو گیا اور ہر روز بڑے شوق و محبت سے درود پاک پڑھتا رہا ایک دن پھر آپ ﷺ خواب میں تشریف لائے۔سرکار ﷺ بڑے خوش ہیں اور فرماتے ہیں اب میں تمہیں پہچانتا ہوں اور قیامت کے دن بھی تمہاری شفاعت کا ضامن ہوں لیکن درود پاک نہ چھوڑنا۔(معارج النبوت) حضور ﷺ سے عرض معروض اللہ سے عرض معروض ہے۔اللہ کو دیکھنا ہے تو حضور ﷺ کو دیکھو۔خود باری تعالیٰ نے اپنے حبیب اقدس کی نگاہ کرم کو گنہگاروں کی بخشش کی شرط قرار دیا ہے۔چنانچہ صاف الفاظ میں ارشاد ہو رہا ہے:

وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذ ظَّلَمُوٓاْ أَنفُسَهُمْ جَآءُوكَ فَٱسْتَغْفَرُواْ ٱللَّهَ وَٱسْتَغْفَرَ لَهُمُ ٱلرَّسُولُ لَوَجَدُواْ ٱللَّهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا۔(پارہ ۵: سورۃ النساء رکوع ۹)

ترجمہ: اور اگر انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے تو اے محبوب ﷺ تمہارے حضور میں حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ﷺ بھی ان کی شفاعت فرما دیں تب کہیں وہ اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے۔

مکے میں جلال و جبروت ہے۔عظمت و ہیبت ہے،درود و کرب ہے۔حسرت ہے، بے چینی ہے حیرت اور رقت ہے لیکن مدینہ میں سرتا سر جمال و رحمت ہے۔محبت ہے شفقت

ہے۔ بے شک مکہ معظّمہ بھی اپنی جگہ معظم ترین ہے۔مگر مدینہ پھر مدینہ ہے۔یہی وجہ تھی کہ عاشقوں کے پیشوا حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ مدینہ کی جدائی برداشت نہیں کر رہے اور رحم کی اپلیں کر رہے ہیں!

زمجہوری برآمد جان عالم　　　ترحم یا نبی اللہ ترحم

ترجمہ: آپ علیہ السلام کی جدائی میں عالم کی جان نکل رہی ہے۔
اے اللہ کے نبی علیہ السلام رحم فرمایئے۔

لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لاَ شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لاَشَرِيْكَ لَكَ

ان الفاظ پر غور کیجیئے۔ان کے اندر خود یہ معنی پوشیدہ ہیں کہ غلام کو اس کے آقا نے طلب کیا ہے اور غلام اس کے جواب میں لبیک لبیک کہتا ہوا اور اپنے مالک کی تعریف کے گن گاتا ہوا دوڑتا چلا جا رہا ہے۔ بیت اللہ کی طلبی ہوئی' اس نے عرض کیا میں حاضر عرفات بلایا گیا اس نے کہا میں حاضر۔مزدلفہ بلایا گیا اس نے کہا میں نے حاضر۔

جہاں جہاں طلبی ہوئی دوڑے دوڑے چلے جا رہا ہے اس پر لبیک کا نشہ اتنا طاری ہے کہ نعرہ حق بلند کرتا ہے۔

توحید کی امانت سینوں میں ہے ہمارے
آساں نہیں مٹانا نام ونشان ہمارا

جنت البقیع میں ہزار ہا شہدا' اولیاء بزرگ دفن ہیں ۔ اہل بیت کے مزارات' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا مرزا' مائی حلیمہ سعدیہ آرام فرما ہیں ۔حضرت علی رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ ،حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ آرام کر رہے ہیں۔

کیا کیا پاک ہستیاں زیر خاک پوشیدہ ہیں۔کہیں رسول مقبول علیہ السلام کے جگر گوشے تو کہیں نواسے کہیں عم ہیں اور کہیں عم زادے رضی اللہ عنہ ، کہیں امت کی مائیں اور کہیں جنت کی

شہزادیاں، کہیں ذوالنورین اور کہیں امامین کہیں شہداء اور کہیں اولیاء یہ شہر خموشیاں نہیں جنت کی وادی ہے۔

حضور ﷺ سے امداد طلب کرنا حیات ظاہری میں ہی ضروری نہیں تھا بلکہ بعد وصال بھی صحابہ کرام طلب کرتے تھے۔ حضور ﷺ کے وصال کے بعد ایک اعرابی روضہ رسول ﷺ پر حاضر ہوا اور روضہ پاک کی خاک اپنے سر پر ڈالی اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ ﷺ جو آپ نے فرمایا ہم نے سنا جو آپ پر نازل ہوا اس میں یہ آیت بھی ہے: وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا میں نے بے شک اپنی جان پر ظلم کیا اور میں آپ کے حضور میں اللہ سے اپنے گناہ کی بخشش چاہنے حاضر ہوا ہوں۔ تو میرے رب سے میرے گناہ کی بخشش کرائیے۔ اس پر قبر انور سے ندا آئی تیری بخشش کی گئی۔

(ملاحظہ ہو تفسیر مدارک صفحہ ۲۳۴ جلد اول، جذب القلوب صفحہ ۲۱۱)

دربار رسالت مآب ﷺ کی حاضری کی فضلیت و برکت اپنی جگہ مسلمہ ہے۔ اس دربار کی حاضری کیلئے مچلتے جذبات، دھڑکتے دلوں اور برستی آنکھوں کے ساتھ کشاں کشاں اپنے آقاء و مولا کے حضور بصد ادب و احترام حاضر ہوتے ہوں گے جہاں عشاق کے دلوں کا حج ہوتا ہے۔

حاجیو آؤ شہنشاہ ﷺ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبے کا کعبہ دیکھو

امام اہلسنت مجدد دین وملت الشاہ احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے لوگوں کے دلوں میں عشق مصطفی ﷺ کی شمع روشن کی۔ آپ بے شک فنافی الرسول کے اعلیٰ منصب پر فائز تھے بارہا مدنی سرکار ﷺ کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے تھے۔ دوسری بات جب مدینہ پاک کی حاضری ہوئی تو بیداری میں زیارت کی حسرت لئے مواجہہ شریف میں پوری رات حاضر ہوکر درود پاک کا ورد کرتے رہے پہلی رات حاضر ہوکر درود پاک کا ورد

کرتے رہے پہلی رات کی قسمت میں سعادت نہ تھی دوسری رات آ گئی مواجہہ شریف میں حاضر ہوئے اور دردِ فراق سے بے تاب ہو کر ایک نعت پیش کی:

وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں　　تیرے دن اے بہار پھرتے ہیں

ہر چراغ مزار پہ قدسی　　کیسے پروانہ وار پھرتے ہیں

آپ بارگاہ رسالت ﷺ میں درود و سلام پیش کرتے رہے۔ آخر کار راحت العاشقین مراد المشتاقین ﷺ نے اپنے عاشق حقیقی کے حال زار پر خاص کرم فرمایا، نقاب رخ اٹھ گیا۔ خوش نصیب عاشق نے عین بیداری میں اپنے محبوب ﷺ کا چشمانِ سر سے دیدار کیا آج ہماری کامیابی ناول میں نہیں قرآن میں ہے، عشق دنیا میں نہیں عشق رسول میں ہے، دوسرے شہروں میں نہیں مدینۃ النبی ﷺ میں ہے تو آجا عازم سفر ہو جا کامیابیاں ہی کامیابیاں ہیں۔

چھوڑ فکر دنیا کی چل مدینے چلتے ہیں
مصطفی ﷺ غلاموں کی قسمتیں بدلتے ہیں

وہ ہند میں سرمایہ ملت کا نگہبان

(ماہنامہ ضیائے حرم لاہور، شمار نومبر 2006ء)

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے گیارہویں صدی ہجری کے آغاز میں ہی یہ حقیقت واضح کر دی تھی کہ مسلمانوں اور ہندوؤں میں دوستی کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ بلکہ اسلامی شریعت کی رو سے دونوں میں موالدت گناہ کبیرہ کے مترادف ہے۔

امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکاتیب میں اس بات پر بار بار زور دیا کہ اسلامی اقتدار کو قائم رکھنا اور اسے استحکام بخشنا ہے تو ہندوؤں سے دشمنی رکھی جائے ورنہ ضلالت و گمراہی کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آئے گا۔ تحریک پاکستان اس تاریخ ساز جدوجہد کی وراثت ہے جو حضرت شیخ احمد سرہندی فاروقی رحمۃ اللہ علیہ نے شہنشاہ اکبر کے خودساختہ ہندو مسلم ثقافت اور تہذیب کو ایک ہی سانچے میں ڈھال دینے کے بارے میں شروع کی تھی جس پر وہ ہندوستان کی مخلوط ہندو مسلم آبادی میں اپنی حکومت کی بنیادیں استوار کرنا چاہتا تھا۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی دوررس نگاہ نے اس مسئلہ کو بالکل ہی مختلف تناظر میں دیکھا۔ انہوں نے اس سوچی سمجھی سازش کو بھانپ لیا۔ جس کا مقصد جنوبی ایشیاء میں اسلام کی تقدیر اور تحریک کو تہہ و بالا کرنا تھا۔ مسلمانوں کے تشخص کو اس بری طرح کچل کر رکھ دینے کا مقصد انہیں ہندومت میں ضم کر دینا تھا تاکہ ایک متحدہ ہندو قومیت وجود میں لائی جائے یہی وجہ تھی کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ہندوؤں سے بالکل الگ مسلمانون کے علیحدہ تشخص پر اصرار کیا اور دوقومی نظریہ پیش کرتے ہوئے ہندوؤں اور مسلمانوں کے مابین جو واضع خط امتیاز کھینچا تھا وہ ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو حضرت قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں تشکیل کی صورت میں نمودار ہوا۔ آپ نے یہ چیز واضح فرمادی کہ ہندو اور مسلمان کبھی ایک اکائی کی صورت اختیار نہیں کر سکتے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی جدوجہد کا فشار مسلمانوں کے

جداگانہ تشخص کومنوانا تھا۔

اگرحضرت مجددثانی فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ اکبری دور میں عظیم تجدیدی کارنامے انجام نہ دیتے تو نہ مساجد میں اذانیں ہوتیں، نہ مدارس دینیہ میں قرآن وحدیث فقہ اور باقی علوم اسلامیہ کا درس ہوتا اور نہ خانقاہوں میں سالکین اور ذاکرین اللہ اللہ کے روح افزاذکر سے زمزمہ سنج ہوتے۔امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے جس تبلیغی اصول سے دنیا کوروشناس کرایا وہ انہی کا حصہ ہے۔وہ زندہ تھیوری ہے جوقابل عمل بھی ہے اور لائق تقلید بھی۔

آپ کے مکتوبات میں اکثر مسائل شریعت وطریقت ومعرفت پر مشتمل ہیں۔ بعض میں جادہ شریعت سے ہٹے ہوئے صوفیائے خام کی روش پر تنقید کی گئی اور بعض میں علمائے سوکی جاہ پندی پر افسوس کا اظہار کیا گیا ہے۔ پھر ہندوؤں کی میل جول سے پیدا ہونے غلط رسوم کارداورشرک وبدعات پر کاری ضرب لگائی گئی ہے۔شریعت وطریقت کو دو خانوں میں تقسیم کر دیا گیا تھا۔جس سے گمراہی کا راستہ کھلا اور اصلاح کی راہیں مسدود ہوگئیں۔امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشادفرمایا: کہ شریعت وطریقت الگ الگ نہیں۔شریعت اگرگلاب کا پھول ہے تو طریقت اس کی خوشبو ہے۔آپ کے مکتوبات شریف کی کل تعداد پانچ سو چالیس ہے۔

پروفیسرڈاکٹرمحمد مسعوداحمد لکھتے ہیں آج ہندوستان کی اسلامی تاریخ کے آسمان پر جتنے نام ورتارے بن کر چمک رہے ہیں اس جھرمٹ میں حضرت مجددالف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا نام سب سے زیادہ فائق اور ممتاز ہوکرجگمگا رہا ہے۔آپ کے مکتوبات شریف اور علم حقیقت کے اسرارومعارف سے لبریز ہیں۔

حضرت مجددالف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علم وعمل دونوں کا سرچشمہ شریعت ہے ۔نماز کواول وقت میں ادا کیا جائے اور سستی وکاہلی اور جہالت کی وجہ سے تاخیر نہ ہونے پائے۔اللہ تعالیٰ کا مقبول بندہ وہ ہے جواپنے مالک کا حکم ملتے ہی تعمیل کرے کیونکہ حکم کی

تعمیل میں دیر کرنا سرکشی اور بے ادبی ہے۔

شاعر مشرق اور مصور پاکستان علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے بھی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے افکار و نظریات سے گہرا اثر قبول کیا ہے اور سلسلہ قادریہ میں بیعت کے باوجود انہیں سلسلہ نقشبندیہ بالخصوص بہاؤ الدین نقشبند اور حضرت مجدد الف ثانی سے خاص عقیدت و ارادت تھی۔ علامہ اقبال نے ۱۹۰۰ء میں جرمن فلاسفر نطشے پر سخت تنقید کی اور اس کی فکری ناکامی کا بڑی حسرت سے ذکر کیا۔

کاش بودے در زمان احمدے تا رسیدے بر سرور سرمدے

یہاں احمد سے مراد احمد سرہندی مجدد الف ثانی ہیں۔ اقبال کی نظر میں آپ اس مقام رفیع پر فائز ہیں جہاں مغربی مفکرین کو بھی سبق سکھا سکتے ہیں۔ اس لئے اقبال کہتے ہیں کہ اے کاش! نطشے حضرت مجدد کے عہد مبارک میں ہوتا تو وہ اس کو بتاتے زندگی کیا ہے اور سرورِ سرمدی کیا ہے؟

مولانا عبد المجید سالک نے ذکر اقبال اور سرگزشت میں حضرت مجدد الف ثانی سے اقبال کی عقیدت و ارادت کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے۔

ڈاکٹر اقبال کو ہندوستان کے اولیاء کرام میں حضرت مجدد الف ثانی سے بے انتہاء عقیدت تھی۔ ۱۹۳۴ء کے جون میں بیٹھے بٹھائے انہیں خیال آیا کہ سرہند شریف جا کر حضرت مجدد کے مزار اقدس کی زیارت کرنی چاہئے۔ چنانچہ انتہاء درجے کے آرام طلب ہونے کے باوجودہ شدید گرمی کے موسم میں ہند گئے اور وہاں سے واپس آکر وہ نظم لکھی جو بال جبریل میں موجود ہے۔

حاضر ہوا میں شیخِ مجدد کی لحد پر وہ خاک کہ ہے زیرِ فلک مطلعِ انوار
اس خاک کے ذروں سے ہیں شرمندہ ستارے اس خاک میں پوشیدہ وہ صاحبِ اسرار
گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے جس کے نفسِ گرم سے گرمی احرار

وہ ہند میں سرمایۂ ملت کا نگہبان اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ خواجہ حسن نظامی کے نام ایک خط میں لکھتے ہیں۔

''جن لوگوں کے عقائدو اعمال کا مآخذ کتاب وسنت ہے اقبال ان کے قدموں پر ٹوپی کیا سر رکھنے کو تیار ہے اور ان کی صحبت کے ایک لحظہ کو دنیا کی تمام عزت وآبرو پر ترجیح دیتا ہے''۔

پیر طریقت مجدد دین وملت، حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی احمد ہے۔ آپ ہندوستان کے مشہور شہر ''سرہند'' (انڈیا) میں ۱۵۶۴ء میں پیدا ہوئے اور ۱۶۲۴ء میں آپ کا وصال ہوا اور سرہند ہی میں آپ مدفون ہوئے۔حضرت مجدد الف ثانی نے جس عہد میں تبلیغ دین، اصلاح عقائد کے سلسلے کو عام کرنے کا بیڑا اٹھایا وہ ظلم جبر اسلامی تعلیمات سے دوری اور لا دینیت کا دور تھا۔جلال الدین کا دربار الحادو لا دینت، جدیدیت، روشن خیالی اور دین کے خلاف فتنوں کا سب سے بڑا مرکز تھا۔اکبر کے دربار میں نبوت ورسالت ،وحی، جنت،جہنم،حج اور دیگر اسلامی شعائر کا مذاق اڑایا جارہا تھا۔

۱۵۵۲ء میں علمائے سو، درباری علماء کی مشاورت سے ایک نئے مذہب دین الٰہی کی بنیاد رکھی گئی۔اس نئے مذہب کے اصول وعقائد فرنگیوں، پارسیوں اور ہندوؤں سے ماخوذ تھے،سود، جواء حلال کر دیا گیا، عائلی قوانین بدل دیئے گئے۔حلال جانوروں کا گوشت حرام اور حرام جانوروں کا گوشت حلال قرار دیا گیا۔عربی پڑھنے اور پڑھانے پر پابندی عائد کر دی گئی۔ بادشاہ وقت کو سجدہ کرنے کا فتویٰ دے گیا۔ ملا عبداللہ سلطان پوری نے حج کی منسوخی کا فتویٰ دیا،ابوالفضل نے اکبر کیلئے بادشاہ دوراں کا مسئلہ وضع کیا۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ابو الفضل اور فیضی سے ملاقاتوں کے بعد یہ محسوس کر لیا تھا کہ علمی سطح پر وہ خاصے باخبر لوگ ہیں۔لیکن ان کا رخ راست نہیں ہے۔ابو الفضل اکبر اعظم کا ایک اہم دینی مشیر اور بے تکلف مصاحب تھا۔اس نے اکبر نامہ اور آئین

اکبری بھی تحریر کیں۔ فارسی زبان میں اس کے خطوط کا مجموعہ ’’مکتوب غلامی‘‘ مشہور تصنیف ہے۔ ابوالفضل نے اپنی بے نقط تفسیر کیلئے ایک مقام پر حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے رہنمائی حاصل کی تھی۔ اس حوالے سے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے چند نکات کی توضیع و تشریح اس خوبی اور علمیت کے ساتھ لکھی کر بھیجی تھی کہ فیضی اور اس کی مجلس کے علماء اسے پڑھ کر حیران رہ گئے تھے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اصلاح عقائد اور اصلاح معاشرہ کی وہ عظیم تحریک برپا کی۔ جس کے نتیجے میں ہندو مسلم تہذیب کا معجونِ مرکب اور وحدت کا خودساختہ فلسفہ دم توڑنے لگا۔ آپ درباری علماء سو اور خود بادشاہ وقت کے خلاف سینہ سپر ہوتے ہوئے کلمہ حق بلند کیا۔ اس پر بادشاہ غضب ناک ہوا اور آپ کو قلعہ گوالیار میں قید کردیا گیا۔ گوقید و بند اور شاہی دربار میں طلبی اور پیشی کے وقت حضرت احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ بادشاہوں کی رسمی تعظیم بجالانے کیلئے سرنہیں جھکاتے تھے۔ لیکن اس کے باجود بالخصوص جہانگیر حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے اس اقدام پر سخت گیر نہیں ہوتا تھا۔

بعض تاریخی حوالوں سے اس امر کا شائبہ بھی ملتا ہے کہ قید سے رہا ہونے کے بعد شاید جہانگیر اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی آویزش ختم ہوگئی تھی اور حضرت مجدد نے شاہی فوج کے اندر وعظ و نصیحت کا منصب سنبھال لیا تھا۔ اس عہد میں بھی حضرت مجدد بادشاہ اور سرکاری اہل کاروں کی اصلاح اور ہدایت کا فریضہ ادا کرتے رہے۔ حضرت مجدد نے ہر حالت میں رشد و ہدایت اور اصلاح دین کیلئے اپنی خدمات جاری رکھیں۔

ایک وقت وہ تھا کہ جہانگیر حضرت مجدد کی گرفتاری اور قید و بند کی خاطر نہایت بے رحم اور درشت رویہ اختیار کردیا تھا۔ لیکن پھر چند برسوں کے بعد یہ صورت حال پیدا ہوئی کہ اسی جہانگیر نے حضرت مجدد الف ثانی سے درخواست کی کہ وہ مستقل طور پر شاہی مہمان خانے میں رہیں۔ لیکن حضرت مدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی علمی اور تبلیغی کوششوں کو جاری

رکھنے کیلئے شاہی فوج کے ساتھ اپنی وابستگی کو پیش کیا۔ اسی دور میں جہانگیر کا بیٹا خرم جو بعد میں شاہجہان کے نام سے سلطنت مغلیہ کا وارث بنا وہ بھی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا مرید خاص بن گیا تھا۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ خود ایک اعلیٰ پائے کے وعظ، مبلغ، شارح، مفسر اور عالم دین تھے۔ دینی مسائل کے بیان میں وہ سراپا انہماک اور سچے جذبات کے ساتھ کام لیتے تھے۔ اس کے باعث ان کا کلام سننے والا کوئی شخص بھی ان سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا تھا۔

آپ اپنے ہم عصر بزرگوں، اساتذہ اور رہنماؤں سے بذریعہ خط و کتابت بھی روحانی سلسلہ برقرار رکھے ہوئے تھے۔ انہوں نے اپنے ان مکتوبات میں اپنے وطن کی سیاسی صورت حال اور حکمرانوں کی غلط پالیسوں اور حکمت عملیوں کا بھی برملا تذکرہ کیا ہے۔ وہ اپنے عہد کے صوفیانہ رویوں پر بھی بات کرتے رہتے تھے۔ اصلاح احوال، خلافت اسلام اور تفہیم دین کی خاطر انہوں نے کئی اہم تصانیف چھوڑی ہیں۔ ان میں معارف الدینیہ، رسالۂ مبدو معاد شرح رباعیت، رسالہ تصنیفات تہلیلیہ، تعلیقات عوارف اور مکتوبات دفتر اول دوم سوم مشہور ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت کی یہی وہ امتیازی خصوصیت ہے جس کی بناء پر علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ ان کے معترف تھے۔ تصوف کی حقیقت کے بارے میں علامہ اقبال کا سرچشمہ اور منبع حضرت مجدد ہی کے ارشادات ہیں۔

اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

تین سو سال سے ہیں ہند کے میخانے بند

اب مناسب ہے تیرا فیض ہو عام اے ساقی!

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں اقبال رحمۃ اللہ علیہ کا یہ تاثر اس امر کی

شہادت دیتا ہے کہ اقبال نہ صرف تصوف کے قائل تھے بلکہ انہیں صوفیائے کرام اور اولیائے امت سے بھی بے حد عقیدت تھی۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو برِاعظم پاک و ہند کا سب سے پہلے اور بڑے معلم کا درجہ دیا جا سکتا ہے اور یہ کہنا بھی بجا ہے کہ انہوں نے اپنی قربانیوں سے بادشاہ وقت کی مرضی کے خلاف دین اسلام کی حفاظت کیلئے کام کیا۔ انہوں نے اسلامی تشخص اور تعلیمات کو ''دین الٰہی'' کی آڑ میں باطل مذاہب میں خلط ملط ہونے سے روکنے کیلئے قہر سلطانی کی بھی پرواہ نہ کی اور اپنے اجتہادی اور مجددانہ اقدام سے سچے دین اسلام کو تقویت بخشی اور مسلمانان ہندوستان کے اسلامی اور جداگانہ تشخص کو برقرار رکھنے کیلئے انہیں ایک لازوال اور عظیم قوت بخشی اور انہوں نے صحیح معنوں میں ہند سرمایہ ملت کی نگہبانی کی اور انہوں نے مسلمانوں کو خودی کا درس دیا۔ حضرت مجدد سرہندی نے اپنی تعلیمات سے ہزاروں مسلمانوں کو گمراہی سے نکال کر جادۂ حق پر گامزن کیا اور اسلام کو اتنا مضبوط اور توانا کر دیا کہ

اس کی اصل روح ایک ہزار سال تک زندہ رہ سکتی ہے۔ اس کے لئے انہیں مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ یعنی دین کو ایک ہزار سال تک زندہ رہنے کی تقویت بخشنے والا کہا جاتا ہے۔

آفتاب نبوت علیہ السلام

(ماہنامہ فیضان مصطفیe، اپریل شمارہ 2006ء)

نبی پاک علیہ السلام کی ذات اقدس ہمارے لئے سرمایہ حیات ہے۔ اگر آپ علیہ السلام کا وجود نہ ہوتا نہ یہ کائنات ہوتی نہ آسمان ہوتا نہ سورج ہوتا نہ ستارے ہوتے۔ ہم اور ہمارا وجود انہی کے مبارک وجود مسعود کے دم قدم سے ہے۔ اللہ کو نام محمد علیہ السلام سے کتنا پیار ہے کہ یہ نام کروڑوں ناموں کا حصہ بنا دیا۔ مسلمانوں نے ہر زمانے میں اسم محمد علیہ السلام کو اپنی جان سے زیادہ عزیز سمجھا۔ جب کسی ملعون نے اس نام کی توہین کی تو غیور مسلمانوں کی تلواریں اس پر شعلہ بن کر لپکیں اور اسے جہنم واصل کیا۔ محکومی اور غلامی کے دور میں بھی ہزاروں مسلمانوں نے اس نام کی حرمت پر اپنی جانیں لٹائیں۔ تختہ دار پر جھولے لیکن دنیا کو یہ بتا دیا کہ اس نام کی عزت کیلئے ہم اپنا سب کچھ قربان کر دینا اصل ایمان سمجھتے ہیں۔

محمد علیہ السلام کی محبت آن ملت شام ملت ہے
محمد علیہ السلام کی محبت روح ملت، جان ملت ہے
محمد علیہ السلام کی محبت خون کی رشتوں سے بالا ہے
یہ رشتہ دنیاوی قانون کے رشتوں سے بالا ہے

اس کائنات کے جس ذرے کا اللہ رب ہے محمد کریم علیہ السلام اس کے رسول ہیں۔ ربوبیت اللہ پر ختم ہے اور نبوت و رسالت محمد علیہ السلام پر ختم ہے۔ اللہ کے سوا اگر کوئی دعویٰ ربوبیت کرتا ہے تو وہ فرعون و نمرود اور رسول اللہ علیہ السلام کے بعد اگر کوئی دعویٰ نبوت کرتا ہے تو وہ اسود اور مسیلمہ کذاب ہے اب اگر کوئی دعویٰ نبوت کرے گا یا شان مصطفی علیہ السلام میں گستاخی کرے گا تو غلامان محمد علیہ السلام اس کے ساتھ وہی سلوک کریں گے جو مسیلمہ کذاب اسود کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کیا تھا۔

محمد علیہ السلام وہ ہیں جو حمد و ثنا ہی کے لائق ہیں انہیں عیب و نقص سے کوئی تعلق نہیں

چنانچہ جو شخص حضور علیہ السلام کو رسول مانے اور آپ علیہ السلام کے کسی وصف کا انکار کرے یا آپ کے علم وحلم، جودوسخا، فضل وکرم، اختیار واقتدار، رفعت وعظمت کے کسی پہلو پر اعتراض کرے خود جھوٹا ہے بلکہ جو محمد علیہ السلام بھی مانتا ہے پھر بھی آپ علیہ السلام کے فضائل وکمالات کے کسی عنوان کا منکر ہے تو گویا اپنے کاذب ہونے کا اعلان کرتا ہے یہ نام پاک ایسا خود کفیل ہے کہ جو اسے سمجھتا ہے اعتراض وانکار سے خود رک جاتا ہے کیونکہ مان کر ہرزہ سرائی کرنا آپ اپنی تردید کرنے کے مترادف ہے۔ چنانچہ اسی حقیقت کے پیش نظر کفار مکہ نے اپنے خیال میں نام مبارک بدل کر مذمم (یعنی جسکی مذمت کی جائے) رکھ لیا اور جب بھی حضور پاک علیہ السلام کے بارے میں بکواس کرتے یہی ناپاک لفظ استعمال کرتے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تشویش کا اظہار کیا تو اللہ کے حبیب علیہ السلام نے فرمایا:

الا تعجبون کیف یصرف اللّٰہ عنی شتم قریش ولعنھم یشتمون ملعما ویلعنون ملعما وانا محمد (بخاری شریف)

ترجمہ: کیا تمہیں اس پر تعجب نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے قریش کی گالیوں اور لعنت سے کس طرح بچایا ہوا ہے وہ کسی مذمم کو گالیاں دیتے ہیں جبکہ میں تو محمد علیہ السلام ہوں کفار مکہ کی اس سمجھ اور محبوب خدا علیہ التحیۃ والثناء کے جواب سے وہ لوگ روشنی حاصل کریں۔ جو کسی بھی پہلو کسی بھی بہانے حضور پرنور علیہ السلام کے کسی وصف پر مخالفانہ یا گستاخانہ طرز گفتگو اختیار کرتے ہیں۔

یہ اسم محمد علیہ السلام سراسر نعت ہے گویا قدرت یہ چاہتی ہے کہ بڑے سے بڑا منکر بھی حضور پاک علیہ السلام کا نام پاک لیتے ہی نعت پڑھنے پر مجبور ہو جائے اور کوئی عشق وایمان والا اس کی ہرزہ سرائی کا جواب دینے کیلئے اس کے سامنے نہ بھی ہو تو یہی نام پاک اس کی زبان سے نکل کر اس کی تردید کرے۔ یہ نام پاک اللہ کے اسم پاک محمود سے نکالا گیا ہے باب تفعیل سے ہے اور اس کا معنیٰ ہے۔

الذی یحمد حمداً بعد حمد الذی یحمد مرۃ بعد حمد الذی کرۃ بعد کرۃ

ترجمہ: یعنی جس کی بار بار حمد و ثناء کی جائے (مگر وہ حمد و ثنا ختم نہ ہو)۔

یہ نام پاک حضور ﷺ کی رسالت کی گواہی دے رہا ہے۔ اصل محمد وہی ہے جسکی سب تعریف کریں اپنے بیگانے اہل مشرق و مغرب، جنوب و شمال والے بحر و بر والے عرش و فرش کے مکین، جن و بشر، حور و ملک، ساری خدائی بلکہ خود خدائے پاک شاعر دربار رسالت حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

وشق لہ من اسمہ لیجلہ فذو العرش محمود و ھذا محمد

ترجمہ: یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنا نام پاک چیر کر اس سے اپنے حبیب مکرم ﷺ کا نام پاک نکالا ہے تاکہ وہ اسکی عظمت کو ظاہر کر دے۔

چنانچہ عرش والا محمود ہے اور یہ ذات پاک محمد ﷺ یوں تو ہر نبی اللہ کا محبوب اور مستجاب الدعوات ہوتا ہے مگر حضور ﷺ اللہ کے محبوب اعظم ہیں اور یہاں دعا ہی نہیں رضا بھی ملحوظ ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاۗءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىھَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ (البقرہ ۱۴۴)

ترجمہ: ہم دیکھ رہے ہیں بار بار تمہارا آسمان کی طرف منہ کرنا تو ضرور ہم پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے ابھی اپنے منہ پھیر دو مسجد حرام کی طرف ایسی ہی بات حدیث قدسی میں بھی ملتی ہے۔

کلھم یطلبون رضائی وانا اطلب رضاك یا محمد

ترجمہ: سارے میری رضا چاہتے ہیں اور اے محمد ﷺ میں تیری رضا چاہتا ہوں۔

سورۃ التوبہ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

ترجمہ: فرما دو (اے لوگو) اگر تمہیں اپنے باپوں' بیٹوں' بھائیوں' بیویوں' افراد'

کنبہ' کمائی کے مالوں سے اس تجارت سے جس کے نقصان سے ڈرتے ہو اور اپنے پسندیدہ مکانوں سے زیادہ پیارے ہے بہ نسبت اللہ' رسول اور جہاد فی سبیل اللہ کے تو منتظر رہو کہ اللہ اپنا عذاب بھیجے اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔ حدیث پاک میں ہے کوئی مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اس سے اس کے باپ' اولاد بلکہ تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔ (بخاری شریف)

گویا جب تک ساری دنیا سے زیادہ محبت حضور اکرم ﷺ سے نہ ہوگی مومن نہیں ہوگا اور مومن نہیں ہوگا تو ملت اسلامیہ کا فرد نہیں بن سکتا اسلام کے دور اول پر نگاہ ڈالیے۔ آخر بدر و احد میں کامیابی کا راز کیا تھا؟

محض خدا تعالیٰ اور رسول ﷺ کی محبت یہ جذبہ عشق و محبت مسلمانوں کے رگ و پے میں اس حد تک سمایا ہوا تھا کہ جنگ احد میں ایک خاتون کا باپ، شوہر اور بھائی شہید ہو گئے لوگ اسے عزیز رشتہ داروں کی شہادت کی خبر سناتے رہے مگر وہ حضور ﷺ کا حال پوچھتی رہی آخر سرکار دو جہاں ﷺ سامنے آئے اور سکون مل گیا بقول مولانا شبلی:

بڑھ کر اس نے رخ اقدس کو جو دیکھا تو کہا
تو سلامت ہے پھر ہیچ ہیں سب رنج والم
میں بھی اور باپ بھی، شوہر بھی، برادر بھی فدا
اے شہ دیں تیرے ہوتے کیا چیز ہیں ہم

سوچئے ایک ضعیفہ کا عشق اتنا قوی تھا تو قوم کے جوانوں کا عشق کس قدر ہوگا صلح حدیبیہ کے موقع پر جناب عروہ مسعود ثقفی کافروں کے سفیر تھے۔ انہوں نے واپس جا کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں جو رپورٹ دی قابل غور ہے:

اے میری قوم میں البتہ بادشاہوں کے درباروں میں حاضر ہوا ہوں اور قیصر و کسریٰ و نجاشی کے ہاں گیا ہوں اللہ کی قسم میں نے کبھی کوئی ایسا بادشاہ نہیں دیکھا کہ جس کے

اصحاب اسکی ایسی تعظیم کرتے ہوں جیسا کہ محمد ﷺ کے اصحاب آپ کی تعظیم کرتے ہیں۔ اللہ کی قسم جب انہوں نے کھنکار پھینکا ہے تو وہ کسی نہ کسی صحابی کے ہاتھ گرا ہے جسے اس نے اپنے منہ اور جسم پر مل لیا ہے۔ وہ حکم دیتے ہیں تو اصحاب تعمیل کیلئے دوڑے آتے ہیں وہ وضو کرتے ہیں تو وضو کیلئے پانی کیلے باہمی جھگڑے کی نوبت پہنچنے لگتی ہے، کلام کرتے ہیں تو اصحاب اپنی آواز دھیمی کر لیتے ہیں اور از روئے تعظیم ان کی طرف تیز نگاہ بھی نہیں کرتے۔

توہین آمیز خاکوں کی اشاعت کے جواب میں اجتماع کرنا ہر مسلمان کا اپنا ایمان مکمل ہونے کی دلیل ہے کیونکہ حدیث نبوی ﷺ ہے حضور پاک ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنی جان مال سے بڑھ کر مجھ سے محبت نہیں کرتا اس کا ایمان مکمل نہیں ایک سچا مسلمان ہر چیز برداشت کرے گا۔ لیکن توہین رسالت ﷺ اس کے لئے نا قابل برداشت ہے۔ حال ہی میں ناروے، ڈنمارک اور دوسرے یورپی ممالک کے اخبارات میں رحمۃ اللعالمین ﷺ کی شان میں جو گستاخانہ خاکے شائع ہوئے ہیں وہ محض اتفاق نہیں ہے بلکہ ایک سوچی سمجھی سازش کا نتیجہ ہے دنیا کا کوئی بھی مذہب مقدس شخصیات کی توہین کی اجازت نہیں دیتا۔

یہ یہود و نصاریٰ کی شیطانی حرکت ہے عالم اسلام اور بالخصوص حکومت اسلامی جمہوریہ پاکستان کو احساس ہونا چاہئے اور ان تمام ملحدوں کا منہ بند کرنا چاہئے جو اسلامی حدود تعزیرات کا مذاق اڑاتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ سے کھلی جنگ ہے اور اس کا انجام وہی ہے جو نمرود، فرعون اور ہامان وغیرہ کے ساتھ ہوا کائنات کی ہر قوم مذہب کے سلسلے میں حساس ہوتی ہے مسلمانوں کا تو یہ حال ہے کہ وہ عشق رسول ﷺ میں جان دینے سے گریز نہیں کرتے۔ تاریخ میں شاتمان رسول میں سے ریجنالڈ کو ۱۱۸۶ء میں گستاخی رسول کرنے پر صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ نے قتل کیا نور الدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ نے دو نصرانیوں کو نبی پاک ﷺ کے روضہ مبارک میں سرنگ لگانے کی پاداش میں قتل کیا۔

جلال الدین اکبر کے عہد میں ایک برہمن کو گستاخی رسول کی پاداش میں قاضی

القضا شیخ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ نے سزائے موت سنائی اور اور سزا پر عمل کروایا حقیقت رائے کو شان رسالت ﷺ میں گستاخی کی پاداش میں عدالت کے فیصلے کی روشنی میں سنہ ۱۷۳۴ء میں سزائے موت دی گئی۔

اس موقع پر غیر مسلموں کی جانب سے بسنت کا تہوار منایا جاتا ہے۔ مسلمانوں کا حضور اکرم ﷺ سے جو رشتہ ہے۔ مغربی دنیا اس کے بارے میں صحیح تصور نہیں رکھتی اس لئے ان کے نزدیک اس قسم کی گستاخی زیادہ اہمیت نہیں رکھتی۔ جب کہ مسلمان کے لیے پیغمبر اسلام ﷺ کی ذات ہی سب کچھ ہے اور کوئی مسلمان ان کے بارے میں کسی قسم کی اہانت کا تصور بھی نہی کرسکتا۔

دنیا میں جہاں کہیں ایسے واقعات ہوئے مسلمانوں نے اپنی ذمہ داری کو پورا کرتے ہوئے انہیں کیفر کردار تک پہنچایا۔ غازی علم الدی شہید رحمۃ اللہ علیہ اس سلسلے کی ایک نمایاں مثال ہیں۔ جنہوں نے گستاخ رسول راج پال کو قتل کیا اور وکلائے صفائی کے اصرار کے باوجود انہوں نے اپنے موقف سے انحراف نہیں کیا بلکہ اس اقدام کو وہ اپنے لئے باعث فخر سمجھتے رہے۔

غازی علم الدین شہید رحمۃ اللہ علیہ اکیلا انسان تھا۔ توہین رسالت برداشت نہ کرسکا اور گستاخ رسول کو واصل جہنم کیا اور آج تقریباً 57 اسلامی ممالک ہیں ہر ایک کو اپنی اسلامی ذمہ داری کا ثبوت دینا چاہیئے۔ او۔ آئی۔ سی کا سربراہی اجلاس بلا کر متفقہ طور پر مغرب سے معافی نامہ اور آئندہ کیلئے یقین دہانی کا مطالبہ کرنا چاہئے اور گستاخ خاکوں کی اشاعت میں ملوث جملہ مغربی ممالک کا مکمل اقتصادی بائیکاٹ اور انکی مصنوعات کا بھی بائیکاٹ کرنا چاہیئے مسلمان کے لئے رسول ﷺ کی ذات سے بڑھ کر کوئی چیز اہم نہیں۔

جہاں تک رسول اللہ ﷺ کی شان مبارک میں گستاخی اور مسلمانوں کی دل آزاری کا تعلق ہے یہ کوئی نیا واقع نہیں بلکہ نبوت کے دور سے ہی ایسے شرپسند عناصر پیدا ہونا شروع

ہو گئے تھے جو اپنے آپ کو جہنم کا ایندھن بناتے رہے تحفظ ناموس رسالت علیہ السلام کی جنگ عشق رسول علیہ السلام کے متوالے ظاہری اسباب کے بغیر لڑ رہے ہیں اور مسلمان کا بچہ بچہ بھی ہر گلی اور محلے میں لبیک یا رسول اللہ علیہ السلام کی صدائیں بلند کر رہا ہے مغرب والے اور امریکی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مشرق والوں اور عربوں سے زیادہ جانتے ہیں وہ جانتے نہیں کہ واقعہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بدولت ہوگا۔ وہ مسلمانوں کے عقیدے سے نہیں ڈرتے انکی عقیدت سے ڈرتے ہیں اور روح محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے بدن سے نکالنا چاہتے ہیں۔

آج عالم کفر مسلمانوں سے عشق رسول علیہ السلام اور محبت رسول علیہ السلام کی دولت کو ان کے بدن سے نکالنا چاہتے ہیں۔ آج عالم کفر مسلمانوں سے عشق رسول علیہ السلام اور محبت رسول علیہ السلام کی دولت چھین لینا چاہتا ہے۔ مسلمان اتنے گئے گزرے نہیں کہ رسول اللہ علیہ السلام کی شان پر آنچ آنے دیں اور خاموش بیٹھے رہیں۔ مسلمان کا دین بھی نبی پاک علیہ السلام کی اطاعت اور فرمانبرداری ہے۔

بہ مصطفی برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر باو نہ رسیدیں تمام بولہبی است

ھدیہ تشکر والدعائے خیر

خداوند تعالیٰ کے احسان عظیم کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اُس کے فضل و کرم کی رحمت لا ثانی توسل حضور رؤف الرحیم کی فراوانی سے میرے قلب سلیم کو علمی درخشانی کا شرف بخشا حیاتِ قاضی عبدالحق ہاشمی و تاریخ علمائے بھوئی گاڑ کی انجام پذیری کی ہمت عطا فرمائی۔ نیز اکابر علمائے دین کی حوصلہ افزائی کا ممنون ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، اہل بیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین، اولیاء امت رحمۃ اللہ علیہم علمائے بھوئی کے صدقے اس کتاب کو دور حاضر میں شائع ہونے والی کتاب میں بہترین اضافہ فرمائیے۔ آمین ثم آمین

ماخذ و مراجع

مصنف	نام کتاب	نمبر شمار
	القرآن الکریم	1
کتب احادیث	بخاری، مسلم، مشکوٰۃ	2
قبلۂ عالم پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ	اعلاء کلمۃ اللہ	3
علامہ پیر سید نصیر الدین نصیر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ	نام و نسب	4
ڈاکٹر امام حسن الدین ہاشمی	حیات حافظ شیخ احمد	5
راجہ نور محمد نظامی	تاریخ و تذکرہ خانقاہ فاضلیہ گڑھی شریف	6
ابوالحقائق قاضی عبدالحق ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ	خزینۃ المشائخ	7
ابوالحقائق قاضی عبدالحق ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ	مسلک اہل سنت	8
ابوالحقائق قاضی عبدالحق ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ	دعوت عمل	9
ڈاکٹر امام حسن الدین ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ	مولانا فرید الدین ہاشمی	10
قاضی عرفان الحق نیرؔ	خواجہ محب النبی ہاشمی ایک تاریخ ساز شخصیت	11
علامہ محمود احمد چشتی (ر) نائب خطیب آرمی	حضرت خواجہ مفتی غلام یحییٰ قطبالوی	12
صاحبزادہ پیر محفوظ الرحمن رحمۃ اللہ علیہ عرف نانگا پیر چھوہر شریف ہری پور	خطوط بنام قاضی عبدالحق ہاشمی	13
مولانا عبدالحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ	تذکرہ اکابرین اہلسنت	14
پروفیسر اختر راہی	تذکرہ علمائے پنجاب	15
مکھڈ شریف	سہ ماہی قندیل سلیمان	16
اسلام آباد	سہ ماہی پیغام آشنا	17

18	ماہنامہ الامین	قاری زبیر امین بھوئی گاڑ
19	حدائقِ بخشش	مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ
20	تذکرۃ المحبوب فارسی (قلمی)	مولانا عبد النبی ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ
21	مہر منیر	مولانا فیض احمد فیض چشتی رحمۃ اللہ علیہ
22	خاندان ہاشمی اور قاضی عبد الحق ہاشمی	قاضی عرفان الحق نیرّ
23	سوانح عمری مولوی نواب علی جدون (قلمی)	قاضی نواب کوٹ نجیب اللہ کتب خانہ راجہ نور محمد نظامی
24	انساب الہاشمی (شجرہ نسب)	ابو الحقائق قاضی عبد الحق ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ
25	تجلیات مہر انور	سید شاہ حسین گردیزی
26	علماء اہلِ سنت ایبٹ آباد	مولانا محمد اعظم قادری
27	پیر سید صابر حسین شاہ بخاری قادری حیات و خدمات کے آئینے میں (غیر مطبوعہ)	ظفر محمود قریشی
28	مکاتیبِ مشاہیر بنام سید صابر حسین شاہ بخاری (حواشی وتعلیقات) مقالہ ایم فل	انصر قادری
29	تعارف علمائے اہلِ سنت	مولانا محمد صدیق ہزاروی
30	تذکرہ علمائے اہلِ سنت و جماعت لاہور	پیرزادہ اقبال احمد فاروقی
31	ضیاء العلوم خدمتِ دین کے پچاس سال	مولانا حافظ محمد اسحاق ظفر
32	اولیاء پوٹھوہار	صاحبزادہ مقصود صابری

ملنے کے پتے

نمبر شمار	نام	پتہ
1	قاضی عرفان الحق نیئرؔ	مدینہ ٹاؤن احاطہ تحصیل ٹیکسلا ضلع راولپنڈی
2	ملک نثار احمد رضا ربانی	ڈیرہ غوثیہ مہریہ بھوئی شریف تحصیل حسن ابدال ضلع اٹک (براستہ فاروقیہ ٹیکسلا)
3	علامہ پیر سید ظہور حسین شاہ	آستانہ عالیہ فاطمہ چشتیہ گاڑ تحصیل حسن ابدال ضلع اٹک (براستہ فاروقیہ ٹیکسلا)
4	آستانہ عالیہ خواجہ محب النبی رحمۃ اللہ علیہ	قرآن اکیڈمی خیابان سرسید راولپنڈی
5	شاہد بکڈ پو	احاطہ تحصیل ٹیکسلا ضلع روالپنڈی
6	سید ضمیر حسین شاہ کاظمی	جامعہ رضویہ انوار العلوم واہ کینٹ
7	احمد بکڈ پو	نزد گورنمنٹ ہائر سکینڈری سکول حسن ابدال
8	علامہ ناصر صدیق ہاشمی	میانہ موہڑہ تحصیل گوجرخان راولپنڈی
9	صاحبزادہ قاضی محمد نعمان ہاشمی قادری	قطبال تحصیل فتح جنگ اٹک
10	صاحبزادہ قاضی عمر سجاد ہاشمی	فضولیاں تحصیل گوجرخان ضلع راولپنڈی
11	ماسٹر شفقت محمود صفیؔ	گورنمنٹ ہائی سکول بھوئی گاڑ حسن ابدال ضلع اٹک (براستہ فاروقیہ ٹیکسلا)
12	علامہ خالد محمود ہزاروی	حقانیہ رضویہ انوار العلوم نزد کوہستان پٹرولیم نزد نذر آباد (حطار) تحصیل وضلع ہری پور
13	سید صابر حسین شاہ بخاری	ادارہ فروغ افکار رضا برہان شریف تحصیل حسن ابدال ضلع اٹک